ترجمۂ اُردو

سفرنامہ محمد ابن جُبیر اندلسی

جسکو

حسب الحکم عالی جناب حافظ حکیم محمد اجمل خانصاحب بہادر دہلوی

طبیب خاص حضور پر نور جناب نواب صاحب بہادر والیِ ریاست رامپور

و افسر اعلےٰ شفاخانجات یونانی و کتب خانہ۔ مد اللہ اقبالہٗ

خاکسار

حافظ احمد علی خان شوقؔ نے ترجمہ کیا اور اپنے

مطبع احمدی واقع ریاست رامپور کوچہ لنگر خانہ

میں چھاپا

ڈیڈیکیشن

اِس نادر اور عجوبۂ روزگار کتاب کے ترجمہ اور اُسکی تکمیل و
تزئین کا باعث کتب خانہ عالیہ حضور پُرنور بندگانعالی
جناب نواب محمد حامد علی خان بہادر والیِ ریاست رامپور
دام ملکہم و اقبالہم ہے اِسلئے مترجم اس نادر زمانہ کتاب کو
حضور ممدوح کے نام نامی اور اسم گرامی سے معنون کرتا ھے
اور دعا کرتا ہے کہ یہ اسلامی علوم و فنون کا کتب خانہ
ہمیشہ حضور پُرنور کے سایۂ عاطفت مین ترقی کرتا رہے۔

فہرست مضامین

مترجم کی التماس

ہر قوم کا ادبار اور اقبال گو اس نئی روشنی کے زمانہ مین اسباب پر منحصر سمجھا گیا ہی
مگر غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ معاملات قضائے الٰہی کے تابع ہین۔
جس قوم کی سلطنت جاتی ہے اُسکے ساتہ ہی تمام محاسن اور کمالات بھی زندہ درگور ہوجاتے
ہین۔ ہندوستان مین مغلیہ سلطنت کے خاتمے کے ساتہ مسلمانون کو بھی زوال شروع ہوا۔
اسلامی سلطنت کے بچے کھچے کچہ آثار قدیمہ باقی ہین تو یہی ہمارے نواب اور رئیس ہین
اور اُنکی چھوٹی چھوٹی خود مختار حکومتون مین اسلامی اقتدار کا پورا پرتو نہین تو تھوڑی سی جھلک
ضرور نظر آتی ہے۔ جب مسلمانون کی سلطنت ہی پہلے سے مٹ گئی تو اُسکے پرانے کارنامون
کی کون حفاظت کرتا۔ اللہ تعالیٰ برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ اِن چند اسلامی ریاستونکو
قائم رکھے کہ وہ اسلامی یادگارونکو ڈھونڈ بھال کر حفاظت سے رکھتی جاتی ہین۔ اس خاص العزمی
مین بھی بہت وسیع حصہ ہماری اِس اسلامی ریاست رامپور نے لیا ہے۔ شاہجہان دہلی
مین ایسی نادر مسجد بنا گئے کہ دنیا کے سات عجائبات مین شامل ہوگئی۔ مگر دست بُرد زمانے
اُسکے بھی کل پرزے ڈھیلے کردیے تھے۔ مغلیہ سلطنت کا کون وارث بیٹھا تھا کہ اِس اسلامی معبد کی
درستی کرتا اِسی ریاست نے اسکی خبرگیری کی اور شاہجہان کے نام کے ساتھ نواب
کلب علیخان بہادر خلد آشیان کا نام بھی صفحات تاریخ مین درج ہوگیا۔ اسیطرح کے

فیض عام کے کام ہزارون اس ریاست سے ہو چکے اور ہو رہے ہین سب سے زیادہ مہتم بالشان کام جو اِس ریاست نے کیا ہے وہ **کتب خانہ علوم و فنون مشرقیہ** ہے لاکھون اسلامی علما اور فضلا نے کیا کیا خون جگر کھا کر کتابونکے صفحات پر علوم و فنون عربی کے چمن لگائے - انقلاب سلطنت کے ساتھ بہت سے چمن باد مخالف کی نذر ہو گئے - اور مصنفین کا نام بھی صفحۂ دنیا سے مٹ گیا **ریاست رامپور** نے اِن چمنون کی تختہ بندی اور آبیاری مین شاہان سلف کے پہلو بہ پہلو الوالعزمی دکھائی اور چودہ ہزار نایاب کتابونکا ذخیرہ جمع کردیا نواب خلد آشیان اِسکے بانی تھے مگر حضور پرنور **نواب محمد حامد علیخان بہادر** دام اقبالھم اُسکی تکمیل کے ساعی ہین - اسکا تعلق ایک ایسی ذات مجمع الحسنات - فاضل اجل عالم بے بدل ماہر علوم و فنون حکمیہ - نقاد اصول و قوانین ادبیہ کے سپرد کیا ہے کہ جو آج علمی مشاغل اور بہبود کافہ مسلمین مین اپنا نظیر عدیل نہین رکھتے ہین اور ہر سال کتب قدیمہ تلاش کر کے خرید فرماتے رہتے ہین - چنانچہ تین ہزار روپے سال کی کتابین ہر سال نئی خرید ہو کر کتب خانہ مین داخل ہو جاتی ہین - وہ کون ہین ؟ اُنکا نام نامی جناب **حافظ حکیم محمد اجمل خان صاحب بہادر دھلوی** زید اللہ اجلالہ ہے - جناب ممدوح کے زیر مطالعہ اکثر کتب عجیبہ رہتے ہین اور اس عالیشان کتب خانہ کے لبریرین ہونے کا شرف مجھ خاکسار کو حاصل ہے - اسلئے ایکروز ارشاد ہوا کہ **سفر نامہ محمد ابن جبیر** کا اگر عربی سے اُردو مین ترجمہ ہو جائے تو تعلیم یافتہ مسلمانونکو مسلمانونکی سیاحت کی ایک تازہ مثال ملجائے گی اور عام طور پر دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ مورخین عرب آج سے سات سو برس پہلے واقعات کو اُسطرح

لکھتے تھے جسطرح کہ اِس اُنیسوین صدی مین ترتیب یافتہ قومین لکھتی ہین۔
مجھے اپنی علمی بے مائگی کا گو پورا یقین تھا مگر تعمیل حکم سے سرتابی سوء ادبی سمجھی۔ اِس ترجمہ کے واسطے مینے اپنے کرم و معظم جناب حاجی محمد اکبر خانصاحب رامپوری کو تکلیف دی۔ اُنکی عنایت کا کیا شکر ادا کردن۔ اپنے تمام کاروبار ترک کرکے میری اس مصیبت کے شریک ہوگئے اثنائے ترجمہ مین بہت سی دقتین پیش آئین۔ کچھ حصہ اُن مشکلوں کا کتب خانہ سے حل ہوا۔ اور کچھ حصہ خاص رأس العلماء۔ والافاضل۔ تاج الاماجد والاماثل۔ جامع علوم معقول ومنقول۔ حاوی فنون فروع واصول حضرت مولانا محمد طیب مکّی عرب مدرس اعلی مدرسہ عالیہ رامپور زید اللہ مجدہ وافضالہ کی توجہ سے حل ہوا۔ اسمین ذرا بھی مبالغہ نہین ہے کہ اگر مولانا ممدوح کی امداد نہوتی تو یہ ترجمہ کبھی پورا نہوتا۔ تین مرتبہ مینے اس ترجمہ کا اصل کتاب سے مقابلہ کیا اور تینون بار خود ہی مسودہ صاف کیا۔ پھر انگریزی اور عربی جغرافیوں کے مقامات کی تحقیق کے واسطے ہزارون ورق اُلٹے تب کہین یہ کتاب پوری ہوی۔
مینے اپنی محنت مین کوئی کمی نہین کی۔ مگر غلطیون سے پاک ہونے کا مجھے دعوے نہین ہے جہان اہل نظر کوئی غلطی دیکھین اپنی عنایت سے مجھے مطلع کردین تاکہ اگر دوسری اڈیشن کی نوبت آئے تو مین اُسکی اصلاح کردون۔

خاکسار
حافظ احمد علیخان شوق لبریرین کتب خانہ ریاست رامپور
و مالک مطبع احمدی رامپور ۔ مئی سنہ ۱۹۰۰ عیسوی

سوانح عمری محمد ابن جبیر
صاحب سفرنامہ

ابن جبیر کا نام محمد اور کنیت ابو الحسین ہے۔ کتاب الاحاطہ بما تیسر من تاریخ غرناطہ مین وزیر لسان الدین ابن الخطیب نے سلسلہ نسب یون لکھا ہے۔ "محمد بن احمد بن جبیر بن سعید بن جبیر بن سعید بن جبیر بن محمد بن عبد السلام بن جبیر الکنانی" تاریخ مصر الکبیر مین شیخ تقی الدین احمد المقریزی نے اُسکے نسب مین تھوڑا سا اختلاف کیا ہے اور اسطرح لکھا ہے۔ "محمد بن احمد بن جبیر بن محمد بن جبیر بن سعید بن جبیر بن سعید بن جبیر بن سعید بن جبیر بن محمد بن مروان بن عبد السلام بن مروان بن عبد السلام بن جبیر" دونون مورخونکے بیان کے موافق یہ آخری جبیر عبد السلام کا باپ اندلس مین آکر آباد ہوا اور یہ شخص ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس کا بیٹا تھا۔ محرم سنہ ۱۲۳ھ مین بلج بن بشر بن عیاض القشیری کی فوج کے ساتھ اندلس مین آیا اور شذونہ مین مقیم ہوا۔ اِسکے بعد ابن جبیر کے آباو اجداد اندلس کی مختلف آبادیون مین آباد ہوتے رہے۔ مقریزی کے قول کے موافق ابن جبیر کی ولادت ہفتہ کی شب دسوین ربیع الاول سنہ ۵۴۰ھ مین بمقام بلنسیہ واقع ہوئی۔ ولادت گاہ کے تعین مین بعض مورخون کو اختلاف ہی۔ سن شعور کو پہنچکر اُسنے شاطبہ مین اپنے باپ احمد بن جبیر سے حدیث شریف کا درس لیا۔ صاحب ملتمس کے قول کے مطابق اُسکا باپ کاتب

(میر منشی) تہا اور شاطبہ کے اکابر ؤنمین شمار ہوتا تہا۔ ابن جبیر نے شاطبہ کی سکونت ترک کی
اور غرناطہ مین بود و باش اختیار کی۔ یہان وہ ابو سعید عثمان بن عبد المومن والی غرناطہ کا
کاتب مقرر ہوا۔ شیخ احمد المقری نے اپنی کتاب نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب
کے پانچوین باب مین ابن رفیق کے حوالہ سے لکہا ہے کہ ایک روز عبد المومن نے
مے نوشی کے جلسہ مین کسی کام کے لیئے ابن جبیر کو طلب کیا۔ وہ حسب الطلب حاضر ہوا
اور اُسکی جانب بھی جام شراب بڑہایا گیا۔ ابن جبیر نے عرض کیا کہ مینے کبھی شراب
نہین پی ہے۔ اسپر کچہ تو حمیت سلطنت اور کچہ نشے کی ترنگ کے سبب سے قسم کھا کر کہدیا کہ
ابتو سات جام پینا پڑینگے۔ مجبور ہو کر اُسنے سات جام پئے اور عبد المومن نے اِس اتباع حکم
کے صلہ مین اُس جام کو سات بار اشرفیو نسے بھر کر انعام دیا۔ ابن جبیر نے گہر آکر مصمم ارادہ
کر لیا کہ اس گناہ کے کفارے مین حرمین شریفین کی زیارت کو جاؤنگا۔ اور اس ارادہ کو اپنے
آقا سے ظاہر کر کے سفر کی اجازت حاصل کی۔ آخرکار تمام املاک اور جائداد کو فروخت کر کے
زادِ راہ کا انتظام کیا۔ اور عبد المومن کے عطیہ کو خیرات کر دیا۔ ابن الخطیب کا بیان ہے کہ
اس سفر کے واسطے وہ جمعرات کے دن آٹھوین شوال ۵۷۸ھ کو غرناطہ سے روانہ ہوا۔
اس دور دراز سفر مین اُسکا رفیق ابو جعفر احمد بن حسان تہا۔ یہ شخص اُندہ علاقہ بلنسیہ کا باشندہ تہا
اور مقری یہ بھی لکہتا ہے کہ وہ علم طب کا بڑا محقق اور ماہر تھا اور اُسکی تصانیف اس علم مین موجود
ہین۔ اُسنے پچاس برس کی عمر مین بمقام مراکش ۵۹۰ھ یا ۵۹۹ھ مین رحلت کی۔ غرضکہ
یہ دونون شخص حج سے فارغ ہو کر علمائے مشرق کی فیض صحبت سے مستفیض ہوتے ہوئے دمشق

مین آئے۔ یہان ابوطاہر خشوعی ابوسعید بن عصرون اور ابومحمد القاسم بن عساکر وغیرہ علما کے
مجالس درس مین حاضر ہوئے اور اپنے علوم کی تکمیل کرکے اُنسے سندین حاصل کین یہانسے
پلٹ کر دونون شخصون نے اہل مغرب کو حدیث وفقہ کا درس دینا شروع کیا۔ واپسی مین مقام
عکہ سے سوار ہوکر خلیج صقلیہ کی تباہی سے بچکر ۲۲ محرم ۵۸۱ھ کو جمعرات کے دن غرناطہ مین آگیا
موجودہ سفرنامہ مین اسی سفر کے کل حالات قلمبند کئے ہین۔ عمارات کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے
کہ کوئی لائق سے لائق مصور بھی ایسی صاف تصویر نہین کھینچ سکتا۔ سفرنامہ کے دیکھنے سے جن جن
باتون کی ضرورت اِس زمانہ مین پائی گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جبیر آج سے سات سو
برس پہلے اُنسے خوب واقف تھا۔ اسلئے کہ اس سفر مین وہ جسجگہ گیا۔ وہانکے باشندونکے
خصائل۔ طرز معاشرت۔ بیوپار کی حالات۔ پیداوار کی کیفیت۔ آب وہوا وغیرہ کی حالت
غرضکہ کوئی ایسی بات نہین ہے جو اُسنے نہ بیان کی ہو۔ اِسکے سوا پولیٹکل اور ملکداری مین
بھی وہ نہایت لائق ثابت ہوتا ہے۔ ہر جگہ کے قلعہ کے حالات مین وہ فوجی معاملات کو
مدنظر رکھکر کیفیت لکھتا ہے اور مجمل الفاظ مین حملہ آورونکے لئے مفید باتین اور مستحفظونکے واسطے
حفاظت کی تدبیرین بھی بتلاتا جاتا ہے۔ ابن خطیب کا تو یہ قول ہے کہ اس سفرنامہ کو اُسنے
راہ کے مقامات اور عجائبات عالم کے اظہار کے واسطے تصنیف کیا۔ لیکن پولیٹکل مذاق
کے لوگ سفرنامہ پڑھکر قیاس لگا سکتے ہین کہ اُسنے اپنے آقا اور ولی نعمت والیِ اندلس کی فتوحات
کی راہ صاف کرنے کے لئے غالبًا اس سفرنامہ کو جمع کیا تھا۔

جسوقت سلطان صلاح الدین کے زبردست ہاتھونسے بیت المقدس کی فتح ہوئی اور اسلامی

پھیلا بیت المقدس پر لہرانے لگا اس خبر کو سنتے ہی ابن جبیر دوبارہ جمعرات کے دن ۹
ربیع الاول ۵۸۵ھ کو غرناطہ سے ممالک مشرقیہ کے سفر کو روانہ ہوا۔ اس دفعہ بھی وہ زیارت
حرمین شریفین سے مشرف ہوا اور جمعرات کے دن ۱۳ شعبان ۵۸۷ھ کو غرناطہ
مین واپس آیا۔

اس دوسرے سفر کے بعد نہین معلوم کن اسباب سے اُسنے غرناطہ کو چھوڑدیا اور مالقہ
مین جا رہا۔ مالقہ سے پھر سبتہ مین اور وہانسے فاس مین جاکر اقامت اختیار کی۔ فاس مین
اُس زمانہ مین حدیث شریف اور تصوف کا زیادہ چرچا تھا۔ اور اس سبب سے اُسنے اشاعت
علوم اور درس و تدریس کے واسطے یہی جگہ بہتر سمجھی۔ ابن جبیر کی بی بی کا نام عاتکہ اور کنیت
ام المجد تھی۔ یہ عورت وزیر ابی جعفر الوقشی کی بیٹی تھی۔ ابن جبیر کو اپنی بی بی سے بیحد اُنس تھا
سبتہ مین بی بی کا انتقال ہوا اور اس صدمہ سے وہ کچھ ایسا پریشان ہوا کہ وہانسے زیارت
بیت اللہ کے واسطے چلدیا۔ مدت تک خانہ مطہر و مقدس مین رہا اور آخرکار
مصر کو چلا گیا۔ پھر وہانسے اسکندریہ کو آیا اور مقریزی کے قول کے مطابق وہین بدھ کے
روز بتاریخ ۲۷ شعبان ۶۱۴ھ انتقال کیا۔

ابن جبیر کے اساتذہ و تلامذہ

ابن خطیب لکھتا ہے کہ "محمد ابن جبیر عالم فاضل ادیب کامل شاعر بے مثل خوش
خلق۔ نیک افعال۔ صاحب ہمت۔ پاک نفس اور زہد و تقوے سے آراستہ تھا
اُسکی نظم اعلی۔ نثر نادر۔ کلام سلیس و پاکیزہ اور مضامین نفیس ہین۔ اُسکی خوبیان بیشمار اور

اُسکے حالات مشہور ہین۔ اُسکی تصانیف مین سے سفرنامہ منفرد اور بے نظیر ہے۔ اور اُسکے
فضل وکمال کا پورا پورا ثبوت اُن مراسلات سے ہوسکتا ہے جو اُسنے اپنے ہمعصرادیبون کو
لکھے ہین۔ اُسنے اندلس مین اپنے باپ احمد بن جبیر۔ ابی الحسن بن محمد بن ابی العیش
ابی عبد اللہ ابن احمد بن عروس۔ ابوعبد اللہ الاصیلی سے حدیث پڑہی۔ اور ابی الحجاج
بن یسعون سے ادب حاصل کیا۔ اور سبتہ مین ابوعبد اللہ ابن عیسی التمیمی السبتی سے کتاب
شفا پڑہی۔ ابوالولید بن سبکہ۔ ابو ابراہیم بن اسحق بن عبد اللہ الغسانی التونسی۔ ابوالحفص
عمر بن عبد المجید بن عمر القرشی المیانجی وارد مکہ معظمہ سے سندین حاصل کین۔ ابوجعفر احمد بن
علی القرطبی الفنکی۔ ابوالحجاج یوسف بن احمد بن علی بن ابراہیم بن محمد البغدادی۔ صدر الدین
ابو محمد عبد اللطیف الخجندی رئیس الشافعیہ اصفہان وبغداد۔ اور جمال الدین ابن الجوزی سے
بغداد مین استفاضہ کیا۔ دمشق مین ابوالحسن احمد بن حمزہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس السلمی
الجواری۔ ابوسعید عبد اللہ بن محمد بن ابی عصرون۔ ابوالطاہر برکات الخشوعی۔ اور ابوالقاسم عبد الرحمن
بن الحسین بن الاخضر بن علی بن عساکر سے حدیث کی تکمیل کی۔ عماد الدین ابوعبد اللہ بن
محمد بن حامد الاصفہانی دعماد کاتب کے اجداد مین سے ہین) کے کلام سے استفاضہ کیا
ابوالولید اسمعیل بن علی بن ابراہیم حسین بن ہبتہ اللہ بن محفوظ بن نصر الربعی عبد الرحمن
بن اسمعیل بن ابی سعید الصوفی سے سندین حاصل کین اور حران مین ابوالبرکات حیان بن
عبد العزیز اور اُنکے صاحبزادے سے فیض حاصل کیا۔

ابن جبیر سفر مشرق سے پلٹ کر جب مغرب مین آیا تو وہان تعلیم وتلقین کا سلسلہ قائم کیا

ممالک مغرب میں اُسکے شاگرد ابن عبد الملک کے بیانکے موافق ابو اسحق ابن وہیب ابن الواعظ ابو تمام بن اسمٰعیل - ابو الحسن بن نصر بن فالح ابن عبد اللہ بجائی - ابو الحسن شاری ابو سلیمان ابن حوط اللہ - ابو ذکریا - ابو بکر یحیٰ بن محمد بن ابی الفضل - ابو عبد اللہ بن حسن بن یحیٰ - ابو محمد بن حسن اللو ابن بن تامتیت - ابن محمد المورری - ابو عمر بن سالم عثمان بن سفیان بن اشقر التمیمی التونسی وغیرہ ہیں - ابو العباس بن عبد المومن الشریشی جسنے مقامات حریری کی شرح لکھی ہے اُسکے مستعد شاگردونمیں سے ہے اِنکے علاوہ اسکندریہ مین رشید الدین ابو محمد عبد الکریم بن عطار اللہ سنے اور مصر مین رشید الدین بن عطار - فخر القضاۃ ابن الحباب اور اُسکے بیٹے جلال القضاۃ نے ابن جبیر ہی سے تعلیم پائی - علامہ مقریزی نے مصر کے دو مشہور حفاظ ابو محمد المنذری اور ابو الحسین یحیٰ بن علی القرشی کو بھی اُسیکا شاگرد بیان کیا ہے -

ابن جبیر کی تصانیف

ابن عبد الملک کا بیان ہے کہ مین نے ابن جبیر کے تصانیف مین سے ایک دیوان دیکھا ہے جسکا حجم ابو تمام حبیب بن اوس کے دیوان کی برابر ہے اور اُسکے دو حصہ ہین ایک حصہ کا نام جو اُسنے اپنی بی بی ام المجد کے ماتم مین لکھا ہے **نتیجہ وجد الجوانح فی تابین القرین الصالح** اور دوسرے حصہ کا نام جسمین ارباب زمانہ کی شکایت کی ہے **نظم الجمان فی التشکی من اخوان الزمان** ہے - دیوان کے سوا اُسکے مراسلات اور پند و نصائح بہت نادر ہین - لیکن بجز سفرنامہ کے کوئی نسخہ مدون نہین ہے - ابو الحسن شاری کا

قول ہے کہ یہ سفرنامہ ابن جبیر کا مرتب کیا ہوا نہین ہے بلکہ اُسکے مضامین کو اُسکے کسی شاگرد
نے ترتیب دیکر کتاب کی صورت بنالیا ہے۔ مگر ولیم رائٹ جو انگلستان کا ایک مشہور عالم
ہے اور اُسنے عربی سفرنامہ کو ۱۸۵۲ء مین ایک قلمی نسخہ سے درست کرکے لیڈن مین چھپوایا ہے
اس خاص معاملہ مین یون کہتا ہے "اس سفرنامہ کی اندرونی حالت صاف بتارہی ہے کہ
یہ نسخہ خاص ابن جبیر کا مسودہ ہے اور کسی دوسرے شخص کا مرتب کیا ہوا نہین ہے
کیونکہ دست ترتیب اُسکی بعض غلطیون اور سہو کو ضرور درست کردیتا جیسا کہ ہمین ابن بطوطہ کے
سفرنامے سے ظاہر ہورہا ہے"

ابن جبیر کے فضائل

ابن الخطیب نے اُسکے اکثر بلیغ اشعار نقل کئے ہین۔ مدینہ منورہ مین حاضری کے وقت
جو قصیدہ اُسنے لکھا ہے وہ بھی کتاب مین نقل کیا ہے اور ایک نہایت بلیغ نثر بھی جو بالکل
مقفی اور مسجع ہے اور صنائع و بدائع سے بھری ہوئی ہے نقل کی ہے۔ علامہ مقریزی
کہتے ہین کہ ابن جبیر بہت بڑا ادیب تھا۔ اُسنے فن شعر اور کتابت مین کامل دستگاہ
پیدا کی تھی اور اُسکے ذریعہ سے خوب دنیا کمائی۔ اِسکے بعد معاملات دنیوی پر خاک ڈالکر
زہد و تقوی اختیار کیا۔ حج کو گیا اور واپسی مین بغداد و شام کے علما کی خدمت سے مستفید ہوا
مقری نے ابن جبیر کی تعریف مین بالکل علامہ مقریزی کے الفاظ تحریر کئے ہین اور اُسکے
سفر کے حالات مین ابن خطیب کے اقوال لکھے ہین۔ صرف اِسقدر زیادتی کی ہے کہ اُسکے
بہت سے مشہور اشعار اپنی کتاب مین نقل کئے ہین اور اُسکی بابت مستند مورخون کے اقوال

بھی لکھدیے ہین چنانچہ علامہ ابن جابر الوردی کی نسبت لکھتا ہے کہ اُسنے ابن جبیر کے
سفرنامہ میرسے حالات دمشق کی بہت تعریف کی ہے اور ابو عبد اللہ بن الحاج المعروف
بہ مدغلیس صاحب موشحات نے اُسکے اشعار کو بہت پسند کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ
ابن رشیق کہتا ہے کہ ابن جبیر کی قبر کے پاس دعا مستجاب ہوتی ہے۔ اسیطرح ابو سعید
اور ابو الربیع کے اقوال اسکے اشعار کی تعریف مین نقل کیے ہین۔ پھر اپنی کتاب کے ساتوین
باب مین اہل اندلس کی مروت اور جوانمردی کی تعریف کی ذیل ابن جبیر کی نسبت صاحب
ملتمس کا یہ قول تحریر کیا ہے "ابن جبیر اپنے احباب کے ساتہ احسان اور بندگان خدا
کی حاجت روائی مین سعی کرنے پر بہت حریص تھا۔ مجھے ابن جبیر کے ساتہ خصوصیت
تھی اور میرے دلمین مدت سے یہ شوق تھا کہ محمد عبد المنعم بن القرس قاضی غرناطہ کی
بیٹی کے ساتہ میرا عقد ہو جائے۔ اِس آرزو کو مینے ابن جبیر سے ظاہر کیا اور اُسنے کوشش
کرکے مجھے کامیاب کرا دیا۔ اتفاق قضا و قدر سے میرے اور میری بی بی کے درمیان مین
ناچاقی ہوئی اور موافقت کی کوئی صورت نظر نہ آئی مجبور ہو کر مینے اس معاملہ کو بھی ابن جبیر سے
ظاہر کیا اور مفارقت کی استدعا کی۔ ابن جبیر نے کہا مینے اس معاملہ مین تمہاری خوشی
کے واسطے کوشش کی تھی اب اگر تمہاری خواہش مفارقت کی ہے تو اس مین بھی تمہاری
مرضی کے موافق سعی کرونگا۔ مینے ان دونون التجاؤن کے وقت ابن جبیر کے چہرے پر رنج
و کدورت یا اظہار احسان کا کوئی اثر نہین پایا۔ بلکہ میری منشا کے موافق مفارقت بھی کرا دی۔
اِسکے بعد ایک روز ابن جبیر نے آکر میرے مکان کے دروازہ کو کھٹکھٹایا مینے باہر نکلکر دیکھا

تو ایک تھیلی سو دینار مومنیہ کی اسکے پاس تھی۔ جب مجھسے کہنے لگا کہ تمہاری شادی میرے توسط سے ہوی تھی ضرور ہے کہ تمنے اس مقدار موجودہ کی برابر نقصان اٹھایا ہوگا۔ اِسلئے مین تمہین قسم دیتا ہون کہ میری خاطر سے یہ رقم اپنے نقصان کے عوض مین قبول کرو۔ مینے جواب دیا کہ مجھے اس بات کے اظہار مین کوئی حجاب نہین ہے کہ جسطرح سے مینے اپنے باپ کا بہت سا مال ایام شباب کی خواہشونمین تلف کیا۔ اسیطرح یہ رقم بھی برباد کردونگا۔ اس صورت مین جب آپکو میری خواہشونپر اطلاع ہوگئی تو آپکو یہ جایز نہین ہے کہ اس رقم کا مجھے مالک بنائین۔ یہ بات سُنکر ابن جبیر مسکرایا اور کہا تمنے اچھے حیلہ سے اپنی جان اس احسان سے بچائی" اِسکے بعد صاحب ملتمس کا بیان ہے کہ ایک روز مجھسے ابو عمران مارتلی زاہد نے ابن جبیر کے بہت سے اوصاف بیان کئے اور کہا "کہ ایسا شخص میرے دیکھنے مین نہین آیا" اور پھر مقری نے عبدری کی کتاب سے ابن جبیر کے وہ فقرے نقل کئے ہین جو اُسنے اسکندریہ کے محصول وصول کرنے والونکی شکایت مین لکھے ہین۔ اور آخر مین وہ قصیدہ بھی لکھا ہے جو اُسنے صلاح الدین کے نام پر اسکندریہ کے کارپردازان محصول کی شکایت مین لکھا تھا۔

موجودہ سفرنامہ کی بابت رائین

ولیم رائٹ کا بیان ہے کہ "اس سفرنامہ عربی کا قلمی نسخہ مجھے لیڈن یونیورسٹی کے کتب خانہ مین ملا۔ اس نسخہ کو عبدالقادر بن عبدالوہاب بن عبدالمومن قرشی نے ۸۷۵ھ مین خاص مکہ معظمہ مین ایک مغربی خط کے نسخہ سے دوسو دس صفحونمین نقل کیا تھا۔ اِس سفرنامہ کا نام

نقل کنندہ نے کتاب اعتبار الناسک فی ذکر الآثار الکریمہ والمناسک تحریر کیا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ نام بالکل گھڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مصنف نے اگر سفرنامہ کا کچھ نام رکھا ہوتا تو اسکے آغاز مین ضرور لکھتا۔ حال آنکہ آغاز کتاب مین اس نسخہ کی پیشانی پر تذکرۃ بالاخبار عن اتفاقات الاسفار لکھا ہے۔ اور دوسرے مورخون نے اسکو رحلہ ابن جبیر کے نام سے یاد کیا ہے۔ نقل کنندہ نے اس نسخہ کی تحریر مین اسقدر تیز دستی سے کام لیا ہے کہ الفاظ کی بے ترتیبی کے علاوہ جا بجا بہت سے لفظ لکھنے سے بھی رہگئے ہین۔ اسکے علاوہ فقرون کی ترتیب کا تو کوئی لحاظ ہی نہین کیا گیا ہے۔ مغربی قلمی نسخون کے پڑھنے والے جان سکتے ہین کہ اس بے ترتیبی سے کیسی وقتین پیش آسکتی ہین۔ مگر مینے اپنے فہم کے موافق حتی الامکان غلطیون کی درستی کردی ہے۔ جو لفظ حسب ضرورت مینے اپنی طرف سے داخل کیا ہے اسکو بریکیٹ (قوسین) مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی لفظ کی جگہ دوسرا لفظ بنایا گیا ہے تو اسکی کیفیت متن کے نیچے نوٹ کرکے لکھدی ہے مگر جس لفظ کی درستی میرے امکان سے باہر تھی اسکی صرف موجودہ شکل کی نقل کردی ہے اور اسکی درستی سے زیادہ بحث نہین کی ہے۔ انگریزی اور عربی تاریخون اور سنون کی مطابقت مین قاعدہ کے موافق حساب لگا کر حتی الوسع صحت کا اہتمام کیا ہے۔ مگر پھر بھی وثوق کے قابل نہین ہے۔ مقامات کے نامون کی تحقیق اور تدقیق مین پروفیسر جیفبول[1] جغرافیہ دان کی امداد سے کوشش کی ہے لیکن تاہم انکی پوری وضاحت سے

[1] Juynboll

معذور ہون۔ کیونکہ بعض مقامات پر کاتب کی تیز دستی سے مقامات کے نام خراب ہوگئے ہین۔ اور بعض موقعون پر خود مصنف کی غلطی بھی پائی جاتی ہے۔ اِس نسخہ کی صحت کے لئے ہمین کہین دوسرا نسخہ دستیاب نہین ہوا۔ البتہ اسکوریال کے کتب [۵۱] مین ایک اور قلمی نسخہ ہے مگر وہ اس نسخہ کا بہت ہی مختصر خلاصہ ہے۔ اُس سے کسی قسم کی مدو ملنی دشوار ہے اِس کتاب کے کامل نسخہ کے ملنے کی اُمید شمالی افریقیہ مین تو پائی جاتی ہے مگر مصر اور قاہرہ وغیرہ سے بالکل نااُمیدی ہے۔ کیونکہ حاجی خلیفہ (صاحب کشف الظنون) نے جو اِس سفرنامہ کا ذکر کیا ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اُسنے اِس کتاب کو اپنی نظر سے نہین دیکھا تھا اِس لئے کہ اُسنے اس کتاب کو رحلۃ الکنانی سے موسوم کیا ہے حالآنکہ آجتک کسی مورخ نے اس نسخہ کو اس لقب سے یاد نہین کیا۔ اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پچھلے مورخونکو اِس کتاب کے حالات سے بالکل آگہی نہ تھی۔ اُن لوگون نے دمشق وغیرہ کے حالات مین جو کچھ مدد لی ہے وہ سریشی کی تحریر سے لی ہے۔ کیونکہ سریشی نے مقامات حریری کی شرح مین کل حالات کا اِس سفرنامہ سے اقتباس کیا ہے۔ صرف المقری کی تحریر سے گمان ہوتا ہے کہ شاید کوئی نسخہ اس سفرنامہ کا اُسکے پاس موجود ہو۔ بہرکیف ہمنے جو کچھ درستی اس کتاب کے متن مین کی اُسکو اُن لوگونکی تحریرونسے مطابق کرلیا ہے جنھون نے اکثر مقامات پر اس سفرنامہ کا اقتباس کیا ہے۔

پچھلے سیاحونمین سے تین آدمی قابل تحریر ہین۔ ایک اُنمین سے عبدری ہے

---

[۵۱] Escurial

یہ شخص مضافات سوس الاقصی مین سے حاحہ کا رہنے والا تھا۔ اُسنے سنہ ۶۸۸ھ (سنہ ۱۲۸۹ع) مین مکہ معظمہ کی زیارت کے واسطے سفر کیا۔ شمالی افریقہ مین ہوتا ہوا اسکندریہ پہنچا اور وہانسے براہ خشکی مکہ معظمہ مین داخل ہوا۔ وہانسے بیت المقدس ہوتا ہوا پھر اسکندریہ کی راہ سے اپنے وطن کو پلٹ کر آیا۔ اُسنے اپنے سفرنامہ مین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات مین ابن جبیر کے سفرنامہ سے اقتباس کرکے دو تین جگہ ابن جبیر کا تذکرہ کیا ہے اور اُسکے مشہور اشعار بھی نقل کئے ہین۔ اسکا سفرنامہ بھی شائع ہونے کے قابل ہے مگر افسوس ہے کہ اس یونیورسٹی مین اُسکا کوئی عمدہ نسخہ نہین ہے۔

دوسرا سیاح بلوی ہے۔ اِسکا نام قاضی ابوالبقا خالد ابن عیسیٰ ہے۔ یہ دریاے منطورہ کے کنارے قنتوریہ کا رہنے والا تھا۔ وہ ۷۳۶ھ مین اسپین سے چلکر تونس مین آیا اور وہانسے جہاز مین سوار ہوکر اسکندریہ پہنچا۔ پھر قاہرہ ہوتا ہوا بیت المقدس آیا۔ وہانسے شام کے قافلے کے ساتھ ممالک عرب مین پہنچا۔ اُسکے عالیشان سفرنامہ کا نام تاج المفرق فی تحلیۃ علماء المشرق ہے۔ ابن الخطیب نے اُسکی مقفی عبارت کو عماد الدین الاصفہانی کی تحریر کا سرقہ بیان کیا ہے۔ ہم اپنی تحقیق مین اس الزام پر یہ بات اور اضافہ کرتے ہین کہ اس سیّاح نے اسکندریہ۔ قاہرہ۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات بالکل ابن جبیر کے سفرنامہ سے چرائے ہین۔ اِسلئے کہ اُسنے اِن مقامات کے حال مین ابن جبیر کی ترتیب عبارت کو بدلکر لفظون کی الٹ پھیر مین اپنے سرقہ کو چھپایا ہے۔ جن فقرونسے افشاے راز کا گمان تھا اُنکو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اُسکے اشعار اور امثال کے

فقرونکو جابجا سے انتخاب کر کے اپنی طولانی عبارت کے مقفی فقرونمین داخل کر کے بڑی لمبا چوڑا راگ گایا ہے۔ مگر چوری کہین چھپ سکتی ہے ویسی ہی صاف نظر آتی ہے اُسکے سفرنامہ کا جو نسخہ ہمنے دیکھا ہے وہ گوتھا ڈیوکل کتب خانہ کا ہے اور بہت صاف لکھا ہوا ہے۔

تیسرا سیاح ابن بطوطہ ہے۔ اُسکا سفرنامہ بہت مشہور ہے اُسنے اپنے سفرنامہ مین حلب اور دمشق کے حالات کا ابن جبیر کے سفرنامہ سے اقتباس کیا ہے۔ اِسکے علاوہ بعض اور مقامون پر بھی اُسنے ابن جبیر کا حوالہ دیا ہے۔

علامہ مقریزی نے بھی الخطط والآثار مین عیذاب اور اخمیم کے حالات مین ابن جبیر ہی کے سفرنامہ سے انتخاب کیا ہے۔

تقی الدین الفاسی نے شفاء الغرام باخبار البلد الحرام مین عیذاب مین محصول لینے والونکے حالات بھی اس سفرنامہ سے منتخب کئے ہین۔

ابن جبیر کے سفرنامہ مین دمشق کی مسجد کے حالات کا مقابلہ کرنے کے واسطے کوئی اور تحریر نہین ملی۔ البتہ ایک فارسی نسخہ سے صرف مختصر سا حال دستیاب ہوا تھا مگر لیڈن کے کتب خانہ مین ایک نسخہ ہماری نظر سے گذرا جسپر نہ تاریخ ہے اور نہ کاتب کا نام ہے اُس نسخہ مین سلاطین ملوک کے حالات مین دمشق کی مسجد کا پورا پورا حال ابن جبیر کی تحریر کے موافق لکھا ہوا ہے۔ بلکہ بعض موقعونپر بالکل اُسکے سفرنامہ کے ہی الفاظ درج ہین صرف فقرونکی ترتیب مین کسیقدر فرق پایا جاتا ہے۔

الشریشی جو ان سب مورخوں سے مقدم اور ابن جبیر کا شاگرد ہے اُسنے مقامات حریری کی شرح میں اسکندریہ۔ قاہرہ (مصر) مکہ معظمہ مدینہ منورہ۔ کوفہ۔ حلہ۔ القنطرہ۔ زریران بغداد۔ نصیبین۔ دمشق حلب صور وغیرہ کے حالات بالکل اپنے اُستاد کے سفرنامہ سے لکھے ہیں۔ اس کتاب کے لیڈن کے کتب خانہ میں صرف ۴۳ مقامات موجود ہیں (بحمد اللہ ریاست رامپور کے کتب خانہ میں نہایت عمدہ پورا نسخہ موجود ہے) چھیالیسوں مقام کی نقل مسٹر ڈوکٹ نے پیرس سے ہمارے پاس بھی ہے۔ ہمیں بڑا افسوس ہے کہ پہلے سے اس نسخہ کی اطلاع نہوئی۔ اُس میں بہت سے اختلافات کی درستی کی گئی۔ لیکن ہمیں اب اُس کتاب کے موافق اس سفرنامہ میں اصلاح کرنے کا موقع نہیں ہے اسلئے کہ ہماری کتاب بہت زیادہ چھپ چکی ہے۔

مشرقی علم کے ماہر یورپین مورخوں نے بھی ابن جبیر کے سفرنامہ سے بہت مدد لی ہے انمیں سے ایک کا نام مسٹر امری[۵۱] ۔ اور دوسرے کا نام پروفیسر ڈوزی[۵۲] ہے۔ پروفیسر ڈوزی نے اپنی شرح اور اکثر نوٹوں میں اس سفرنامہ کا حوالہ دیا ہے۔ اور امری نے صقلیہ کے حالات اسکے ہی سفرنامہ سے نقل کیا ہے۔

غرضکہ یہ وہ سفرنامہ ہے جسکی نسبت ہندوستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں ایک عرصہ سے کوئی واقفیت نہتی۔ البتہ یورپ کے ذی علم مدت سے واقف تھے اب وہ سفرنامہ پبلک کے سامنے اُردو لباس میں موجود ہے۔

---

[۵۲] Dozy [۵۱] Amari

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار و واقعات سفر ابن جبیر علیہ الرحمہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔

جمعہ کے دن ۳۰ شوال ۵۷۸ھ کو جبل شُلَیر[1] کے سامنے دریا کے ساحل پر اس سفر نامہ کو لکھنا شروع کیا۔

۸ شوال سنہ مذکورہ کو (۳ فروری) جمعرات کے دن مین (محمد بن جبیرؒ اور احمد بن حسان) سفر حجاز کے واسطے غرناطہ سے روانہ ہوئے۔ اثناء راہ مین بعض ضرورتون کی وجہ سے جیّان[2] مین تین ٹہرنا پڑا۔ دوشنبہ کے دن ۱۹ شوال کو (۱۴ فروری) جیّان سے روانہ

[1] اندلس کا نہایت بلند پہاڑ ہے۔ گرمی اور سردی مین ہمیشہ برف سے ڈہکا رہتا ہے۔ اور اُسکی چوٹیان اندلس کے اکثر مقامات سے نظر آتی ہین (آثار البلاد قزوینی) اسپینی زبان مین سیرا نوادا Sierra Nevada کہتے ہین جسکے معنے قلہ برف کے ہین۔ اُسکی بہت سی چوٹیان اور متعدد سلسلے ہین۔ (انسائکلوپیڈیا برٹانیکا)

[2] اس مقام کو انگریزی مین جین Jaen کہتے ہین۔ اسی نام کے ضلع کا دارالحکومت ہے اور غرناطہ سے شمال کو ۳۷ میل اور سویلی سے مشرق کو ۱۲۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ آبادی کا کچھ حصہ دریائے گواڈل کویر

ہو کر قلعہ غیداق مین مقیم ہوئے - پھر وہان سے قبرہ شہر استجہ قلعہ اشونہ - شاطبہ[۱]
قلعہ ارکش[۲] اور شریشمہ واقع علاقہ مدینہ ابن اسلیم مین مقامات کرتے ہوئے
دوشنبہ کے دن ۲۶ شوال کو جزیرہ طریف[۳] مین داخل ہوئے - یہان سے دریا کو عبور کر کے
سبتہ پہونچ کر جمعہ کو والی قصر مصمودہ مین قیام کیا چہار شنبہ کے صبح کو سبتہ[۴] مین پہونچے
یہان اسکندریہ کو جانیوالا ایک جہاز مل گیا - اور ہم باسانی تمام اُسمین سوار ہوئے -

---

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱) دو وادی الکبیر کی ایک شاخ پر اور کچھ حصہ پہاڑ کے ڈھال پر واقع ہے - مسلمانون کے عہد کی شہر پناہ اپنے باقیات کی حیثیت سے قائم ہے - آبادی سطح سمندر سے اٹھارہ سو فٹ بلند ہے - مسلمانون کی مسجد جو ۱۲۴۰ء مین منہدم کر دی گئی وہان اب گرجا ہے - اسلامی عہد مین تجارت کی بہت بڑی منڈی تھی سنہ ... مین کل آبادی (۲۳۹۶۴) کی تھی -

[۱] لیڈن کے مطبوعہ عربی نسخے مین حاشیہ پر اس نام کو سکبر اور سلہ بھی لکھا ہے - یاقوت حموی نے مشکر مین شرقی اندلس کے ایک مقام کو شکر بہ سر حرکت بوزن ذکر لکھا ہے - شاید وہی مقام ہو -

[۲] انگریزی مین اسکا لفظ ارکوس Arcos ہے اندلس کے صوبہ قادس مین دریائے اشبیلیہ (گوڈالیٹ) کے کنارے آباد ہے - آبادی ایک بلند پہاڑی پر ہے اور خوش منظر ہے - مردم شماری (۱۵۳۷۹) کی ہے -

[۳] موسی بن نصیر مالک افریقیہ نے سنہ ۹۱ھ مین بربر سے طریف ابوزرعہ نامی ایک سردار کو سو سوار اور چار سو پیادے کے ساتھ چار جہازون کے ذریعے سے اندلس کو روانہ کیا - یہ لوگ اندلس کے ساحل پر طنجہ کے مقابل آئے اسلیئے طریف کے نام پر اُس مقام کا نام طریف ہو گیا - (بیان المعرب ابن عذاری) یورپ کے جغرافیہ مین اسکو طریفا Tarifa لکھتے ہین - اسوقت تک مسلمانونکے عہد کی شہر پناہ سلامت ہے - یہ شہر صوبہ قادس سے متعلق ہے اور جبل طارق سے گوشۂ مغرب وجنوب مین ۱۲ میل کے فاصلے پر ہے - سنہ ۱۲۹۲ء مین مسلمانون کے ہاتھ سے نکل گیا - یہان ایک روشنی کا مینارہ ۱۳۱ فٹ بلند ہے - (انسائکلوپیڈیا)

[۴] بحر روم اور بحر محیط کے درمیان مین یہ مقام ہے - محمد بن عبدالرحیم غرناطی کا قول ہے کہ یہ وہی مقام ہے جہان یوشع علیہ السلام نے مچھلی کھائی تھی اور باقیماندہ مچھلی زندہ ہو گئی تھی - اور یہ بھی کہتے ہین کہ اُس مچھلی کی نسل اب بھی باقی ہے (تقویم البلدان اسمعیل و آثار البلاد قزوینی) انگلش جغرافیہ مین اسکا نام سیوٹا Ceuta ہے - یہ جگہ اسپین کے ماتحت ہے اور قلعہ عمدہ بنا ہوا ہے - مراکو کے ساحل پر ایک جزیرہ نما مین جبل طارق کے محاذی عرض البلد شمالی ۳۵ درجہ ۵۴ دقیقہ اور طول البلد مغربی ۵ درجہ ۱۸ دقیقہ مین واقع ہے - چونکہ وہان سات پہاڑ ہین اسلیئے اہل عرب نے سبتہ نام رکھ لیا - شہر نہایت نفیس ہے - فوجی مقاصد اور بحر مونکی حراست کے واسطے عمدہ مقام ہے - چند مذہبی عمارتین اور ایک شفاخانہ بھی ہے - ضرورت کا سامان اور فوجی رسد اسپین سے آتی ہے - مسلمانونکے عہد مین یہان کی صنعت و دستکاری بہت مشہور تھی - مغربی یورپ مین سب سے پہلے مسلمانون نے یہین کاغذ سازی کا کارخانہ جاری کیا تھا - مسلمانون کے قبضہ سے ۱۴۱۵ء مین شاہ جان اول نے چھین لیا - ۱۵۸۰ء سے اسپین کی مستقل حکومت یہان قائم ہوئی ہے - سات ہزار کے قریب مردم شماری ہے -

پنجشنبہ کو دن ۲۹ شوال کو (۲۴ فروری) بعد زوال جہاز کا لنگر اٹھا اور اندلس کے کنارے کنارے روانہ ہوئے۔ ۶ ذیقعدہ کو اندلس کے میدان سے گزر کر دانیہ کے مقابل پہنچے جمعے کی صبح کو جزیرہ یابسہ[1] اور شنبہ کو جزیرہ میورقہ[2] سے گزرتے ہوئے یکشنبہ کو جزیرہ منورقہ[3] تک پہنچے۔ یہ مقام سبتہ سے اسی مجری یعنی دریائی منزل ہی۔ اور ہر منزل سو میل کی ہوتی ہی سہ شنبہ کی شب کو تاریخ ۱۱ ذیقعدہ (۸ مارچ) جزیرہ سردانیہ[4] کا ساحل شروع ہوا میورقہ اور سردانیہ کے درمیان مین چار سو میل کا فاصلہ ہی اس ساحل کے مقابل ایک میل تک دریا نہایت پرجوش اور متلاطم ہے۔ اسجگہ بہت ہی خوفناک حالت ہوگئی تھی مگر اللہ تعالی نے اپنے کرم سے اس خطرۂ عظیم سے نجات دی۔ عین وقت پر ساحل کی طرف سے ایسی ہوا چلی کہ ہمارا جہاز اس ورطۂ مہیب سے نکل گیا۔ شنبہ کے دن صبح کو شدت سے بارش ہونے لگی۔ دریا مین شدید تموج پیدا ہوا۔ چاروں طرف اندھیری چھا گئی۔ یہانتک کہ شرق و غرب کی بھی تمیز نہ رہی۔ دوسرے

---

[1] انگریزی نام ایویزا Iviza اور اسپینی ایبزاہ Ibiza ہی۔ گذشتہ زمانے مین اسکو ایبوسس Ebusus کہتے تھے عربون نے اسی نام کو عربی کرکے یابسہ بنا لیا۔ یہ جزیرہ میورقہ سے پچاس میل کے فاصلے پر گوشۂ جنوب و مغرب مین ہی۔ عرض البلد ۳۸ درجہ ۵۰ دقیقہ۔ ۲۹ درجہ ۸ دقیقہ اور طول البلد مشرقی ایک درجہ ۱۴ دقیقہ اور ایک درجہ ۳۴ دقیقہ کے درمیان مین واقع ہی۔ جزیرہ کا طول شمال و مشرق سے جنوب و مغرب تک پچیس میل کے قریب اور عرض ۱۲ میل ہے۔ دار السلطنت کا نام ایویزا اور لاکیوڈاڈ ہے کل جزیرہ کی مردم شماری تئیس ہزار ہی۔ ساڑھے پانچ ہزار اسکی آبادی دار الحکومت کی ہی

[2] انگریزی نام اس جزیرہ کا مجارکا ہے۔ جزائر بلیرک مین یہ سب سے بڑا ہی (۱۴۳۰) میل مربع رقبہ ہے ہر طرح کی پیداوار ہوتی ہی۔ ریلین جاری ہین۔ کل جزیرہ کی مردم شماری (۲۰۴۰۰۰) ہی۔

[3] انگریزی نام منارکا Minorca ہی۔ جزائر بلیرک مین اسکا دوسرا نمبر ہے۔ میورقہ سے مشرق اور گوشۂ شمال و مشرق مین ۳۰ میل کے فاصلے پر ہی۔ طول ۳۵ میل اور رقبہ (۲۶۰) میل کا ہی۔ مردم شماری اکتالیس ہزار ہی۔

[4] انگریزی نام سارڈینیا Sardinia ہی یہ جزیرہ بحر روم مین اٹلی کے مغربی ساحل سے ایک سو چالیس میل کے فاصلے پر طول البلد مشرقی ۸ درجہ ۴ دقیقہ اور ۹ درجہ ۴۹ دقیقہ اور عرض البلد شمالی ۳۸ درجہ ۵۵ دقیقہ اور ۴۱ درجہ ۱۶ دقیقہ کے درمیان مین واقع ہی۔ آبنائے بونی فے سیو نے اسی جزیرہ کو کارسکا سے علیحدہ کر دیا ہی۔ اٹلی کا فی الحال ماتحت ہی۔ جزیرہ کا طول (۱۶۰) میل عرض ۶۸ میل اور رقبہ (۹۱۸۷) میل ہی۔ یورپ کے کل جزائر مین باعتبار وسعت چھٹا نمبر ہی۔ اور صقلیہ سے دوسرا نمبر ہے۔

دن تک اسی حالت مین سردانیہ کے اِدہر اُدہر بھٹکتے رہی۔ چہارشنبہ کو ایک جہاز روم کو جاتا ہوا
ہمارے سامنے سے گذرا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ جزیرۂ صقلیہ کو جاتا ہے اور قرطاجنہ
(عملداری مرسیہ) سے آتا ہے۔ ہمارا جہاز غلطی سے اسطرف کو جارہا تھا جسطرف سے کہ یہ جہاز آیا ہے
اب ہمنے وہ راہ چہوڑ دی اور رومی جہاز کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دیر مین سردانیہ کا ساحل نظر
آنے لگا۔ کنارے کے قریب پہنچکر معلوم ہوا کہ یہ مقام بقوسحرکہ ہے اور اہل سردانیہ کا مشہور
بندرگاہ ہے۔ چہارشنبہ کو زوال کے بعد ہمارے جہاز نے اس بندرگاہ مین لنگر ڈالا۔ دوسرا
جہاز بھی ہمارے ساتھ یہین ٹہرا۔ اسجگہ پرانی عمارتونکے کہنڈر نظر آتے تھے۔ معلوم ہوا کہ گذشتہ
زمانے کی یہودیون کی آبادی ہے۔ جمعہ کے دن حاکم جزیرہ اپنے عملے کے ساتھ بندرگاہ
مین آیا۔ رومی جہاز کے معززین حصول ملازمت کی غرض سے جہاز سے اُترے۔ دیر تک
ملاقات کی صحبت رہی۔ اس مدت قیام مین ہمنے پانی اور ایندہن وغیرہ اپنے جہاز مین بھر لیا
اور ایک مسلمان کو جو رومی زبان جانتا تھا اور چند رومیونکو جو قریب کی آبادیون مین جانے
والے تھے سوار کیا۔ اُس رومی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ اسّی مرد وزن کے قریب مسلمان
قیدی اس آبادی کے بازار مین فروخت کو آئے ہین۔ اُن لوگونکو ساحل دریا کے دشمنون نے
مسلمانون کی آبادیون مین سے گرفتار کیا ہے۔

اتوار کو بعد زوال ہوا کی موافقت کے باعث سے ہمارے جہاز نے اس بندرگاہ سے لنگر
اُٹھایا۔ رومی جہاز کے کچھ لوگ بستی مین گئے ہوئے تھے اُنکے انتظار مین وہ اُسی جگہ لنگرانداز رہا
۱۸ ر ذیقعدہ کو (۱۵ مارچ) سہ شنبہ کی شب مین ایک پہر رات باقی رہی تھی کہ ہمارا جہاز سردانیہ

کے ساحل سے گذر گیا - یہ بہت وسیع میدان ہے اور اُسکے مقابل ہمین دو سو میل راہ طے
کرنی پڑی - لوگون کی زبانی تحقیق ہوا کہ اس جزیرہ کا انتہائی دور پانچسو میل سے زیادہ ہے
اور اسکا دریا نہایت دشوار گذار ہے - اکثر اوقات اُس سے نکلنا مشکل ہوتا ہے - مگر خداوند کریم
نے محض اپنے کرم سے ہمارے جہاز کو بخیریت تمام اس دریا سے نکالدیا - بدھ کے دن سر شام
ہوا تیز چلنے لگی - ہوا کی شدت سے دریا مین نہایت تلاطم پیدا ہوگیا - بارش کا یہ زور تھا کہ ہر
بوند نوک پیکان کی طرح محسوس ہوتی تھی - اس خوفناک حالت سے اہل جہاز کو سخت اضطراب ہوا
ہر طرف سے پہاڑونکی طرح موجین آنے لگین - ساری رات اسیطرح گذری - صبح کو خفت کی اُمید تھی
مگر آج طوفان نے رات سے بھی زیادہ سر اُٹھایا - دریا مین جوش بڑھ گیا - افق پر سیاہی
چھا گئی - ہوا تیز چلنے لگی - بارش کی شدت ہوئی - اس طوفان مین جہاز کا کوئی بادبان سالم نہ رہا
ناچار ہوکر چھوٹے پردونکا استعمال کیا - اُنمین سے بھی ایک پردہ کو ہوا نے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا - جس مستول مین پردے بندھے تھے وہ بھی ٹوٹ گیا - اس مستول کو قریہ کہتے ہین
ان حوادث سے اہل جہاز کی نا اُمیدی اور مایوسی بڑھ گئی - مسلمانون نے دست دعا بلند کیے
اور بارگاہ الٰہی مین استدعاے نجات کرنے لگے - گو دن بھر یہی حالت رہی مگر ہوا کے باعث
ہمارا جہاز برابر تیزی کے ساتھ چلتا رہا - اور یہ تمام دن ہمین جزیرہ صقلیہ کے مقابل گذرا - پنجشنبہ کی
رات کو طوفان مین کسیقدر کمی ہوئی - ساری رات اُمید و بیم مین بسر کی - جب گریبان سحر چاک ہوا
تو رحمت الٰہی کے آثار نمایان ہوئے - ہوا صاف ہوگئی - ابر پھٹ گیا - آفتاب چمکنے لگا - دریا
مین سکون پیدا ہوا - اہل جہاز کی وحشت دُور ہوئی - اور آپس مین مبارک سلامت ہونے لگی

دنکے اُجانے مین جزیرۂ صقلیہ کا ساحل نظر آیا۔ اس جزیرہ کا بہت سا حصہ ہم طے کر چکے ہین
تھوڑا باقی ہے۔ اسلیئے کہ سرڈانیہ اور صقلیہ کا باہمی فاصلہ چار سو میل بتاتے ہین۔ اور اب ہم
دو سو میل سے زیادہ طے کر چکے ہین۔ تمام افسران بحری اور سیاح کہتے ہین کہ ایسا شدید طوفان
ہمنے کبھی اپنی عمر مین نہین دیکھا۔ آج ہوا کی سکون کی باعث ہمین اسی جزیرہ کے مقابل قیام کرنا پڑا۔
جمعہ کے روز ۲۱ ذیقعدہ کو عصر کے وقت یہانسے روانہ ہوئے اسی شب مین جزیرہ صقلیہ کا
ساحل ہمنے طے کر لیا۔ اور ہفتہ کی صبح کو اُس سے بہت دُور نکل گئے۔ اب ہمین صقلیہ کے
اُس پہاڑ کی چوٹی نظر آنے لگی جسمین برکان (کوہ آتش فشان) ہی یہ پہاڑ بہت بڑا اور نہایت
بلند ہے۔ کہتے ہین کہ اگر مطلع صاف ہو تو دریا مین سو میل کے فاصلے سے نظر آتا ہے۔ اجگہ
دریا مین کسیقدر تموج تھا۔ یہانسے قریب ہی جزیرۂ اقریطش (کریٹ) ہی۔ اور جزائر روم
مین محسوب ہوتا ہے قسطنطنیہ کا باجگذار ہے۔ اور جزیرۂ صقلیہ سے سات سو میل کی فاصلے پر ہے
اس جزیرہ کا طول تین سو میل کے قریب ہی۔ ۲۵ ذیقعدہ (۲۲ مارچ) کو منگل کی رات تک
ہم اسی جزیرہ کے ساحل کے محاذی چلتے رہے۔ مگر یہ قیاسی خیال ہی اسلیئے کہ کنارہ سے
بہت دُور تھا۔ صبح کو یہ ساحل بھی چھوٹ گیا۔ اب یہانسے اسکندریہ چھ سو میل کی قریب ہی۔
چہارشنبہ کے دن ۲۶ ذیقعد کو صبح کے وقت برالعرب کا میدان نظر آیا۔ یہ مقام اسکندریہ
سے ملا ہوا ہے۔ اسی جگہ ایک مقام ہے جسکو جزائر الحمام کہتے ہین۔ اُسکے سامنے سے ہمارا
جہاز گذرا۔ یہ ساحل ہماری کشتی کے داہنی طرف ہی اور یہانسے اسکندریہ چار سو میل ہی۔ ہفتہ کے
دن ۲۹ تاریخ کو صبح کے وقت تخمیناً بیس میل کے فاصلے سے اسکندریہ کا مینار نظر آنے لگا

اہل جہاز کو بڑی مسرت ہوئی۔ سب نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پانچ گھڑی دن رہے جہاز بندرگاہ میں ٹھہرا اور شام کے قریب سب مسافر جہاز سے اُترے۔ ہمیں پوری تیس روز دریا میں گذرے ہیں اسلئے کہ ۲۹ شوال کو ہم سوار ہوئے تھے اور ۲۹ ذیقعد کو (۲۶ مارچ) اسکندریہ میں پہنچے۔ یہاں ہم ایک سرائے میں مقیم ہیں۔ اس سرائے کا نام فندق الصفا ہے اور صبانہ کے متصل ہے۔

حالات ماہ ذی الحجہ ۱۲۸۵ھ

پنجشنبہ کو ذی الحجہ کی پہلی تھی۔ جہاز سے اُترنے کے وقت حاکم اسکندریہ کے چند معتمد اسباب کی تلاشی کی واسطے جہاز میں آئے۔ سب مسلمانوں کے نام۔ حلیے اور سکونت لکھنے کے بعد کل نقد و جنس کی زکوٰۃ[1] طلب کی۔ مگر کسی نے اس امر کی تفتیش نہیں کی کہ اس مال پر پورا سال گذرا بھی ہے یا نہیں۔ مسافروں میں بعض ایسے بھی تھے جنکے پاس سوائے زاد راہ کے اداے زکوٰۃ کے واسطے کچھ بھی نہ تھا۔ احمد بن حسان کو مغرب کے حالات دریافت کرنے اور جہاز کی اجناس کی تصدیق کے لئے حاکم کی خدمت میں لیگئے۔ وہانسے قاضی۔ اہالیان دیوان اور بعض معززین بارگاہ کی خدمت میں گشت کرایا۔ ہر ایک جگہ اُنسے حالات دریافت کئے جاتے تھے اور جو کچھ وہ کہتے تھے لکھ لیا جاتا تھا۔ بہت دیر میں اُنھیں اس مصیبت سے

[1] اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک زکوٰۃ بھی ہے۔ شروع اسلام سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک تک زکوٰۃ امام اور خلیفۂ وقت وصول کرتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ظالموں کی دست برد سے بچانے کے واسطے مال نقد کی زکوٰۃ نکالنے کا خود مالکوں کو اختیار دیدیا تھا۔ اسلامی سلطنتوں میں امیر المومنین کی حیثیت سے سلطان وقت زکوٰۃ وصول کرنے لگے اور اُسکے مصرف بھی بدل گئے۔ عمال نے یہ سختیاں کیں کہ ایک سال گذرنے کی بھی رعایت چھوڑ دی۔

نجات ملی - اور مسلمانون کو جہاز سے اسباب اُتارنے کا حکم ہوا - کنارے پر عملے کے
لوگ موجود تھے - جہاز سے اسباب اُتار کر دیوان شاہی کو لیگئے - آدمیون کی کثرت سے
سارا دیوان بھر گیا - وہان ہر ایک چھوٹی بڑی چیزون کی تلاشی ہوئی اور سب کی کمرین
ٹٹولی گئین - اسلئے کہ مبادا کوئی چیز چھپا رکھی ہو - پھر اس بات کی قسمین دلائی گئین کہ اور کوئی شئے
تو نہین ہے - اس کشمکش اور دار وگیر مین لوگو نکا کچھ اسباب بھی جاتا رہا - بڑی ذلت اور
رسوائی کے بعد نجات ہوئی - اسی قسم کی بدنظمیون کے سبب سے یہان کے حکمران اعلی سلطان
صلاح الدین پر بعض الزام عائد کئے جاتے ہین لیکن اُس منصف اور رعایا پرور بادشاہ کو اگر
اِن باتو نکا علم ہوتا تو وہ کبھی اس تکلیف شاقہ کو مسلمانون کے حق مین جائز نہ رکھتا - اور اس
زکوۃ کو از روے جوانمردی واپس کر دیتا - اس بادشاہ کی عملداری مین بجز اس مصیبت کے
اور کوئی امر قبیح ہمنے نہین سُنا اور یہ بھی اہالیان دیوان کی بداطواری کا نتیجہ ہے -

حالات اسکندریہ

سب سے پہلے یہان کی عمارتون کی وسعت اور شہر کی خوش منظری قابل بیان ہے
اس سے قبل ہمنے کوئی ایسا شہر نہین دیکھا تھا جسکی ایسی بلند عمارتین اور کشادہ راہین
ہون - سب سے زیادہ عجیب یہ امر ہے کہ جیسی عمارتین سطح زمین پر ہین ویسی ہی پائدار اور
مستحکم عمارتین زمین کے نیچے بھی ہین - رود نیل کا پانی نیچے کی تمام گلی کوچون مین جاری ہے
سب نہرین باہم ملی ہوئی ہین اور ایک دوسرے کی معین ہین - یہان بہت سی سنگ رخام
کی بلند اور وسیع دیواریں اور لوحین نہایت خوشنما بنی ہوئی ہین - اُنکی خوبی کا انداز

وہم و قیاس سے باہر ہے۔ بعض راہون مین تو ایسی بلند دیوارین ہین کہ آسمانسے باتین
کرتی ہین۔ یہ کسیکو نہین معلوم کہ دیوارین کس غرض سے بنائی گئی تہین۔ مشہور ہے کہ اگلے
زمانے کے حکیم اور رئیسونکے اُنپر مکان بنے ہوئے تھے۔ مگر اُنکی قطع وضع سے شبہ
ہوتا ہے کہ شاید رصد نجومی کے واسطے بنائی ہون۔

اسکندریہ کا مینار بھی عجیب عمارت ہے۔ اہل فہم کے لئے نمونۂ قدرت اور مسافرون کے
واسطے دلیل راہ ہے۔ اگر یہ مینار نہوتا تو مسافرون کو اسکندریہ کی راہ ملنی دشوار تھی۔ یہ مینار
ستر میل کے فاصلے سے نظر آتا ہے۔ اُسکی عمارت نہایت قدیمی اور مستحکم ہے۔ عرض و طول
مین بے مثل اور بلندی بیانسے باہر ہے۔ نگاہ اُسکی چوٹی تک پہنچنے سے معذور ہے۔ نظر جسقدر
بلند ہوتی ہے اُسیقدر گنجائش پائی جاتی ہے۔ ہمنے چارون سمتون مین سے ایک
سمت کی پیمائش کی تو پچاس باع (دونون ہاتھون کی درازی) سے کچھ زیادہ ہے۔ اور بلندی
ڈیڑھ سو قامت (قد آدم) معلوم ہوئی۔ اُوپر چڑہنے کے واسطے وسیع سیڑھیان بنی ہوئی ہین
اور اُسکے اندر اس کثرت سے عمارتین ہین کہ باہر نکلنے کو مشکل سے راہ ملتی ہے۔ مینار کے اوپر
ایک مسجد بھی ہے جسکو مسجد برکت کہتے ہین۔ لوگ اُسمین نماز پڑہتے ہین پنجشنبہ کے دن پانچوین
ذی الحجہ کو ہمنے بھی اُسپر چڑہکر مسجد برکت مین نماز پڑہی اور وہ عجیب و غریب عمارتین دیکھین
جنکی تعریف محال ہے۔

اس ملک کے بادشاہ کی تفاخر کی چیزین یہان کے مدرسے اور مسافر خانے ہین۔ اکثر
دُور دُور کے طالب علم اور اہل ریاضت آتے ہین۔ ہر ایک کے واسطے عمدہ مکان اور کافی

وظیفہ مقرر ہے - لائق مدرس تعلیم کے واسطے موجود ہین - ان غربا کی نسبت سلطان
کی تیمارداری کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ تمام ضرورتون کے علاوہ ان عمارتون
کے پاس حمام بھی تعمیر کرا دیے ہین اور وہ ہمیشہ اُن لوگون کے واسطے گرم رہتے ہین - ایک
شفاخانہ بھی موجود ہے - اُسمین علاج کے واسطے طبیب معین ہین - طبیبون کی ماتحتی مین
بہت سا عملہ مریضون کی غذا اور دوا کی نگہبانی پر مقرر ہے - کچھ ایسے آدمی بھی ملازم ہین
کہ جو مریض شفاخانے مین نہین آسکتے اُنہین مکانون پر جاکر دیکھتے ہین اور طبیبون سے حال
کہکر اُن کی راے کے موافق علاج کرتے ہین -

اسکے سوا سلطان کی طرف سے ہر مغربی مسافر کے واسطے روزانہ دو روٹیان مقرر ہین اور
تقسیم کے واسطے روز نیا معتمد مامور ہوتا ہے - آدمیون کی قلت و کثرت کے موافق کبھی
دو ہزار اور کبھی اس سے زیادہ روٹیان بٹ جاتی ہین - یہ تمام مصارف اوقاف سے
متعلق ہین - زکوۃ سے جو کچھ دیا جاتا ہے وہ اسکے علاوہ ہے - کل منتظمین پر تاکید ہے کہ اگر ان
مقررہ وظائف مین کوئی شخص کمی کریگا تو اُس کا مال و اسباب سرکار مین ضبط ہوجائیگا -
شہر کے باشندے نہایت آسودگی اور آسائش سے زندگی بسر کرتے ہین - اہل شہر کی
ضرورت کے سامان پر کوئی محصول نہین ہے - سلطان کو اس آبادی سے بجز اوقاف مقررہ
اور جزیہ یہود و نصارا کے اور کچھ فائدہ نہین ہے - زکوۃ سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اُسمین سے
پانچ حصے امورات خیر مین دیے جاتے ہین - اور تین حصے سلطان کو بھیجتے ہین سلطان
صلاح الدین ابو المظفر یوسف بن ایوب نے باوجود اپنی عدم موجودگی کے نہایت عمدہ قانون

اور قواعد یہان جاری کئے ہین۔ ان رسوم خیر کی بابت ایک واقعہ سنا گیا کہ کسی ناصح نے
سلطان کی خدمت مین یہ گذارش کی کہ اکثر لوگ بلا ضرورت کاہلی کے سبب سے روٹیان
لیتے ہین تاکہ فکر معاش مین کوشش نہ کرنا پڑے۔ اس بات کا کچھ اثر سلطان کے قلب پر
بھی ہوا۔ اتفاق سے ایک روز سلطان شہر سے باہر سیر کو گئے۔ راہ مین مسافرون کی ایک
جماعت سے سامنا ہوا جو طرابلس کی جنگل کی راہ سے آتے تھے بھوک اور پیاس کی شدت سے
اُنکی صورتین متغیر ہوگئی تھین۔ جب اُنکا حال اور مقصد دریافت کیا تو معلوم ہوا بیت المقدس شریف
کو جاتے ہین اور جنگل کی راہ سے بہت سختیان اور صعوبتین اُٹھا کر یہان تک آئے ہین۔
اس حالت کے معائنہ سے سلطان پر بڑا اثر ہوا۔ اور خیال کیا کہ جب یہ لوگ ایسی مشقتین گوارا
کرکے بے راہ یہان آتے ہین تو اُنسے وظیفہ مقررہ مین دریغ کرنا کسیطرح جائز نہین۔ گو اُنکے
پاس ہر شخص کے ہموزن ہی چاندی سونا کیون نہو۔ اور جو شخص اپنے رسوخ کے واسطے ایسے
کار خیر کے انقطاع کی کوشش کرے اُسپر سخت افسوس ہی۔ غرضکہ یہ بادشاہ عدل و انصاف اور
اشاعت احکام دین مین شہرۂ آفاق ہی۔ اس شہر مین یہ بھی ایک نئی بات ہی کہ دن کی طرح
شب کو بھی لوگ چلتے پھرتے ہین۔

یہان مسجدون کی تعداد بھی ہر جگہ سے زیادہ ہی۔ مگر مسجدون کی تعداد مین یہان کے
لوگ بہت کمی بیشی ظاہر کرتے ہین۔ بعض بارہ ہزار اور بعض آٹھ ہزار مسجدین بتاتے ہین
بعض مقامات پر گو مسجدین قریب قریب ہین مگر سب درست اور آباد ہین۔ تمام مساجد کے
اماموں کے خزانۂ شاہی سے وظیفے مقرر ہین۔ پانچ دینار مصری جو دس دینار تونسیہ کے

مساوی ہین عام وظیفہ ہے۔ مگر بعض کو اس سے کم و بیش بھی وظیفہ ملتا ہے۔ اس قسم کے
بہت سے اوصاف اِس بادشاہ کے احاطۂ انحصار سے باہر ہین۔
آٹھوین تاریخ (۲۳ اپریل) یکشنبہ کی صبح کو ہم اسکندریہ سے روانہ ہوئے اور دمنہور
مین منزل کی۔ یہ شہر اسکندریہ سے تھوڑے فاصلے پر مصر کی راہ مین ملتا ہے۔ ایک
فراخ قطعہ زمین پر آباد ہے۔ پختہ فصیل ہے۔ اور فصیل کے گرد نیل کا پانی جاری ہے۔ دہنے
بائین راہ مین بہت سے گاؤن آباد ہین۔ دوسرے روز دوشنبہ کو بصا مین کشتی کے ذریعے
رود نیل کو عبور کیا۔ اور رات موضع برمہ مین بسر کی۔ برمہ بڑا گاؤن ہے۔ اسمین بازار بھی ہے
اور ضرورت کا سب سامان ملتا ہے۔ سہ شنبہ کو عید قربان تھی۔ نماز کے واسطے موضع
بطندتہ مین جمع ہوئے۔ یہ گاؤن خوب کشادہ منظر ہے۔ اور بھی بہت سے آدمی آگئے۔
خطیب نے نہایت بلیغ خطبہ پڑھا۔ شب کو موضع سنبک مین قیام ہوا۔ راہ مین ایک نہایت
خوبصورت گاؤن ملا اسکو یہانکے لوگ ملیج کہتے ہین۔ راستے بھر ہین قریب قریب آبادیان
اور گاؤن ملتے رہے۔ چہارشنبہ کو صبح کے وقت سب سے زیادہ ایک خوشنما مقام
پر گذر ہوا۔ اس کا نام قلیوب ہے۔ اور یہانسے قاہرہ چھہ میل ہے۔ اُسکا بازار نہایت خوبصورت
اور جامع مسجد بہت نفیس اور وسیع ہے۔ اسکے بعد منیہ مین پہنچے۔ یہ بھی بہت صاف اور
پاکیزہ مقام ہے۔ یہانسے چلکر قاہرہ مین داخل ہوئے۔ قاہرہ بہت پرلطف اور نفیس شاہی
شہر ہے۔ اور آبادی نہایت وسیع ہے۔ آج مقام دجوہ مین دوبارہ کشتی مین نیل کی دوسری
شاخ کو عبور کرنا پڑا۔ اا تاریخ کو عصر کے وقت (۲۶ اپریل) بدھ کے دن ہم مصر محروسہ مین

داخل ہوئے - اللہ تعالیٰ یہان ہمین خیر و برکت عطا کرے - اور مقاصد دلی پر کامیاب فرمائے سراے ابی الثنا کے دروازے کے اوپر کے ایک کمرے مین ہم مقیم ہین - یہ سرائے کوچۂ قناویل مین عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کی مسجد جامع کے متصل واقع ہے -

مصر اور قاہرہ کے چند عجائبات

سب سے پہلے زیارات مقدسہ کا ذکر کیا جاتا ہے جنکے باعث یہ بستیان آباد ہین انھین سے ایک عظیم الشان مشہد قاہرہ مین ہے - اس مشہد مبارک مین حضرت سیدنا حسین ابن علی علیہ السلام کا سر مقدس چاندی کے تابوت مین دفن ہے - تابوت پر ایسی عمدہ عمارت بنی ہوی ہے جسکا وصف احاطۂ ادراک سے باہر ہے - دیباے خالص کی پوشش ہے اور بڑے بڑے ستونون کی طرح چاندی کی لگنون مین سفید بتیان لگی ہوئی ہین - بعض لگنون پر سونا چڑھا ہوا ہے - چھت مین چاندی کے قندیل آویزان ہین - اور سونے کے گولے سیبون کی طرح لٹک رہے ہین - عمارت کچھ ایسی خوشنما تعمیر ہوئی ہے کہ نظر اُس سے جُدا ہونا نہین چاہتی - عمارت مین طرح طرح کے پتھر عجیب و غریب صنعت کے اور مختلف نقش و نگار کے بہت خوبی سے لگائے ہین - ایک مسجد مین ہوکر مشہد مقدس مین جانے کی راہ ہے - وہ مسجد بھی اپنی خوبی اور زیبائی مین بے مثل ہے - مسجد کی دیوارین سنگ رخام کی ہین اور اُنپر طرح طرح کے نقش و نگار ہین - ایسی ہی دو اور خوشنما عمارتین روضہ مقدس کے دہنے اور بائین ہین - اُن مین سے بھی روضہ مبارک مین جانیکی راہ ہے - دیباے نادر کے سب مکانون مین پردے ہین - داخلی کے وقت

سامنے کی دیوار پر ایک سیاہ پتھر لگا ہوا نظر آتا ہے اُسکی چمک ایسی تیز تھی کہ اُسے صیقل شدہ آئینہ ہندی کہتے تھے۔ روضۂ شریف کے گرد بہت آدمی جمع تھے۔ کوئی سنگِ تربت کو بوسہ دیتا تھا کوئی سر جھکاتا تھا۔ کوئی قبر پوش کو آنکھوں سے لگاتا تھا اور کوئی طواف کرتا تھا۔ تمام حاضرین دردناک آواز سے روتے تھے اور روضۂ مقدسہ کے توسل سے دعائیں مانگتے تھے۔ ہم اُنکی گریہ وزاری سے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتے تھے اور پتھر پگھلتے تھے گو ایسے مقدس مقام کی تعریف بشر کے امکان سے باہر ہے تاہم اس مختصر بیان سے اُسکے اوصاف کا استدلال ہو سکتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ہمنے اس خوبی کا کوئی روضہ اور اس نادر صنعت کی کوئی عمارت ابھی تک نہین دیکھی۔

آج کی شب ہمنے قرافہ کے قبرستان مین بسر کی۔ یہ قبرستان بھی دنیا کے عجائبات سے ہے۔ اسلیئے کہ اُسکے چارون طرف انبیا علیہم السلام۔ اہل بیت کرام۔ صحابہ۔ تابعین۔ علما زہاد اور اولیاء صاحب کرامات مشہورہ کے مزار ہین۔ ہمنے اس مقام کے جسقدر اوصاف سُنے تھے وہ سب مشاہدہ کیئے۔ یہان صالح علیہ السلام کے فرزند کا مقبرہ۔ روبیل بن یعقوب علیہ السلام کی تربت۔ آسیہ زنِ فرعون کی قبر۔ اور اہل بیت رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مین سے چودہ مرد اور پانچ عورتون کے مزار ہین۔ ہر مزار پر نفیس اور مستحکم عمارتین بنی ہوئی ہین۔ اور حفاظت کے واسطے ملازم مامور ہین اور رات دن وہین رہتے ہین۔ محافظین اور مزارات کے مصارف کے لیئے ماہواری وظیفے مقرر ہین۔

تفصیل زیارات ذکور اہل بیت رضی اللہ عنہم

حضرت علی بن الحسین بن علی ۔ حضرت جعفر بن محمد الصادق کے دو صاحبزادے ۔ حضرت
قاسم بن محمد بن جعفر الصادق بن محمد بن علی زین العابدین اور انکے دو صاحبزادے
حسن حسین حضرت عبداللہ بن قاسم حضرت یحیی بن قاسم حضرت علی بن عبداللہ ۔ حضرت عیسی بن عبداللہ
حضرت یحیی بن حسین بن زید بن حسن ۔ حضرت محمد بن عبداللہ بن محمد الباقر بن علی زین العابدین
حضرت علی بن حسین کی ذریات سے جعفر بن محمد جنکو امام مالک کا غیر حقیقی بیٹا (ربیب) کہتے ہیں ۔

تفصیل زیارات اناث اہل بیت رضی اللہ عنہا

حضرت ام کلثوم بنت قاسم بن محمد بن جعفر ۔ حضرت زینب بنت یحیی بن زید بن حسن ۔
حضرت ام کلثوم بنت محمد بن جعفر الصادق ۔ حضرت ام عبداللہ بن قاسم بن محمد ۔ حضرت کیم
بنت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مزار بھی لوگ یہین بیان کرتے ہین مگر ہمنے نہین دیکھا
باقی سب مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوے ۔ صاحب مزارات کے نام پاک
قبروں کے کتبوں سے لکھے گئے ہین ۔ اوران نامون کی صحت کی تصدیق روایات
متواترہ سے ہو چکی ہے ۔

مزارات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت معاذ بن جبل حضرت عقبہ بن عامر الجہنی نشان برادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ۔ صاحب بردۂ رسول اللہ حضرت ابی الحسن صائغ ۔ حضرت ساریۃ الجبل ۔ حضرت محمد
بن ابی بکر الصدیق اور انکی اولاد ۔ حضرت احمد بن ابو بکر الصدیق ۔ حضرت اسما بنت ابی بکر الصدیق

حضرت ابن زبیر بن عوام۔حضرت عبداللہ بن حذاقۃ السہمی۔ابن حلیمہ سعدیہ برادر رضاعی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مزارات آئمہ زہاد رضی اللہ عنہم

سب سے عظیم الشان عمارت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مزار کی ہی۔مزار کے
سامنے بہت بڑا مدرسہ بنا ہوا ہے۔شہر مین کوئی مدرسہ اس وسعت اور خوبی کا نہین ہے
چارون طرف پھر کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بجاے خود ایک شہر ہے۔تمام
ضروریات کر سوا مدرسے مین حمام بھی ہے اور گھڑی بھی لگا دی ہے۔مدرسے کی تعمیر مین
بیحد روپیہ صرف ہوا ہے اور اُسکے متولی امام عالم وزاہد شیخ نجم الدین خبوشانی ہین سلطان
صلاح الدین نے متولی کو اجازت دیدی ہے کہ مدرسے کی زینت اور خوبی کی ترقی مین
پوری کوشش کرین اور مصارف کا کچھ لحاظ نہ فرمائین۔اللہ اللہ! یہ بادشاہ امورات
دین مین اسم بامسمیٰ ہی۔ہمنے اندلس مین شیخ خبوشانی کی تعریف سُنی تھی۔اسلئے تبرکاً
اُنسے ملنے کو گئے۔قاہرہ مین ایک مسجد خاص اُنہین کی ہے وہین ملاقات ہوئی۔اُنکے
رہنے کا ایک تنگ و تاریک مکان داخل مسجد ہے۔تھوڑی دیر بیٹھے پھر رخصت ہوکے
چلے آئے شیخ نے ہمارے حق مین دعا کی۔اِن بزرگوار کے سوا مصر مین ہم اور
کسی سے نہین ملے۔اس مقبرے کے علاوہ مزنی صاحب امام شافعی۔اشہب
اصبغ۔اور عبدالرحمن بن قاسم صاحبان امام مالک۔قاضی عبدالوہاب۔عبداللہ
بن عبدالحکم۔محمد بن عبداللہ۔ابو الحسن دینوری واعظ۔بنان عابد۔ایک مرد صالح

ملقب بہ صاحب الابریق جنکی کرامتوں کے عجیب وغریب واقعات ہین - ابو مسلم خولانی
ایک عورت صالحہ جو عیناء کے لقب سے مشہور ہے - روذباری - محمد بن مسعود
بن محمد بن ہارون الرشید جو سبتی کے لقب سے معروف ہین - مقبل الحبشی - ذی النون
مصری - قاضی الانباری - قبر ناطق جنکے دفن کے وقت آواز آئی تھی - اللھم انزلنی
منزلاً مبارکاً و انت خیر المنزلین - ایک نئی دلھن کی قبر جنکی رونمائی کے وقت
عجیب وغریب کرامتین شوہر پر ظاہر ہوئین - صامت جنکی نسبت مشہور ہی چالیس برس
تک خاموش رہے - عصافیری - عبد العزیز بن احمد بن علی بن حسن خوارزمی - افضل الجوہری
واعظ اُنکے مزار کے سامنے اُنکے مریدون کی قبرین ہین - شیخ ذی النون مصری کے
پیر شقران ایک مرد صالح اقطع المغربی - مقری درش - طبری - اور شیبان الراعی کی
مزارات ہین - انکے سوا اور بھی بہت سے مزارات اس قبرستان مین ہین - مگر ہمنے
جن مزارات کی زیارت کی ہے انھین کے نام لکھے ہین -

قرافہ کے سامنے ایک وسیع میدان مین اُن شہدا کے مدفن ہین جو حضرت ساریہ
رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے - صرف قبرون کے نشان بنے ہوے ہین
کوئی عمارت نہین ہے - قرافہ کے کل مساجد اور مقابر مین غربا - فقرا - علما - اور صلحا
مسکن گزین ہین - ہر مقبرے کے واسطے سلطان کی طرف سے مصارف مقرر ہین -
اسی طرح قاہرہ اور مصر کے کل مدرسون کا خرچ خزانۂ شاہی سے عطا ہوتا ہی - کہتے ہین
ان مصارف مین دو ہزار دینار مصری جو چار ہزار مومنیہ[۱] کے برابر ہین ماہواری صرف

[۱] عبد المومن والئے اندلس کے نام سے اندلس کے دینار مومنیہ کہلاتے تھے -

ہوتے ہین - جامع مسجد عمرو بن العاص کی آمدنی تیس ۳۰ دینار روزانہ ہے جو اُسکی درستی مرمت - خدام - امام - اور قاریون کی تنخواہ مین صرف ہوتی ہے -

قاہرہ مین چار جامع مسجدین ہین اُن مین سے ایک مسجد مین آج کل خطبہ ہوتا ہے خطیب کے خطبہ پڑھنے کا ڈہنگ بالکل سُنّی طریقہ پر ہے - صحابۂ کرام - ازواج مطہرات - عمین مکرمین - اور تابعین ابرار کے ذکر و دعا کے بعد مسلمانون کو پند و نصیحت اس خوبی سے کرتا ہے کہ قلبون مین رقت پیدا ہو جاتی ہے - اور آنکھون سے آنسو بہنے لگتے ہین - عباسیون کی رسم کے موافق خطبہ کے وقت خطیب کا سیاہ لباس ہوتا ہی - لباس مین سیاہ کپڑے اور اُسپر سیاہ رنگ کی چادر ہوتی ہے جسکو مغرب الاحرام کہتے ہین اور سیاہ ہی عمامہ ہوتا ہے - گلے مین تلوار حمائل کئے ہوئے جب خطیب منبر پر چڑہتا ہے تو منبر کے زینے پر تلوار کی کوٹھی زور سے لگاتا جاتا ہے - یہ آواز حاضرین کے خموش کرنے کے لئے گویا ایک اشارہ ہی - خطیب منبر پر پہنچکر دونون طرف حاضرین کو سلام کرتا ہے اور دو سیاہ نشانون کے بیچ مین جنپر سفید نقاط ہوتے ہین کھڑا ہوتا ہے - یہ نشان منبر پر نصب ہوتے ہین - خطبہ کے بعد امام عباسی ابو العباس احمد الناصر لدین اللہ بن امام ابو محمد الحسن المستضی باللہ بن امام ابو المظفر یوسف المستنجد باللہ - اور ابو المظفر یوسف بن ایوب صلاح الدین اور اُسکے بھائی ابوبکر سیف الدین کے واسطے دعا کرتا ہے -

قلعہ سلطان صلاح الدین

اعلیٰ درجہ کی عمارتون مین یہان کا قلعہ بھی ہے۔ یہ قلعہ قاہرہ کے متصل نہایت مستحکم اور پائدار ہے۔ اور سلطان نے اپنے رہنے کے واسطے اسکو پسند کیا ہے قلعہ کی چار دیواری کو اسقدر وسعت دی ہے کہ مصر اور قاہرہ کی آبادیون کو ملا دیا ہے اس عمارت کو رومی قیدی بناتے ہین۔ اور اُنکی تعداد کثیر ہے۔ یہ قیدی پتھر تراش کر زمین پر بچھاتے ہین اور فصیل کے گرد خندق کھودتے ہین۔ پتھر وغیرہ تراش کر خندق نہایت صنعت سے بنائی ہے۔ درحقیقت اِن لوگون کے سوا اور کوئی ذریعہ اس عمارت کے بنانے کا نہ تھا۔

علاوہ اس قلعہ کے ایک اور عمارت بھی سلطان کے قیام کی ہے۔ اُسکی درستی وغیرہ بھی اِنھین قیدیون سے متعلق ہی۔ اگر کوئی مسلمان منفعت عامہ کا کوئی کام اِن قیدیون سے لینا چاہے تو سلطان کے ہان سے اجازت ملجاتی ہے اور اجرت نہین دینا پڑتی۔

شفاخانۂ قاہرہ

ان عمارتون کے علاوہ قاہرہ مین ایک بہت بڑا شفاخانہ ہی۔ اُسکی عمارت نہایت وسیع ہے۔ ایک طبیب حاذق جسکو ادویہ کی ترکیب مین پوری دستگاہ ہے اس شفاخانہ کا نگران ہے۔ دواؤن کے انبار لگے ہوے ہین۔ ہر مکان مین مریضون کے سونے اور آرام کرنے کے لئے تخت بچھے ہین۔ طبیب کی ماتحتی

ملازمین کی ایک بہت بڑی جماعت اس خدمت پر مامور ہے کہ مریضون کی حالت صبح و شام معائنہ کر کے اُنکے مناسب حال دوا اور غذا پہنچایئن۔ اس عمارت کے سامنے ایک اور مکان محض مریض عورتون کے واسطے ہی۔ اُس مین بہت سی عورتین خدمت کے لئے ملازم ہین۔ اِن دونون عمارتون کے قریب نہایت وسیع اور کشادہ ایک دوسرا مکان ہے۔ اُسکے کمرون مین لوہے کی جالیان لگی ہین۔ یہ عمارت دیوانون کے واسطے مخصوص ہی۔ اُن کی خدمت کے واسطے بھی ملازم مقرر ہین۔ اور اُنکے حسب حال دوا اور غذا پہنچاتے ہین۔ سلطان کو اس شفاخانہ کی حالت کا ہمیشہ تجسس رہتا ہی۔ ہر ایک سے دریافت حال کرتے ہین۔ اور محافظین پر تیمارداری اور مستعدی کی تاکید رہتی ہے۔ اِسی وسعت اور انتظام کا ایک شفاخانہ مصر مین بھی ہے۔

جامع مسجد ابو العباس احمد بن طولون

مصر اور قاہرہ کے درمیان مین ایک عالیشان مسجد ہی جسکو مسجد جامع ابو العباس احمد بن طولون کہتے ہین۔ اُسکی عمارت نہایت دلفریب اور مستحکم ہی۔ سلطان نے غربائے مغرب کے رہنے کے واسطے یہی مسجد مقرر کی ہے۔ بہت سے فقیر اُس مین رہتے ہین اور حلقہ و مراقبہ کرتی ہین۔ اِن درویشون کے مصارف کے واسطے ماہانہ وظیفے مقرر ہین۔ ان سب باتون سے عجیب یہ واقعہ ہی کہ اس گروہ کی حکومت بھی خود اُنھین کے سپرد ہی۔ وہ جسکو چاہتے ہین آپس مین اپنا حاکم بنا لیتے ہین اور اپنے

معاملات مین اُنہی کے فتوے پر کار بند ہوتے ہین۔ رات دن نہایت فارغ البالی سے عبادت الٰہی مین مصروف ہین۔ اسلیئے جس راہ مین اُنھون نے قدم رکھا ہی اُسکی معاونت کے اسباب سلطان کی عنایت سے اُنھین میسّر ہین۔ اس سے قطع نظر جس مسجد، مقبرہ مسافر خانے۔ یا مدرسے مین کوئی شخص آکر ٹھرے یا قیام اختیار کرے اُسکے مصارف بیت المال سے مقرر ہو جاتے ہین۔ اس سلطان کو اہل اسلام کی خدمت کا از حد خیال ہی۔ ایک خاص عمارت یتیم اور مفلس بچّون کے واسطے بنائی ہے۔ وہان کلام اللہ پڑہانے پر معلّم مامور ہین اور اُنکے معقول وظیفے مقرر ہین۔

رود نیل کا پُل

اس بادشاہ کی اعلیٰ یادگارون مین سے رود نیل کا پل بھی ہی۔ یہ پل مصر کے غرب مین واقع ہی۔ پُل سے سات میل تک مصر کے مقابل نیل کے کنارے ایک مستحکم بند بنایا ہی جو بجائے خود ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہی۔ پل مین بڑی بڑی چالیس محرابین ہین۔ اور پل کا دوسرا کنارہ اُس جنگل سے جا ملا ہے جسمین ہوکر اسکندریہ کو راہ ہے۔ یہ بند اس غرض سے بنایا ہی کہ اگر اسکندریہ پر کوئی حملہ آور ہو اور نیل کی طغیانی سے تمام سطح زمین زیر آب ہو اور فوج کی روانگی ناممکن ہو تو اس بند کے ذریعے سے فوج عبور کر سکے۔ مگر اہل مصر اس پل کی بابت اور ہی پیشین گوئی کرتے ہین۔ اُنکا خیال ہی کہ اسکی تعمیر گویا حدود شرقیہ اور مصر پر موحدین[1] کے

---

[1] یوسف ابن تاشفین کے عہد مین جو سلاطین اندلس مین المرابطین یا ملثمین مین سے تھا۔ ایک شخص محمد بن تومرت پیدا ہوا جسے کہتے ہین سید تھا۔ اُسنے بہت کچھ علم حاصل کیا اور زہد و تقویٰ اور وعظ و نصیحت مین زندگی بسر کرنے لگا۔ اُسکے بہت سے پیرو ہو گئے اور اُسے مہدی قرار دیا۔ اور عبدالمومن بن علی اُسکا خلیفہ ہوا۔ رفتہ رفتہ جمعیت اُنکی بہت

قابض ہونے کی بنیاد ہے۔

اس پل کے قریب اہرام مصری ہین۔ یہ عمارت بہت مستحکم اور بلند ہے۔ خصوصاً دو مینار نہایت ہی اونچے ہین۔ انکی بلندی فضاے آسمانی کو محیط ہی۔ اُن مین سے ایک مینار کا ایک ضلع تین سو چہیاسٹہ قدم ہے۔ اُنھین بڑے بڑے خوشنما ترشے ہوے پتھرونسے بنایا ہے۔ پتھرونکے جوڑ اس کاریگری سے ملاتے ہین کہ نہ کوئی درز معلوم ہوتی ہے اور نہ جوڑنے کے مصالحہ کا نشان نظر آتا ہی۔ یون دیکھنے مین اوپر کا حصہ بہت تنگ معلوم ہوتا ہے لیکن بہزار دشواری اوپر چڑھ کر دیکھا تو بہت وسیع اور کشادہ پایا۔ اگر ان میناروں کی عمارت مین کوئی نقصان آجاے تو موجودگانِ عالم اسکی مرمت نہین کر سکتے ان عمارتون کی منشاے تعمیر مین اختلاف ہی۔ بعض کہتے ہین عاد اور اسکے بیٹون کی قبرین ہین اور بعض کچھ اور تعبیر کرتے ہین۔ لیکن واقعہ اصلی پر کسیکو اطلاع نہین ہی۔

بڑے میناروں مین سے ایک مینار مین زمین سے قد آدم بلندی پر ایک دروازہ ہی اُسکے اندر پچاس بالشت مربع کا ایک کمرہ ہے۔ اُسکے وسط مین ایک لمبی چٹان پتھر کی جو فدار ہیلیہ[1] (گل دان) کی شکل کی لگی ہوئی ہے۔ اِسی جوفدار چٹان کو قبر مشہور کرتے ہین۔ ان دو میناروں سے چھوٹے مینار کا ایک ضلع ایک سو چالیس قدم ہی۔ انکے سوا پانچ اور چھوٹے چھوٹے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۔ بڑھ گئی اور تومرت نے انکا نام الموحدین رکھا جب یوسف بن تاشفین مرگیا اور اسکا بیٹا امیر المومنین ہوا فرقہ موحدین نے اُس سے جنگ کی۔ پہلے پہلے شکستین کہاتے رہے۔ بالآخر عبدالمومن نے علی ابن یوسف کو ۵۳۹ھ مین اور اُسکے بھائی اسحق کو ۵۴۲ھ مین قتل کیا۔ اور المرابطین کی حکومت اسّی برس کے بعد ختم ہوگئی۔ اور موحدین نے تمام اندلس پر قبضہ کیا۔

[1] غالباً ہیلہ اٹلی کے لفظ ہیلا [illegible] سے معرب ہوا ہی جسکے معنے کٹھلے اور کونڈے کے ہین۔

مینار ہین۔ اُن مین سے تین مینار برابر برابر ہین اور دو مینار ذرا بچے ہوے ہین۔
میناروںسے ایک پرتاب تیر کے فاصلے پر گرجا کی طرح پتھر کا ایک ہول ناک اور بلند بت بنا ہوا ہے
اُسکا مُنہ میناروں کی طرف ہی اور پشت نیل کے مقابل ہے۔ اُسے یہانکے لوگ ابوالہول[1]
کہتے ہین۔
مصر کی جامع مسجد کی طرح ایک مسجد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی اسکندریہ مین بھی ہی۔ مالکی مذہب
کے لوگ اُس مین نماز پڑھتے ہین۔ خاص مصر مین ایک ویرانہ کا نشان ہی۔ یہ وہ مقام ہے
جہان سلطنت عبیدیہ کے انقلاب کے وقت ۵۶۴ھ مین بہت عمارتون کو جلا کر خاک کر دیا
تھا۔ مگر اب اس ویرانہ کا بہت سا حصّہ درست ہو کر نئی عمارتین بن گئی ہین۔
مصر بہت قدیمی شہر ہے۔ چارون طرف بکثرت آثار قدیمہ موجود ہین۔ آبادی کے اِدہر
اُدہر بہت سے ٹیلے ہین۔ اُنسے قیاس ہوتا ہے کہ کسی زمانے مین یہ شہر بہت ہی
بارونق اور آباد ہوگا۔ شہر کے غرب مین نیل کے دوسرے کنارے پر جیزہ[2] نامی ایک بڑا
گانون ہے۔ اس گانون اور مصر کے درمیان مین ایک جزیرہ ہی۔ اُس مین اُونچے اُونچے

---

[1] اہرام کے قریب ایک بہت بڑا بت ہی جسکو ابوالہول کہتی ہین۔ اسکا سارا دھڑ زمین کے اندر ہے۔ گردن، سر اور دونون ہاتہ کُھلے ہوی ہین۔ چہرہ پر کسی قسم کا سُرخ روغن ملا ہی جسکی آب اسوقت تک قائم ہی۔ ان اعضا کی مناسبت سے اندازہ کیا جاتا ہی کہ پورا قد ساٹھ ستر گز سے کم نہوگا۔ باوجود اس غیر معمولی درازی کے تمام اعضا کی باہمی تناسب مین بال برابر فرق نہین ہے عبداللطیف بغدادی سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپنے دنیا مین سب سے عجیب تر کیا چیز دیکھی ؟ اُسنے کہا ابوالہول کے اعضا کا تناسب۔ کیونکہ عالم قدرت مین جس چیز کا نمونہ موجود نہین اُسمین ایسا تناسب قائم رکھنا آدمی کا کام نہین ہے (سفرنامہ روم و شام و مصر مولانا شبلی) دراصل یہ یونانیون کی ایک دیبی کی شکل ہی جسکا نام سفنکس Spinx ہی۔ عموماً اس دیبی کا سینہ اور سر تو آدمی کا سا باقی دھڑ شیر کا سا ہوتا تھا یون تو اُسکی بہت سی مورتین یونانی سلطنت مین جابجا تہین مگر سب مین بڑی یہی مورت ہی۔
[2] انگریزی مین اُسکو گیزہ Gheezeh کہتے ہین اور اہرام مصری اسی جگہ ہین۔

مکان اور اُن مین خوبصورت دریچیان ہین - یہ جزیرہ محض سیر و تفریح کی جگہ ہے - جزیرہ اور مصر کے درمیان مین ایک میل کے قریب لمبی ایک جھیل ہی - جزیرہ مین جامع مسجد بھی ہے اور ہر جمعہ کو خطبہ ہوتا ہے -

نیل کی طغیانی ناپنے کی مقیاس

جزیرہ کی مسجد کے متصل نیل کا پانی ناپنے کا ایک آلہ ہے - اِسی آلے سے ہر سال پانی کا اندازہ کیا جاتا ہے - دریائے نیل کی طغیانی جون مین شروع ہوتی ہے - اگست انتہائی ترقی کا زمانہ ہے - اور اکتوبر مین پھر اصلی حالت پر آجاتا ہے - یہ پیمانہ سنگ سفید کا ہشت پہلو ایک عمود ہے اور پانی کے اندر نصب ہی - عمود کا طول بائیس ہاتھ (ذراع) ہے اور ہر ہاتھ کے چوبیس حصے ہین جنکو اُنگل کہتے ہین - انتہائی طغیانی اُنیس ہاتھ ہے - اتفاقاً کبھی اس سے بھی زیادہ ہوجاتی ہے - مگر اوسط طغیانی سترہ ہاتھ ہے - اس مقدار کو اہلِ مصر پچھلی مقدار سے بہتر سمجھتے ہین - جب دریا کی طغیانی سولہ ہاتھ ہوجاتی ہے اُسوقت سلطان زر لگان وصول کرنے کا مستحق ہوتا ہی - اس مقدار سے جسقدر پانی بڑھتا جاتا ہے اُسکی بابت روزانہ مبارک سلامت ہوتی ہے - روزانہ کی طغیانی کا حساب اُنگلیون کی شمار پر ہوتا ہی - اگر سولہ ہاتھ سے پانی کم رہے تو اُس سال کی پیداوار اور خراج مین سلطان کا کوئی حق نہین ہی -

کہتے ہین جیزہ کی آبادی مین حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کا مزار ہی - اُسکی آبادی کے وسط مین چند پتھرون پر نہنگ دریائی کی شکلین بنی ہوئی ہین - اُن تصویرون کا یہ تصرف ہی کہ جو رستہ نیل سے گانون کو آتا ہے اُس سے تین میل تک نیچے اُوپر کوئی

نہنگ نظر نہین آتا -

عبیدیون کے عہد حکومت مین حاجیون پر ساڑھے سات دینار مصری جو پندرہ دینار مومنیہ کے مساوی ہین محصول مقرر تھا - اس مواخذہ سے سبکدوش ہونے مین بوجہ سختی - نقصان - اور ہرج مقاصد کے اُن لوگون کو سخت تکلیف برداشت کرنی پڑتی تھی کیونکہ بعض کے پاس بقدر زاد راہ کے ہی خرچ ہوتا تھا اور بعض کے پاس اسقدر بھی نہوتا تھا - یہ لوگ مقام عیذاب مین روکے جاتے تھے اور ادا سے محصول کے واسطے انھین طرح طرح کے عذاب دیئے جاتے تھے - کسیکے فوطے باندہے جاتے تھے اور کسیکے ساتھ اور حرکات قبیح کیجاتی تھین - اور اس سے زیادہ مقام جدہ مین اُن لوگون کو عذاب دیا جاتا تھا - جنکے پاس ادا سے محصول کی رسید نہین ہوتی تھی - مگر اس بادشاہ عادل نے اس رسم بد کو موقوف کر کے اُسکے عوض مین اہل حجاز کا وظیفہ مقرر کیا - اور اس کام کے واسطے ایک ضلع کے تمام محاصل وقف کر دیے - حجاز تک اِس وظیفے کے پہنچانے کا بہت ہی خوب انتظام ہی - اور اس مراسلت کا نام میرۃ الملکہ والمدینہ رکھا ہے - اس قاعدہ کے جاری ہونے سے حجاج کو سفر مین بہت آسانی ہوگئی ورنہ پہلے قاعدے کی وجہ سے یہ سفر قریب الانقطاع ہو چکا تھا - اور لوگونکے ارادے سست ہو گئے تھے - اس بادشاہ کے ہاتھون مسلمانون کی آسائش کے بہت بڑے بڑے کام انجام کو پہنچے - جنکی برکتین تمام آفاق پر حاوی ہین - ہر شخص پر جو حج کو ارکان خمسہ مین سے جانتا ہی اس بادشاہ کی ترقی دولت کی دعا واجب ہی -

اللہ تعالی اُسے جزا خیر عطا فرمائے۔

علاقہ مصر مین ہر ادنی و اعلی چیز کی خرید و فروخت پر محصول مقرر تھا۔ یہانتک کہ خشک
ہونے کے سبب سے نیل کے پانی پر بھی محصول تھا۔ اس عہد مین یہ نا موزون رسم
موقوف ہوگئی۔ اور عدل و امن کے قواعد جاری ہوئے۔ بادشاہ کی معدلت
اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اہل بلاد نے شب خوابی کا لباس پہننا چھوڑ
شب کو جو ضرورت پیش آتی ہے بلا تکلف باہر جاتے ہین اور رات کی تاریکی سے
خوف نہین کرتے۔ مصر اور اسکندریہ کے باشندون کی ہمنے بچشم خود یہ حالت دیکھی۔

حالات ماہ محرم ۱۳۰۹ھ

۲۶۔ اپریل کو منگل کی شب چاند نظر آیا۔ اتوار کے دن ۶ محرم کو (یکم مئی) ہم صبح کے وقت
براہ صعید مصر قوص کو روانہ ہوئے۔ راہ مین دریا کے کنارے قریب قریب بہت
گانون ملتے ہین۔ پہلے روز بائین طرف نیل کے شرقی کنارے پر اسکون نامی گانو
ملا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہین پیدا ہوتے تھے اور یہین اُنکی مان نے اُنھیں
دریا مین ڈالا تھا۔ اسی طرح ہمارے دہنی طرف نیل کے غربی کنارے پر گانون ملتے
دریائے نیل کے دہنے بائین جسقدر راہ مین بستیان ملتی ہین اُن سب کے حالات لکھنے کی اس
کتاب مین گنجائش نہین ہے۔ اسلئے صرف بڑے بڑے مقامات کے تذکرے پر اکتفا کی
دوسرے روز راہ مین ایک بہت پُرانا شہر نظر آیا جسمین زندان یوسف علیہ السلام
شہر کی عمارت بالکل منہدم ہوگئی ہے۔ اُسکے پتھر وںنے قاہرہ مین ایک وسیع اور مستحکم

قلعہ بن رہا ہے۔ اسی جگہ وہ مقام بھی ہے جہان یوسف علیہ السلام نے غلہ جمع کیا تھا۔ کہتے ہین انبار خانہ کی عمارت کھنڈروں کے طرز پر بنی ہوئی ہے۔ اتوار کی شب مین ۱۴ محرم کو منیہ ابن الخصیب قصبہ داہنی طرف دریا کے کنارے ملا۔ قصبہ کی بہت بڑی آبادی ہے۔ بازار اور حمام وغیرہ تمام شہری ضروریات کے سامان موجود ہین۔ آج ہمین مصر سے چلے ہوئے آٹھ روز ہوئے۔ راہ مین ہوا کم ہوگئی تھی اسلئے کچھ ٹھہرنا پڑا۔

اس قصبے سے تھوڑے فاصلے پر بائین طرف ابراہیم علیہ السلام کی مسجد ملی یہان کے لوگون کا بیان ہے کہ صحن مسجد مین حضرت خلیل اللہ کی سواری کے چوپایہ کے قدم کا نشان ہے۔ اس مقام سے آگے بائین طرف اَنْصِنَا ہے۔ اسکی آبادی وسیع اور خوبصورت ہے۔ اور آثار قدیمہ بھی بہت ہین۔ کسی زمانہ مین بہت اچھا شہر تھا۔ اور چار دیواری بہت مضبوط تھی۔ سلطان صلاح الدین نے اُسے توڑ کر پتھر قاہرہ مین منگا لیا۔ دوشنبہ کی صبح کو ۱۴۔ تاریخ بائین طرف دریا کے کنارے پر جبل المقلہ نظر آیا۔ یہ پہاڑ مصر اور قوص کے بیچ مین ہے۔ مصر سے یہان تک تیرہ منزل (بریدؔ[1]) راہ طے ہوئی ہے اور تیرہ منزل اور باقی ہے۔

حائطۃ العجوز

ایک حیرت انگیز دیوار بائین طرف نیل کے مشرقی کنارے پر مصر سے اسوان تک برابر چلی گئی ہے۔ مگر بعض جگہ منہدم ہوگئی ہے۔ اور بعض جگہ باقی ہے۔ اسوان سے

---

[1] دو فرسخ یا بارہ میل کا ایک برید ہوتا ہے۔

قوص تک صرف آٹھہ منزلین باقی رہتی ہین۔ اس دیوار کے بارے مین مختلف اقوال
ہین اور اُسکو حائط العجوز کہتے ہین۔ غالباً یہ عجوز وہی ساحرہ[۱] ہی جسکی نسبت
کتاب المسالک والممالک مین لکھا ہی کہ مدت تک اُسکی حکومت ان ممالک پر رہی ہی۔

اسوقت ایک بھولا ہوا واقعہ یاد آیا

ہمنے اسکندریہ پہنچکر سب سے اول ایک جماعت کثیر کو دیکھا جو رومی قیدیون کو دیکھنے
کے واسطے جمع ہوئے تھے۔ قیدی اونٹون پر اُلٹے سوار تھے اور اُنکے پیچھے نقارے
بجتے ہوئے شہر مین داخل ہوئے۔ اُنکے حالات سُنکر خوف وہراس سے کلیجہ مُنہ
کو آتا تھا۔ یہ قیدی شام کے نصرانیون مین سے تھے۔ اِنھون نے بحر قلزم کے
کنارے کشتیونکے واسطے تختے بنوائے اور اُس سامان کو ہمسایہ عربون کے
اونٹ کرایہ کرکے ساحل تک لیگئے۔ ساحل پر تختون سے کشتیان بناکر دریامین
ڈالین اور اُن مین سوار ہوکر حجاج کو لوٹتے ہوئے بحر نعم تک پہنچے۔ وہان سولہ کشتیون
کے قریب جلادین۔ پھر وہانسے عیذاب مین آئے اور حجاج کی ایک کشتی کو جو جدہ سے
آتی تھی لوٹ لیا۔ اور ایک قافلہ خشکی کی راہ سے قوص سے عیذاب کو جاتا تھا۔ اُنہی

---

[۱] فرعون کے غرق کے بعد حکومت مصر کے واسطے ایک شخص کو منتخب کرنے کا مشورہ ہوا۔ باقیماندہ لوگون مین سے دلوکہ بنت زبا ایک عقیل و فہیم عورت تھی اُسکو حاکم بنایا۔ اسوقت اُسکی عمر ایک سو ساٹھہ برس کی تھی۔ اُسنے اس خیال سے کہ یہ ملک نہایت سرسبز و شاداب ہی۔ اطراف کے حکمران طمع کرینگے تمام ملک کے گرد حصار بنایا حصار کے گرد نیل کے پانی کی جھیل بنادی۔ اور حصار مین تین تین میل کے فاصلے پر ایک ایک قلعہ اور ایک ایک میل پر حفاظت کی چوکیان بنائین۔ چوکیون مین گھنٹے لگادیے تاکہ خطرے کے وقت گھنٹا بجادیا کرین اور ان گھنٹون کے ذریعہ سے فوراً دارالخلافت تک اطلاع ہوجائے۔ (خطط والآثار مقریزی مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۹۹)

لوٹا اور قافلے مین سے کسی متنفس کو زندہ نہ چھوڑا۔ دو جہاز سوداگرون کے یمن سے
آتے ہوتے لوٹ لئے۔ اور ساحل پر میرۃ المکہ والمدینہ کی جسقدر جنس وغیرہ جمع تھی جلادی
غرض کہ ان لوگون نے اس قسم کی بدکاریان اختیار کین کہ نہ اہل اسلام مین
سُنین اور نہ رومیون سے ظہور مین آئین۔ سب سے بدتر خباثت اس جماعت کی یہ ہی
جسکو کان برداشت نہین کر سکتے۔ اُنکا قصد تھا کہ مدینہ منورہ جا کر حضرت سرورکائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو ضریح مقدس سے نکال لائین۔ یہ تذکرہ اُنکی زبانون
ہی پر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی بیباکی کا مواخذہ کیا۔ اور قضا و قدر نے اُنکے مقاصد
مین جس معاملہ کو حائل کیا تھا وہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ سے انکو ایک دن کی راہ باقی
تھی۔ کہ خداوند کریم نے اُنکی شر کو دفع کیا۔ اصل کیفیت یہ ہی کہ لولو حاجب کی کشتیان
جنمین دلیران مغربی سوار تھے اس گروہ سے دوچار ہوئین۔ یہ لوگ ڈیڑھ مہینے سے
اس جماعت کی متلاشی تھے۔ اُنکی کشتیان گھیر لین۔ بعض کو قتل اور بعض کو گرفتار کیا
قیدیون کی کئی جماعتین بنا کر بڑے بڑے شہرون کو قتل کے واسطے روانہ کین بعض انکو
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو قتل کے لئے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُسنے اسلام
اور اہل اسلام کو اس فساد سے محفوظ رکھا۔ اب ہم دوبارہ منازل سفر کی
حالات بیان کرتے ہین۔

ہم جبل سعلہ سے گذر کر موضع منفلوط کے قریب پہنچے۔ یہ موضع دہنی طرف مغربی کنارے
پر ہی۔ موضع مین بازار وغیرہ اور تمام ضرورت کی سامان موجود ہین۔ کل صعید مصر مین

اسکے مقابل کوئی سرسبز و شاداب مقام نہین ہی۔ گیہون بہت عمدہ اور وزنی ہوتا ہی
اور مصر کو بکثرت جاتا ہی۔ اسکے آگے مغربی کنارے پر اسیوط[1] ہی۔ یہ شہر نہایت خوش منظر
اور صعید کے مشہور مقامات مین سے کنارے سے تین میل کے فاصلے پر ہی۔ چاردیواری
بہت بلند اور مستحکم ہی اور شہر کے چارون طرف خرمے کے باغات ہین۔ اسی
کنارے پر ابی شیخ نامی ایک مقام ہے اسمین بھی بازار موجود ہے اور تمام شہری سامان
میسر آتا ہے۔ اسکے آگے شرقی کنارے پر اخمیم[2] شہر ہے۔ یہ جگہ نہایت پرانی اور
بارونق ہی اور اسمین ذی النون مصری اور ایک مرد صالح داؤد نامی کی مسجدین ہین۔
لوگ انکو متبرک جانتے ہین۔ ہفتہ کے دن ۱۹ محرم کو ہمنے بھی تبرکاً ان مسجدون مین نماز
ادا کی۔ شہر مین قبطیون کے آثار قدیمہ بہت ہین۔ ذمی قبطیون کے عبادت خانے
اب بھی معمور و برقرار ہین۔ عبادت خانون کی عمارتین قابل دید ہین۔ سب سی بڑی
عمارت بربا نامی گرجا کی ہی۔ شہر کے شرقی حصے مین یہ گرجا واقع ہی۔ اور دنیا کی
بڑے گرجون مین شمار ہوتا ہے۔ اسکا طول دو سو بیس ہات اور عرض ایک سو ساٹھ

[1] انگریزی مین تین طرح لکھا جاتا ہی۔ Asioot - Asyoot - Siout عربی مین
مع الف اور بغیر الف دونون طرح درست ہی۔ اعلاے صعید مصر کا ایک شہر دریاے نیل کے
بائین کنارے پر آباد ہی۔ اب ریل بھی جاری ہوگئی ہے۔ ریل کی وجہ سے اب بولاق سے
۲۲۹ میل کا فاصلہ ہی۔ آبادی ۲۵ ہزار کے قریب ہی۔

[2] انگریزی مین اخمین اور ایخمین Ekhmin - Akhmin لکھتے ہین۔ اعلای
صعید مصر مین دریاے نیل کے داہنے کنارے سے تھوڑے فاصلے پر اور سہاگ سے دو تین میل
اوپر یہ شہر واقع ہی۔ تین اور چار سو کے درمیان مین آبادی ہی۔ چند مسجدین اور دو قبطی گرجا ہین۔ شہر سے باہر دو
دونون گرجا ہین جنکو ہمارے سیاح اور دیگر عربی مورخون نے بربا لکھا ہی۔ اسکی جمع برابی آتی ہی۔ بربا قبطی زبان مین
آثار قدیمہ کو کہتے ہین۔ اسکا قدیمی نام پنوپولیس ہی (دیکھو چامبرز انسائکلوپیڈیا)

بات ہے - عمارت کے اندر پتھر کے چالیس ستون ہین - اور ہر ستون کا محیط پچاس بالشت
ہی - دو ستونوں کے درمیان مین تیس بالشت کا فاصلہ ہی - بلندی نہایت موزون اور
استحکام بے نظیر ہے - تراش و خراش مین یہ صناعی کی ہے گویا سانچے مین
ڈہالا ہے - سب ستونون پر لاجوردی رنگ کا کام ہے - اور دیوارین اوپر سے
نیچے تک طرح طرح کے نقوش سے آراستہ ہین - اور انکا آثار اٹہارہ بالشت ہی - دو
دو ستونوں کے درمیان مین محراب کی جگہ پتھر کی چٹانین چہہ بالشت طویل دس بالشت
عریض اور آٹھہ بالشت کی موٹی لگائی ہین - چہت بالکل پتھر کی ہے - مگر اس خوبی
سے جڑی ہے کہ ایک ڈال چٹان کی معلوم ہوتی ہے - چہت مین بھی نقش و نگار اور
تصویرین بہت خوب بنائی ہین - دیکھنے والے کو لکڑی کی منقش چہت کا دہوکا ہوتا
ہے ہر پتھر مین نئی قسم کی تصویر ہی - کہین کہین اس صنعت سے پرندون کی تصویرین بنائی
ہین کہ گویا پر کہولے ہوئے اڑنے کو تیار ہین - بعض پتھرون مین خوبصورت انسانون
کی شبیہین ہین - کسیکے ہاتہ مین ہتہیار ہے - کسیکے ہاتہ مین پیالہ ہی - کوئی پرند
لئے ہوئے ہے - کوئی تصویرین دیکھ رہا ہے - اور کوئی اشارہ کر رہا ہے -
غرض کہ ہر تصویر اصلی معلوم ہوتی ہے - عمارت کے اندر باہر اوپر نیچے اسقدر تصویرین
ہین جنکی تفصیل کی عبارت مین گنجائش نہین ہے - ان تصویرون مین بعض مہیب
تصویرین انسانی شکل کے خلاف بھی ہین جنکو دیکھکر خوف و عبرت پیدا ہوتی ہی - اس
عمارت مین بال برابر جگہ تصویر یا نقش و نگار سے خالی نہین ہے - حقیقتاً جسطرح اس

سخت پتھر مین نقاشی کی ہے ویسی نرم لکڑی مین بھی ہونی دشوار ہے۔ دیکھنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ ان تصاویر کی ترتیب و زینت کو واسطے ایک زمانہ دراز درکار ہے
اس عمارت کے بالائی حصے مین بھی اس قسم کے پتھر لگائے ہین۔ اُسکی بلندی
اور رفعت سے عقل حیران ہوتی ہے۔ گرجا مین مکانات۔ آمد و رفت کی راہین۔ اور
اوپر چڑہنے کی سیڑہیان اس کثرت سے ہین کہ اگر چند آدمی اندر جاتے ہین
تو ایک دوسرے سے بچھڑ جاتے ہین اور بغیر آواز دیے باہم جمع نہین ہو سکتے۔
غرضکہ یہ عمارت عجائبات دنیا سے ہے اور اُسکی تعریف احاطۂ تقریر سے باہر ہے۔
اس مختصر بیان کو اُسکے اوصاف کا ایک ادنیٰ نمونہ سمجھنا چاہئے۔ ناظرین اس تحریر کو مبالغہ
پر محمول نکرین۔ کیونکہ کوئی کیسا ہی سحبان بیان ہو مگر اس عمارت کی تعریف سے عہدہ برآ
نہین ہو سکتا۔

صعید کے بڑے بڑے مقامات مین مثل اخمیم۔ منیہ ابن خصیب اور قوص وغیرہ کے
حجاج اور دیگر مسافرون پر محصول کے سبب سے جو جو سختیان ہوتی ہین اُنکا بیان نہایت ہی
مکروہ ہے۔ جا بجا جہاز روکے جاتے ہین۔ اُنکی تلاشی ہوتی ہے۔ لوگونکی بغلین اور کمرین
ٹٹولتے ہین قسمین دیجاتی ہین۔ ان سب صورتون مین ظاہر ہے کہ حجاج کی کمال توہین
اور رسوائی ہے۔ لیکن یہ ساری خرابیان اس وجہ سے ہین کہ سلطان کو ان امور کی
اطلاع نہین ہے۔ اگر اُسے خبر ہوتی تو یہ قبیح رسمین ہرگز باقی نہ رہتین اور محصول لینے والونکا
پورا تدارک کرتا۔ اسلئے کہ سلطان نے اس سے بہت بڑے بڑے نازیبا امور کو یک لخت

موقوف کردیا - حق یہ ہے کہ ایسی قوم پر جہاد واجب ہی - جو مسافران راہ خدا پر جور و تعدی کرتے ہین - اگر خوش نیتی سے انتظام کیا جاتے - اہل مقدرت سے خوش اسلوبی کے ساتہ محصول لین - غربا سے جنکے ساتہ سلوک کرنا واجب ہی تعرض نہ کرین بلکہ اُنکی جان و مال کی حفاظت مین ساعی رہین تو محصول کی آمدنی مین افزونی اور آسانی ہوجائے اور اُس بادشاہ پر بھی کوئی الزام نہ آتے جسکا عدل و داد ایک عالم کو محیط ہی -
یہ کیسی بُری بات ہی کہ کچھ سرکش لوگ ہاتھون مین دستے دار سوٹے لئے ہوے جہاز پر تجسس کے واسطے چڑھ آتے ہین - اور ہر ایک خورجی اور گٹھری مین سوئے چبھو چبھو کر دیکھتے ہین کہ سوائے سامان زادراہ کے اور کوئی چیز تو نہین ہے - تلاشی لینے والون پر اکثر احادیث مین لعنت کی گئی ہے - اور اللہ تعالی نے تلاشی کو منع فرمایا ہے - مگر ان لوگون پر افسوس ہے کہ مہات خلائق پر مامور ہین اور مومنین کی بلا رضامندی اُنکے اسباب کو دیکھنے کی کوشش کرتے ہین - اُمید ہی کہ اللہ تعالی اُنھین ایسے عادل بادشاہ کے ہاتہ سے اُنکے اعمال کی سزا دلائے -

قصہ کوتاہ اخمیم کے آگے ایک مقام **نشاۃ السودان** نیل کے غربی کنارے پر ہمین ملا - یہ گاؤن خوب آباد ہے کہتے ہین کسی زمانے مین بہت بڑا شہر تھا - اُسکے سامنے پتھر کا ایک بہت بلند بند بنا ہوا ہے - نیل کا پانی بند سے اونچا نہین ہوتا ہے - اور گاؤن سیلاب سے محفوظ رہتا ہے - تھوڑی دور اور آگے اسطرف یعنی غربی کنارے پر ایک اور خوش قطع آبادی ہے - اُسکا نام بَلْیَنَہ ہے اور یہان سے قوص چار منزل ہی - اسکے آگے شرقی

کنارے پر دشنہ نامی ایک مقام ہے آبادی کی شہر پناہ پختہ ہے اور ہر قسم کا شہری
سامان ملتا ہے۔ یہانسے قوص دو منزل ہی۔ اِسکے آگے ایک خوش منظر شہر نیل
کے غربی کنارے پر ملتا ہے۔ کنارے سے بہت قریب ہی اور اُسکا نام ہُدْ ھُدَرَہ
ہے۔ خرمے کے درخت کثرت سے ہین۔ یہان کا خرما تمام صعید مصر سے بہتر ہوتا ہی
قوص یہانسے ایک منزل ہے۔ اس شہر کا گرجا اُخیم کے گرجے سے بھی بڑا ہے
اور یہانکے لوگ اُسے بربا کہتے ہین۔ یہانسے تھوڑے فاصلے پر نیل کے شرقی کنارے
شہر قِنا ہے۔ صعید کے نادر شہرون مین محسوب ہوتا ہے۔ عمارتین بہت خوش وضع
اور پر فضا ہین۔ یہان عورتین گھرونسے باہر نہین نکلتی ہین۔ گلی کوچون مین ہمنے کوئی
عورت نہین دیکھی۔ یہی کیفیت مقام دشنہ کی عورتون کی سُنی جاتی ہے۔ نیل کے
اسی شرقی ساحل پر قِفط کنارے سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ شہر بھی خوشنما
اور خوش قطع ہے۔

۲۴ رمحرم کو (۱۹ رمئی) جمعرات کے دن ہم قوص مین داخل ہوے۔ دریا مین ہمنے
اٹھارہ دن سفر کیا اور اُنیسوین روز قوص مین پہنچے۔ یہ شہر بہت آباد ہے۔ بازار نہایت
پاکیزہ اور مکانات خوب کشادہ ہین۔ حجاج کی آمد و رفت کا یہ خاص مقام ہے۔ یمن۔
ہند۔ اور حبش کے تاجرون کی فرودگاہ ہے۔ مغرب۔ مصر اور اسکندریہ کی حجاج کے
ملنے کی جگہ ہے۔ تمام قافلے یہین ٹھہرتے ہین۔ اور پھر یہانسے عیذاب کو جاتے ہین
ہم یہان ابن العجمی کی سرائے کی سامنے پڑاؤ مین مقیم ہین۔ یہ سرائے شہر کے باہر ہی۔

حالات ماہ صفر ۱۲۷۹ھ

بدھ کی شب کو (۲۵ مئی) صفر کا چاند نظر آیا۔ ہنوز ہم نوص ہین مقیم ہین اور سفر عیذاب کا بندوبست کر رہے ہین۔ دوشنبہ کے دن ۱۲ صفر کو (۶ جون) ہمنے اپنا اسباب شہر کے سامنے ایک کھلے میدان ہین نکال کر رکھا۔ میدان کے چارون طرف خرمے کے درخت ہین۔ حجاج کے قافلے جمع ہونے کی یہی جگہ ہے۔ یہان اسباب کو درست کرکے مضبوط باندہتے ہین۔ اور تولنے کی چیزین وزن کرکے ساربانون کے سپرد کرتے ہین اسکے بعد یہانسے کوچ ہوتا ہے۔ عشا کی نماز کے بعد یہانسے کچھ آگے بڑھ کر کنوین کے کنارے جسکا نام حاجز ہے قیام کیا۔ منگل کی صبح کو کچھ ساربان جنکے گھر یہانسے قریب ہین۔ اپنی ضرورتون کی وجہ سے گھر کو گئے اسلئے آج یہین قیام کرنا پڑا۔ ۱۵ صفر کو بدھ کی شب مین خسوف کامل ہوا اور اول شب سے سونے کے وقت تک برابر رہا۔ بدھ کو ہمنے قلاع الضیاع کی طرف کوچ کیا اور رات مُحطّ القبیط مین بسر کی۔ یہ مقامات جنگل مین ہین اور انمین سے کوئی آباد نہین ہے۔

پنجشنبہ کی صبح کو ایک کنوین کے کنارے مقام ہوا۔ یہ کنوان عبیدین یعنی دو غلامون کے نام سے منسوب ہے۔ سُنا ہے وہ دونون غلام غلبۂ تشنگی سے اس کنوین تک پہنچتے پہنچتے مر گئے تھے۔ انکی قبرین اسی جگہ ہین۔ ہمنے یہانسے تین روز کا پانی بھر کر ۱۷ صفر کو جمعہ کی صبح سے صحرا کو طے کرنا شروع کیا۔ جہان رات ہو جاتی تھی وہین قیام کر دیتے عیذاب اور قوص کے آنے جانے والے قافلونسے تمام پڑاو بھرجاتا تھا اور ہر قسم کا

امن و امان تھا۔ دوشنبہ کو دن ۲۰ رصفر کو دنقاش مین ایک کنوین کے قریب
قیام کیا۔ اس کنوین سے اسقدر انسان وحیوان سیراب ہوتے ہین جنکا شمار بیان سے
باہر ہے۔ اس صحرا کا سفر بغیر اونٹ کے دشوار ہے اسلئے کہ اونٹ کو پیاس کی
بہت برداشت ہی۔ اونٹ کی سواری مین سب سی بہتر شُقدُف ہی۔ وہ چڑی خورجی کی
طرح ہوتا ہے۔ اور دو دو شقدف باہم مضبوط رسیونسے باندھ کر اونٹ پر کھینچ دیتے
ہین۔ اُوپر ایک پردہ ہوتا ہے جس سے چارون گوشے ڈھکے رہتے ہین۔ اور اُسکے
سایہ مین آفتاب کی تمازت سے بچاؤ رہتا ہی۔ اسیطرح دوسرے حصّے مین دوسرا
شخص سایہ مین تکیہ لگا کر بیٹھا رہتا ہی۔ دونون آدمی آپسمین ضروری چیزون کا لین دین
باسانی کرسکتے ہین۔ کلام آلہی کی تلاوت بھی کرتے ہین۔ تفریح کے واسطے شطرنج
کھیلنا چاہین تو یہ بھی ممکن ہے۔ غرضکہ یہ سواری تکالیف سفر سے بہت راحت دینے
والی چیز ہے۔ جو مسافر اپنے اسباب کے اونٹون پر سوار ہوتے ہین اُنھین دہوپ کی
شدّت سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ القصّہ اس کنوین پر بہت ہجوم تھا قبیلہ قضاعہ
کی شاخون مین سے قبیلہ بُلیّ کے چند ساربان عیذاب کو جانے والے قافلے
کے ہمراہ یہان اُترے ہوئے تھے اُنسے اور قوم اغزاز کے چند ترکون سے پانی
پر بہت جھگڑا ہوا۔ فساد کی نوبت آگئی تھی۔ مگر اللہ تعالی نے اس قضیہ کو بعافیت دور کیا
قوص سے عیذاب کو دو راستے جاتے ہین۔ ایک وہ جسے ہم طے کر رہے ہین
یہ راہ بہت سیدھی ہی اور اسے عبدین کہتے ہین۔ دوسری راہ قفطی کے نام سے مشہور ہے

افی نیل کے کنارے ایک گاؤن ہے۔ یہ دونون راہین دنقاش کے قریب ملتی
ہین۔ اور انکا دوسرا سیل شاغب ہین دنقاش سے ایک منزل آگے ہوتا ہی۔ رات کو اونٹ
کا پانی بھر کر دنقاش سے کوچ کیا۔ چہارشنبہ کے دن ۲۲ر صفر کو زوال سے قبل شاغب
مین پہنچے۔ پہلے یہان تھوڑا پانی تھا اسلیئے لوگون نے دوبارہ اُسے کھودا ہی۔ مگر
تھوڑا ہی کھودنے سے پانی خوب ہوگیا ہے۔ پنجشنبہ کی صبح کو یہانسے تین روز کے
خرچ کا پانی لیکر **بامتان** کی طرف روانہ ہوئے۔ دوسری راہ سے ایک مقام[لہ]..... یہانسے
ایک ہی منزل ہی مگر اُسکا بہت کھاری پانی ہے۔ اور اونٹون کے واسطے دشوار
گذار راہ ہے۔ اسلیئے اُسکو چھوڑ دیا۔ ۲۶ر صفر کو اتوار کے دن زوال سے پہلے بامتان
مین پہنچے۔ آج مینے کلام آلہی کے حفظ کرنے سے فراغت پائی اور خدا کا شکر
ادا کیا۔ یہانکے کنوین کو اللہ تعالی نے خاص برکت عطا فرمائی ہے۔ تمام راہ کے
کنوؤنسے شیرین ہے۔ پانی بہت کثرت سے نکلتا ہی۔ سب آدمی اور تمام اونٹ رستے بھر
کے ایسے پیاسے کہ بھر کو منہ لگائین تو ایک قطرہ نچھوڑین۔ اُس سے سیراب ہوتے ہین
قافلون کی آمد و رفت کی یہ کثرت ہی کہ راہ مین ہر چند ہمنے اُنکی شمار کا اہتمام کیا مگر کامیاب
نہوتے۔ خصوصًا عیذاب کی طرف سے آنے والے قافلون کی بہت کثرت تھی جو
یمن اور ہند سے اسباب لاتے ہین۔ اکثر اونٹون پر سیاہ مرچین لدی ہوئی تھین
اُنکی افراط سے خیال ہوا کہ شاید وہان مرچون کی قیمت مٹی سے بھی کم ہے۔ تعجب کی

[لہ] عربی کے مطبوعہ نسخہ مین مقام کا نام نہین لکھا ہی۔ غالبًا اصل کتاب مین اتو مٹا ہوا ہوگا یا نسخہ دیمک خوردہ ہوگا۔

بات تو یہ ہے کہ اونٹون کی ماندگی کے سبب سے اکثر لوگ مرچین وغیرہ سامان سرِ راہ
ڈال جاتے ہین اور پھر آخر صبح سامان اٹھا لیجاتے ہین -
دوشنبہ کی صبح کو یہان سے کوچ کرکے مقام مجلاح مین پہنچے - یہان سے چار روز کا پانی
بھر کر سہ شنبہ کو بعد زوال موضع عشیرا کی طرف روانہ ہوئے - اس مقام سے ایک
منزل آگے عیذاب ہے - یہان سے ہماری راہ کشادہ میدان مین ہے - یہ میدان ریگستان
ہے اور بحر جدّہ تک چلا گیا ہے - دہنے بائین جہانتک نظر جاتی ہے ریت ہی ریت
نظر آتا ہے - عیذاب تک اسی ریگستان مین چلنا ہوگا -

حالات ماہ ربیع الاول ۹ ھ

شب جمعہ کو (۴ جون) چاند دکھائی دیا - ہم ابھی عیذاب سے تین منزل ورے
اسی میدان مین ہین - جمعہ کی صبح کو عشیرا مین داخل ہوئے - یہان عشر (مدار) کی درخت
بکثرت ہین - اسکے درخت ترنج کی طرح کے ہوتے ہین - مگر کانٹا نہین ہوتا - یہان پانی ایک
گڑھے مین ہے اور خوب شیرین (کھاری نہین) ہے - ہمنے جاکر دیکھا تو ریت نے تمام سطح آب کو
چھپا لیا تھا - ساربانون نے اسکی درستی اور پانی نکالنے کا انتظام کیا - مگر کوئی تدبیر کارگر
نہوئی اور کل قافلے مین پانی ختم ہوگیا - مجبور ہوکر اسی روز ہفتہ کی شب مین کوچ کیا - ہفتہ کی
دن زوال سے پہلے مقام خبیب مین پہنچے - عیذاب یہان سے سامنے نظر آتا ہے
حوض کی طرح یہان ایک بہت بڑا کنوان ہے اور تمام قافلے اور آبادی کو پانی دیتا ہے - یہان سے
روانہ ہوکر عشا کے وقت عیذاب مین داخل ہوئے -

عیذاب بحر جدّہ کے کنارے آباد ہے۔ شہر پناہ نہین ہے۔ مکانات اکثر خس پوش ہین مگر اب پختہ عمارتین شروع ہوگئی ہین۔ دنیا کی مشہور بندرگاہون مین یہ بندر ہے۔ ہند اور یمن کے جہاز حجاج کی وجہ سے بکثرت آتے ہین۔ ریگستان کے سبب سے یہان کوئی چیز پیدا نہین ہوتی۔ کل ضرورت کی چیزین باہر سے آتی ہین۔ لیکن یہان کے باشندون کو حجاج سے بہت آسائش ہے۔ اسلئے کہ اُنکے ساتھ خورونوش وغیرہ ہر طرح کا سامان ہوتا ہے۔ اور حجاج کے مال پر بھی بہت کم محصول لیا جاتا ہے۔ اسکے سوا جو جہاز جدّہ کو آتے جاتے ہین اُنکے کرایہ کی آمدنی بھی ہے اور اُس سے اُنھین بہت کچھ مل جاتا ہے جس شخص کے پاس ایک یا دو جہاز ہین وہ بڑا مرفہ الحال ہے۔ ہم یہان ایک حبشی موج نامی کے مکان مین مقیم ہین۔ یہ لوگ یہان ساربانی کرتے ہین مگر بڑے قزاق اور ڈکیت ہین۔ اُنکے ہاتھون ہزارون آدمی۔ جہاز۔ اور مسافرخانے تباہ ہوتے ہین۔

یہان سے قریب ہی چند جزیرون مین موتیون کا معدن ہے۔ غوطہ خور کشتیون مین جاتے ہین اور جو کچھ قسمت سے ملتا ہے نکال کر لاتے ہین۔ موتی نکالنے کا زمانہ جون اور جولائی ہے۔ اس زمانے مین جو موتی نکلتے ہین نفیس اور بیش قیمت ہوتے ہین۔ یہ معدن بہت عمیق نہین ہے۔ اُسمین سے سیپ زندہ نکلتی ہے گویا ایک قسم کی مچھلی ہے شکل و شباہت مین کچھوے سے بہت مشابہ ہوتی ہے۔ جب اُسے شگاف کرتے ہین تو دونون لب اندر سے چاندی کی ڈبیا کی طرح نظر آتے ہین۔ اور اُس مین سے موتی کا دانہ گوشت مین لپٹا ہوا نکلتا ہے۔ یہ دانے حسب مقدّر ہر شخص وہان سے لاتا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ ایسی بستی سے جہان کوئی رطب و یابس چیز میسر نہین آتی یہانکے باشندے و نکو بڑا اُنس ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام قدرت ہے کہ اُسنے حبشیون کو بھی حُبّ وطن عطا کیا ہے۔ جدّہ سے عیذاب کو آتے ہین ایک سخت مصیبت کا سامنا ہوتا ہے ہوا کے زور سے بہت سے جہاز عیذاب کے جنوب مین ریگستانی ساحلون پر جا لگتے ہین وہان قریب کے پہاڑون مین حبشیون کی ایک جماعت رہتی ہے جنکو بُجاۃ کہتے ہین یہ لوگ اپنے اونٹ لیکر وہان پہنچتے ہین اور کرایہ وغیرہ ٹھہرا کر اونٹون پر سوار کر کے ایسی راہ سے عیذاب کو لاتے ہین جہان پانی نہین ملتا ہے آخر وہ بیچارے شدّت تشنگی سے مرجاتے ہین۔ اور مسافرون کا مال و اسباب اُنکے ہتّے چڑھتا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہین کہ پاپیادہ اس راہ کو اختیار کرتے ہین اور راہ بھول کر پیاس کے صدمے سے مرجاتے ہین۔ اگر کوئی شخص اس مہلکے سے بچ کر عیذاب تک پہنچ بھی جاتا ہے تو صورت سے یہ معلوم ہوتا ہے گویا ابھی قبر سے اُٹھکر آیا ہے۔ ہمنے ایسے لوگونکو عیذاب مین آتے ہوئے دیکھا۔ اُنکی صورتین بالکل مسخ ہوگئی تھین۔ جنکو اللہ تعالیٰ اس بلائے ناگہانی سے بچاتا ہے اُنکا جہاز سیدھا عیذاب کے ساحل پر آتا ہے۔ مگر ایسا اتفاق بہت کم ہوتا ہے۔ اس خودسر دریا مین چلنے والی جلاّب نامی کشتیان نئی قسم کی ہوتی ہین لوہے کی کیلین اُنمین بالکل نہین لگاتے ہین۔ ناریل کی چھال کو کوٹ کر رسّی بناتے ہین اور اُس رسّی کو لکڑی کی میخون سے تختونکے سوراخون مین ڈالکر سب کو خوب جکڑ کر کشتی بنا لیتے ہین۔ پھر اُسکو انڈی یا قرش کے تیل سے چکنا کرتے ہین۔ قرش ایک بڑی

قسم کی مچھلی کا نام ہے جو دریا کے ڈوبے ہوؤنکو نگل جاتی ہے۔ کشتی کی یہ ترکیب
اسلئے ہے کہ دریا کی تہ مین بہت سی پہاڑیان ہین وہ کشتی کی رفتار مین عارض
ہوتی ہین۔ تیل کی وجہ سے کشتی کی لکڑی نرم اور چکنی رہتی ہے اور یک بیک خفیف
صدمے سے نہین ٹوٹتی۔ اِس دریا مین کیلون والی کشتی کا چلنا محال ہے۔ کشتی
کی لکڑی اور ناریل کی چھال ہند اور یمن سے آتی ہے۔ اور اُسکے بادبان مقل (گوگل)
کے پتّون کے بُنے ہوئے ہوتے ہین۔ یہ بھی ایک حسن اتفاق ہی کہ سر سے پا تک
اس کشتی کی ترکیب نہایت موزون واقع ہوی ہے۔ اللہ تعالی کی قدرت کاملہ کا
یہ ایک نمونہ ہے کہ ایسی پُرخطر حالتون مین بھی وہ اپنی مخلوق کی حفاظت فرماتا ہے۔
اہلِ عیذاب کشتیون مین اسقدر آدمی بھرتے ہین کہ آدمی پر آدمی سوار ہوتا ہے اور
کشتیان گُرگلون کی طرح بھر جاتی ہین۔ دریا کے نشیب و فراز کا کچھ خیال نہین کرتے
کرایہ کی حرص ہین لوگونکو اس تہلکہ مین پھنساتے ہین اور اسی کوشش مین ہتے ہین کہ ایک ہی پھیرے
مین کشتی کی قیمت وصول ہو جائے۔ بلکہ انکا یہ قول ضرب المثل ہے۔ "تختون کی
ہماری ذمہ داری ہے اور جانون کی تمہاری" سب سے پہلے جہاد کے قابل یہی
آبادی ہے۔ جس کسیکو شام اور عراق کی راہ سے بغدادی قافلے کے ہمراہ آنا ممکن
ہو تو بہتر ہے کہ اس بستی کی صورت نہ دیکھے۔ اگر آتے وقت اسکا انتظام نہو سکے
تو واپسی مین ضرور امیر حاج بغداد کے ہمراہ جائے۔ پھر بغداد سے نکلے کو اور وہان سے
اسکندریہ یا صقلیہ وغیرہ کو جاسے۔ اور کیا عجب ہی کہ اُسے کوئی جہاز روم سے سبتہ

وغیرہ کو جاتا ہوا بھی ملجاتے - عیذاب کی مصیبتوں سے اس گردش مین مسافت
کثیرہ طے کرنی بہتر ہے -

اس نواح کے باشندے سودانی جنکو بجاۃ کہتے ہین اکثر جانورون سے بدترین
نہ انکا کوئی دین ہے اور نہ مذہب ہی - اظہار اسلام کے واسطے صرف کلمہ توحید
جانتے ہین - اسکے سوا اُنکے تمام عقائد اور اخلاق فاسد اور ناپسندیدہ ہین
اس قوم کے زن و مرد سب برہنہ پھرتے ہین - ستر عورت کی قدر فقط ایک کپڑا ہوتا ہے
اور اکثر کے پاس اتنا بھی نہین ہوتا - انکا حاکم اسی قوم مین سے قریب ہی ایک پہاڑ
مین رہتا ہے - کبھی کبھی اظہار اطاعت اور حصول قربت کے واسطے والی عیذاب
کے پاس بھی آتا ہے - سوائے بعض کے کل مفاد اس آبادی کے اسی حاکم کو ہین
غرض کہ یہ وہ قوم ہے جن مین کوئی بھی اخلاق نہین ہے - اور نہ انپر لعنت کرنے سے
کوئی گناہ ہے -

دوشنبہ کے دن ۲۵ ربیع الاوّل (۱۸ جولائی) کو ہم کشتی پر سوار ہوئے - ہوا کے
سکون اور خلاصیون کی عدم موجودگی کے سبب سے یہ تمام دن لنگر گاہ مین گذرا -
منگل کی صبح کو جدّے کی طرف روانہ ہوئے - عیذاب مین ۲۳ روز بڑی سختی اور
مصیبت سے بسر کئے - اور غذا کی ناموافقت کی وجہ سے کچھ طبیعت بھی ناساز رہی
ایسے مقام مین جہان کل چیزین یہانتک کہ پانی بھی باہر سے آئے وہان طبیعت کا
صحیح رہنا محال ہے - ہمنے اپنے قیام کا یہ زمانہ بدن کو جھلسانے والی ہوا اور معدے

کو معطل کرنے والے پانی پر بسر کیا۔ کسی نے اس آبادی کی شان مین سچ کہا ہے
مصرع۔ آب او جملہ حمیم است و ہوایش جحیم۔ راہ خدا مین جسقدر سختیان پیش آتی
ہین اُنمین سب سے بڑی مصیبت اس جگہ کا آنا ہے۔ اور حجاج جسقدر ان مصائب
پر صبر کرتے ہین انکا اجر اور زیادہ ہوتا ہے۔ خصوصاً یہان کی مصیبتین اُنمین اور بھی
مستحق ثواب کرتی ہین اُنہین وجہون سے اس آبادی کی لوگ مذمت کرتے ہین یہانتک
کہ اسے زندان سلیمان علیہ السلام کہتے ہین۔ اللہ تعالیٰ اس راہ کے بدلے
حجاج کے لئے کوئی دوسری راہ صاف فرمائے۔ جو راہ مصر سے مدینہ منورہ کو آیکہ
ی گہائی مین ہوگئی ہے۔ وہ بہت قریب ہی۔ دریا اس رستے کے دہنی طرف اور
جبل طور المعظم بائین طرف رہتا ہی لیکن اسکے قریب فرانسیسیون کا ایک قلعہ ہی
وہ راہ چلنے کے مانع ہوتے ہین۔ اللہ تعالیٰ مسلمانون کو ان پر نصرت عطا فرمائے۔
منگل اور بدھ کے روز ہمارا جہاز سست ہوا کے ساتھ برابر چلتا رہا۔ جمعرات کو عشا کے
بعد مشرق کی طرف حجاز کی سمت بجلی چمکتی نظر آئی۔ اسکے بعد ابر گھر آیا۔ تمام افق پر تاریکی
چھا گئی اور ہوا تیز ہوگئی۔ ہوا کے باعث جہاز اُلٹا بہنے لگا۔ تاریکی کی وجہ سے سمتون
کی بھی تمیز نہ رہی۔ بادبان مستول سے گرگیا اور مستول آڑا ہوگیا۔ یہ رات یاس و
ہراس مین بسر ہوئی اور بحر فرعون نے اپنے اوصاف دکہلائے۔ تھوڑی دیر مین
ایک آدھ تارا نظر آیا اور اُسکے ذریعہ سے کچھ رستے کا پتا چلا۔ صبح کے قریب
اللہ کی عنایت سے ہوا تھم گئی۔ ابر پھٹ گیا۔ اور مطلع صاف ہوگیا۔ دن مین مشرق

کی طرف سے حجاز کی پہاڑیان نظر آیئن ناخدا (ربان) کا بیان ہے کہ ان پہاڑیون
اور حجاز کے درمیان مین دو منزل کا فاصلہ ہے۔ ہمارا جہاز دن بھر بہت دھیمی ہوا کے
ساتہ چلتا رہا۔ راہ مین بہت سی گہاٹیان پانی کے اندر مین جنسے پانی بکھرا کرتا منتشر ہوتا تھا
اور جہاز کو صدمہ پہنچاتا تھا۔ مگر ناخدا اپنے کام مین بہت ہوشیار تھا۔ ان گہاٹیون مین
بڑی احتیاط سے جہاز کو چلاتا رہا۔ شام کو ایک چھوٹے سے جزیرے مین جہاز
کو ٹھرایا اور رات وہین بسر کی۔ جمعہ کی صبح کو ہوا بالکل بند تھی۔ ایک طرف سے
کچہ تھوڑی سی رمق آتی تھی مگر وہ سمت ہمارے مخالف تھی اسلئے آج یہین قیام کیا
۱۳ ربیع الاول کو ہفتہ کے دن ہوا چلی اور ہمارا جہاز اس جزیرے سے روانہ ہوا
اس جزیرہ کو عائقۃ السفن کہتے ہین۔ خدا کا شکر ہے کہ اُسنے ہمین اس نام کی
بدفالی سے محفوظ رکھا۔ آج ہمارا جہاز آہستہ چل رہا ہے اور دریا بالکل ساکن ہی
گویا آئینۂ آبی کا ایک سطح ہے۔

حالات ماہ ربیع الآخر ۹ھ

اتوار کی شب مین چاند دیکھا۔ چونکہ بلند اور روشن تھا اسلئے ثابت ہوا کہ کل کا
چاند ہے۔ کل کسیقدر ابر وغیرہ تھا اسلئے نظر نہین آیا۔ اتوار کے دن شام کو ایک
بندرگاہ مین پہنچے۔ اس جگہ کا نام ابحر ہے اور بحر جدہ کی ایک کہاڑی کے کنارے
واقع ہے۔ بندرگاہ مین آسائش کی جگہ جہاز کا لنگر ہوا۔ پیر کی صبح کو یہان سے
روانہ ہوے۔ دن بہر ہوا سست رہی۔ شام کو ایک مقام پر ٹھرے۔ یہان سے

جدہ سامنے نظر آتا ہے۔ منگل کی صبح کو جدّہ کے بندرگاہ مین داخل ہونے
سے قبل ہوا کا رُخ بدل گیا۔ ان بندرگاہون مین داخل ہونا سخت دشوار ہے۔
اسلئے کہ دریا مین بکثرت پہاڑیان پانی کے اندر چھپی ہوئی ہین۔ مگر ناخدا کی
ہوشیاری اور خلاصیون کی چابکدستی قابلِ تحسین ہے۔ نہایت تنگ گھاٹیون
سے جہاز اس طرح گھماکر نکال لیتے ہین۔ جسطرح کوئی چابک سوار شائستہ گھوڑے کو
کاوے دیتا ہے۔ !!!
منگل کے دن ۴۔ ربیع الآخر (۲۶۔ جولائی) کو زوال کے بعد جدہ مین پہنچے اور
اپنی سلامتی پر شکر ادا کیا۔ آٹھہ روز ہمین دریا مین گذرے۔ ایک تو ہوا کی اختلاف
کی وجہ سے دریا کا انقلاب دوسرے جہاز کا سامان پُرانا۔ بار بار پردے اُتارنے
چڑہانے مین رسّیان ٹوٹتی تھین۔ اسکے سوا بعض اوقات گھاٹیون مین جہاز کے
ٹکرانے سے ٹوٹنے کی آواز پیدا ہوتی تھی۔ یہ سب ایسی خوفناک حالتین تھین جس سے
کبھی مرتے تھے اور کبھی جیتے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُسنے ورطہ ہلاکت سے
ساحلِ مراد پر پہنچایا۔
یہان ہم سردار جدہ کے مکان مین مقیم ہین۔ امیر مکہ کی طرف سے یہان کی حکومت
اُسکے سپرد ہے۔ قیام گاہ کا مکان خس پوش ہے۔ یہان اکثر اُوپر کی منزل پر چھپر
ہوتے ہین۔ اور شب کو کُھلی ہوئی چھتون پر سوتے ہین۔ ہمنے جدہ مین داخل
ہوتے وقت عہد کر لیا ہے کہ بغیر کسی اشد ضرورت کے واپسی مین اس راہ سے

ہرگز نجات نہ نکلے۔

جدّہ کے حالات

جدہ ایک گاؤن ہی۔ اکثر مکان خس پوش ہین۔ مسافرخانے پتھر اور مٹی کے ہین۔ اور اُنکے بالاخانون پر چھپر پڑے ہین۔ کچھ کھلی ہوئی چھتین بھی ہین۔ شب کو کھلی چھتون پر سوتے ہین۔ یہان پرانی عمارتون کے آثار بھی ہین اور شہر کی چہار دیواری کی بنیادین ہنوز باقی ہین اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر بہت پرانا ہے۔ چونے کا ایک نہایت پختہ گنبد بنا ہوا ہے۔ اسکو حضرت حوّا علیہا السلام کا قیام گاہ بتاتے ہین۔ ایک مسجد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہی ایک اور مسجد ہے جسکے اندر آبنوس کے دو ستون ہین۔ اُسکو بھی بعض حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض خلیفہ ہارون الرشید سے منسوب کرتے ہین۔ خاص یہان کے اور اکثر گرد و نواح کے باشندے پہاڑی شریف اقوام ہین سے ہین کچھ علوی۔ کچھ حسنی۔ کچھ حسینی اور کچھ جعفری ہین۔ لیکن اُنکی معیشت کی حالت دیکھکر دل بیٹھتا ہے۔ تنگی معاش کے باعث ذلیل سے ذلیل پیشے اختیار کر لئے ہین۔ ساربانی اور سقائی کرتے ہین۔ دودھ اور لکڑیان بیچتے ہین۔ اور جنگل سی کھجورین لاتے ہین۔ اکثر عورتین بھی یہی کام کرتی ہین۔ اسمین کوئی کلام نہین کہ اللہ تعالی نے اُنکے لئے دنیا سے آخرت کو بہتر کیا ہے۔ بیرون شہر بہت سی پرانی عمارتین ہین جنسے قیاس ہوتا ہے کہ اگلے زمانے مین یہ شہر بہت آباد ہوگا۔ کہتے ہین یہ مقام

اہل فارس کی آبادیوں مین سے ہے۔ آبادی کی کبھی یہ کثرت تھی کہ بیرون شہر تین سو ساٹھہ کنوین تھے! اور اسیقدر شہر کے اندر تھے! ہمنے بہت سے کنوین دیکھے۔ پتھر کو سرنگ سے اڑاکر کنوین بناتے ہین۔ اس بستی مین اس قسم کے عجائبات بہت ہین۔

اہلِ حجاز کے اکثر علیحدہ علیحدہ فرقے اور گروہ ہین۔ اُنکا کوئی مذہب نہین ہی۔ متفرق مذہب اختیار کرلیے ہین۔ حجاج کو یہ لوگ ذمیوںسے بدتر جانتے ہین۔ اور انھین اپنی کمائی کا ذریعہ بناتے ہین۔ طرح طرح سے اُنکے لوٹنے کی فکرین کرتے ہین اور مال چھین لینے کی تدبیرین عمل مین لاتے ہین۔ مگر حجاج وطن کی واپسی تک برابر اُنسے سلوک کیے جاتے ہین۔ اور اُنکی تمام سختیان سہتے ہین۔ اگر اللہ تعالی نے سلطان صلاح الدین کو مسلمانون کا کفیل نہ کیا ہوتا۔ تو حجاج پر وہ وہ سخت ظلم ہوتے جنکی نظیر قیامت تک نہ پیدا ہوتی۔ اس بادشاہ نے حجاج سے محصول معاف کراکر اُسکے عوض امیر مکّہ کے واسطے دو ہزار دینار اور دو ہزار اردب گیہوں مقرر کردیے ہین۔ دو ہزار اردب آٹھہ ہزار قفیز[۱] اشبیلی کے قریب

[۱] ایک قفیز بارہ صاع کا۔ ایک صاع چار مد کا۔ اور ایک مد دو مٹھی یا ایک لپ کی بھر ہے۔ بموجب حاشیہ مالا بد محررہ مفتی سعد اللہ صاحب مرحوم ایک صاع لکھنوی وزن کے موافق تین سیر ایک چھٹانک اور ۷ ماشہ کا ہوا۔ اس حساب سے بارہ صاع یا ایک قفیز ۳۶ من ۱۰ مار اور ۲ تولہ کا ہوا۔ اور آٹھہ ہزار قفیز کے (۷۳۶۴) من ہوتے۔ منتخب اللغات کے موافق ایک اردب ۲۴ صاع کا ہوتا ہی۔ یعنی ایک اردب ایک من ۳۲ مار اور ۴ تولہ کا ہوا۔ اور دو ہزار اردب کے (۳۶۸۲) من ہوئے۔ مصنف نے اشبیلی قفیز لکھے ہین۔ معلوم نہین وہ حجاز سے کسقدر کم زیادہ ہے

ہوتے ہین۔ اِس وظیفے کے وصول ہین اگر دیر ہوتی ہے تو امیر مکہ حجاج سے محصول
وصول کرنے کی دہمکی دیتا ہے۔ ہمین جدہ مین اسی وجہ سے توقف کرنا پڑا کہ ا
نے سردارِ جدہ کو حکم بھیجا تھا کہ "حجاج کی باہم ضمانت لیکر مکہ معظمہ روانہ کرین۔ اگر سا
صلاح الدین کا وظیفہ مقررہ آگیا تو خیر ورنہ مین اپنا مال حجاج کے ذمے سمجھونگا" ان
یہ اُسکی زبان کے الفاظ ہین۔ گویا حرم بیت اللہ اُسکو میراث مین ملا ہے اور اُ
کرایہ لینا جائز ہے۔ اس زمانے مین سلطان صلاح الدین شام کی طرف اہل فر
سے جنگ مین مشغول ہے۔ اسلئے وظیفے کے آنے ہین دیر ہوئی اور امیر مکہ کو
حجاج کے ساتھ اس قسم کے سلوک کی دسترس ہوئی۔ ایسی قوم کی کثافت قلبی کو آب
سے دہونا اور اُنکی نجاست جبلی کو سیل خون مین بہانا لازم ہے۔ کیونکہ یہ لوگ
قیود اسلام سے باہر ہو گئے ہین۔ اور حجاج کے خون کو مباح اور اُنکے مال کو
حلال جانتے ہین۔ فقہاے اندلس نے جو اس فریضے کے ساقط ہونے کا
اعتقاد کر لیا ہے اِن وجوہ سے اُنکا عقیدہ بہت صحیح ہی۔ غرضکہ حجاج کے سا
رضاے الٰہی کے خلاف سلوک کیا جاتا ہے۔ اور اس راہ کا چلنے والا ہر وقت
معرض خوف و خطر مین ہے۔ اللہ تعالی نے بغیر ان قباحتون کے اس فرض کے
ادا کرنے کی رخصت عطا فرمائی ہے تو ایسی حالت مین بدرجۂ اولی رخصت ہ
کیونکہ بیت اللہ شریف آجکل ایسی قوم کے قبضے مین ہی جو اُسے معاش کا ذریعہ
جانتی ہے اور اس پردہ مین حجاج کا مال چھیننے۔ اُنسے تاوان لینے۔ اور ذلیل

خوار کرنے کا شیوہ اختیار کیا ہی۔ اللہ تعالی جلد اس بدعت ناقصہ کو موحدین
کی آب تیغ سے پاک و صاف فرمائے۔ کیونکہ یہ موحدین فوج حق۔ دین اسلام
کے حامی۔ محرمات شرعی ہین غیرت مند۔ صاحب صدق و صفا۔ محافظ حرم کلمۃ الحق
کا اعلان اور دعوت اسلام کی تبلیغ کرنے والے ہین۔ سچ تو یہ ہے کہ اس زمانہ
مین سوائے بلاد مغرب کی اور کہین اسلام نہین ہی۔ وہانکے لوگ کہلے راستے پر ہین
اور اسمین کوئی نئی بناوٹ نہین ہی۔ ان ممالک شرقیہ کے باشندون کا مسلک بالکل
خواہشات اور بدعات پر مبنی ہے۔ انکے تمام فرقے گمراہ ہین مگر جسکو خدا بچا
رکھے۔ کیسی صورت سے دینداری۔ عدل اور حق پرستی کے آثار ظاہر نہین ہوتے
یہ باتین موحدین ہین موجود ہین۔ وہ لوگ اس زمانہ کے عادل امام ہین۔ انکے سوا اس
زمانہ کے تمام بادشاہ مسلمان تاجرونسے ناواجب عشر لیتے ہین۔ گویا اپنے خیال
مین انکو ذمی قرار دیا ہے۔ بہر صورت انکا مال چہین لینے کی تدبیرین کرتے ہین اور
ظلم و بیداد کے ایسے طریقے جاری کئے جاتے ہین جو کسی زمانہ مین نہین سنے گئے
مگر سلطان صلاح الدین اس فرقے سے علٰحدہ ہی جسکی ہم پہلے بھی تعریف کر چکے
ہین۔ اگر اسکے اہلکار بھی عدل و انصاف پر مائل ہوتے تو کوئی خرابی باقی نرہتی۔

ان ممالک کے باشندون کے اشارے اور کنایے سے ہمین ایسے
عجیب و غریب حالات منکشف ہوئے جنسے دولت مومنیہ موحدیہ کی ترقی کی بشارت
پائی جاتی ہے۔ یہانکے اکثر باشندے ان ممالک پر اہل مغرب کی استیلا کی منتظر

ہین - بعض پیشین گوئیون کے موافق جو واقعات ہوئے ہین اُنسے اور بھی اس خیال کو تقویت ہو گئی ہے - ابن طولون کی جامع مسجد اور قاہرہ کے درمیان مین نہایت مستحکم دو بُرج برابر برابر بنے ہوئے ہین - دونون پر دو مورتین ہین - ایک بُرج کی مورت کا مُنہ شرق کو اور دوسری کا غرب کو ہے - انکی نسبت یہ مشہور ہے کہ جسوقت انمین سے کوئی مورت گرے گی اُسوقت مورت کے مقابل والے ملک کی قوم ان ممالک پر قابض ہو جائے گی - چنانچہ جسوقت شرقی مورت گری قوم غز نے دولت عبیدیہ کو مغلوب کرکے تمام ممالک پر قبضہ کر لیا - اس اعتبار سے اب لوگ مغربی مورت کے گرنے کے انتظار مین ہین - اور تمام آثار ون مین سے اب یہی امر باقی ہے اسلیے کثیر آدمی بہت صبح سے اُس مورت کو دیکھنے جاتے ہین اور وقت موعود کے منتظر ہین جسکی بابت اُنھین بالکل شبہ نہین ہے - ہمنے خود ان حالات کو مصر اور اسکندریہ مین دیکھا اور اکثر لوگون سے سنا - ان بیانات کے تواتر سے یقین ہوتا ہے کہ شاید خدا کو یہی منظور ہو اور ان لوگون کے خیالات ہی صحیح ہون - ہمین یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض فقہا اور علما نے بادشاہ کے واسطے خطبے بھی تیار کرئے ہین - یہ بادشاہ بھی وقت مقررہ کا منتظر ہے اور انقلابات قدرت کو صبر و تمکین کے ساتھ دیکھ رہا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے اقبال و دولت مین روز افزون ترقی فرمائے -

۱۱ ربیع الآخر (۱۰ اگست) کو منگل کی شام کے وقت جدہ سے روانہ ہوئے حجاج نے باہم ایک دوسرے کی ضمانتین کین اور سردار جدہ علی موفق کے پاس انکی

تام پہنچے گئے - یہ مقامات اُس حکم کے موافق اِلی حمین جو امیر مکہ مکثر بن عیسیٰ نے سردار جدہ کو بھیجا تھا - امیر مکہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے - مگر جسکے نیک اعمال نہیں وہ اولاد میں شمار نہیں ہو سکتا - ہم لوگ رات بھر چلتے رہے صبح کو قرین میں پہنچے - یہ جگہ حجاج کے پڑاؤ کی ہے - یہیں احرام باندھتے ہیں اور دن بھر آرام کرکے عشا کے وقت یہاں سے روانہ ہوکر صبح کو حرم شریف میں پہنچتے ہیں - اسی طرح مکے سے واپسی میں بھی اس جگہ ٹھہر کر جدہ کو جاتے ہیں - یہاں نہایت شیریں پانی کا ایک کنواں ہے اور اسوجہ سے حجاج کو ایک شب کے خرچ سے زیادہ پانی لینا نہیں پڑتا غرضکہ جدہ کے دن سے پہلے قرین میں آرام کیا - رات کو یہاں سے عمرہ کو گئے - تمام رات سواری میں گذری صبح کے وقت حرم محترم کے قریب پہنچے - دن کی روشنی کا تھوڑی دیر انتظار کیا - جب دن نکل آیا پہلی ساعت میں ۱۳ ربیع الآخر (۲۴ اگست) کو باب عمرہ سے مکۂ معظمہ میں داخل ہوئے - شب گذشتہ کا لطف اور غلبۂ شوق کی کیفیت بیان سے باہر ہے - شب کا سہانا وقت - ماہ کامل کی روشنی گویا چادر نور کا شامیانہ تھا یا لیلۃ القدر نے نقاب سے اپنا منہ کھولا تھا - کانوں کو صدائے لبیک کے سرور نے مدہوش کر دیا تھا - اور زبانیں ترانۂ تہلیل سے مست تھیں - رات کیا تھی گویا عہد شبہای جوانی یا حاصل ایام زندگانی تھی -

کعبۂ بیت الحرام کو عروس دلفریب کی طرح پایا جسکے لباس عنبریں نے دل و دماغ کو معطر اور پرتو جمال نے چشم یقین کو منور کر دیا - پہلے داخلی کا طواف کیا - پھر مقام کریم میں

نماز پڑہی۔ اسکے بعد ملتزم کے پاس خانۂ کعبہ کا پردہ پکڑ کر دعا کی۔ یہ مقام حجر اسود
اور باب کعبہ کے درمیان مین ہے اور قبولیت دعا کے واسطے مخصوص ہے۔
قبہ زمزم مین جاکر آب زمزم پیا۔ پھر صفا اور مروہ کے درمیان مین دوڑے۔ اسکے
بعد سر کے بال منڈوائے۔ اور احرام کھولا۔ اللہ کا شکر ہی کہ اُسنے ہمین اس مقام عالی
تک پہنچایا۔ اور دعوت ابراہیمی سننے والون مین داخل فرمایا۔ یہان ہم حرم شریف کے
قریب ایک مکان مین مقیم ہین جو حلال سے منسوب ہی۔ اس مکان کے ایک کمرے مین
ہمارا قیام ہی۔ اور یہ کمرہ حرم اور کعبہ شریف کے سامنے اور باب سدہ سے قریب ہی

حالات ماہ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ

۲۲ اگست کو پیر کی رات چاند دکھائی دیا۔ ایسا مبارک چاند ہمنے تمام عمر نہین دیکھا تھا
اسلئے کہ ہم اٹھارہ روز سے جائے قیام خلیل اللہ علیہ السلام۔ مولد سرور انام صلی اللہ
علیہ وسلم۔ مقام نزول وحی۔ اور مہبط جبرئیل علیہ السلام مین مقیم ہین۔ اللہ تعالیٰ
اس نعمت کا شکر ہمارے دلون مین پیدا کرے اور درجۂ قبولیت عطا فرمائے۔

حالات مسجد الحرام و بیت العتیق

خانۂ کعبہ کے چار زاویے ہین اور قریب قریب مربع شکل ہی۔ خانۂ کعبہ کی خدمت شیبی محمد
بن اسمعیل بن عبدالرحمن سے متعلق ہی اور وہ عثمان بن طلحہ بن شیبہ بن طلحہ بن عبدالدار حجبی
رسول اللہ کی اولاد مین ہین۔ اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ اس مکان مقدس کی ایک سمت
کی بلندی جو باب الصفا کے سامنے حجر اسود سے رکن یمانی تک ہی اُنیس[19] ہاتھ ہے

باقی چھتین اٹھارہ ہاتھ بلند ہین سلیئے کہ اُوپر کا سطح پرنالہ کی طرف ڈھلوان رکھا ہے۔
پہلا وہ کونا ہے جسمین حجر اسود نصب ہے اِسی کونے سے طواف شروع کرتے ہین
حجر اسود کے سامنے سیدھے کھڑے ہوکر تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر طواف کی ابتدا کرتے
ہین تاکہ تمام جسم اسکے مقابل ہوکر گذرے۔ اور خانہ کعبہ طواف کرنے والے کے
بائین طرف رہتا ہے۔ اسکے بعد رُکن عراقی ملتا ہے۔ اُسکا رُخ شمال کو ہے۔ پھر رکن
شامی ہے اُسکا رُخ مغرب کو ہی۔ اور پھر رُکن یمانی ہے اُسکا رُخ جنوب کو ہی۔ ہر پھیرے
مین اسیطرح ملتے ہین۔ اور ہر دور رکن اسود کے پاس آکر ختم ہوتا ہے۔ اس رُکن کا
رُخ مشرق کی طرف ہی۔
بیت اللہ شریف کا دروازہ رکن اسود اور رکن عراقی کے درمیان مین حجر اسود
سے دس بالشت کے فاصلے پر ہے۔ اِسی فاصلے کا نام ملتزم ہے اور یہ جگہ اجابت
دعا کے واسطے مخصوص ہی۔ دروازہ زمین سے گیارہ بالشت اونچا ہی۔ چوکھٹ چاندی
کی ہے اور اُسپر سونا چڑھا ہوا ہے۔ چوکھٹ مین نہایت اعلیٰ درجے کی صناعی کی ہے جسکے
نظارہ سے نگاہ کو سیری نہین ہوتی۔ دروازہ کے اُوپر دو بالشت کی چوڑی سونے
کی تختی نصب ہی۔ دروازہ مین چاندی کے دو کُنڈے ہین اُنمین قفل پڑے رہتے ہین
دروازہ کا رُخ مشرق کو ہے۔ اور اسکا طول تیرہ بالشت اور عرض آٹھ بالشت ہی۔
جس دیوار مین دروازہ لگایا ہے اُسکا آثار پانچ بالشت کا ہی۔ مکان مقدس کے
اندر دورنگے پتھر کا فرش ہی۔ اوپر کی جانب آدھی آدھی دیوارون پر چاندی کا

تہ دیگر موٹا موٹا سونا چڑہایا ہے۔ دیکھنے مین سارا سطح سونے کا معلوم ہوتا ہے۔
چہت ساگ کی لکڑی کے تین ستونون پر قائم ہے۔ اور یہ ستون عمارت کی لمبائی
مین اس طور پر واقع ہوئے ہین کہ درمیانی ستون وسط مین ہی۔ اور ایک ستون ارکان
یمانی اور اسود کی دیوار کے مقابل دیوار سے تین قدم کے فاصلے پر اور دوسرا ستون
ارکان عراقی اور شامی کی دیوار کے مقابل ہے۔ ہر ستون کے درمیان مین چار قدم کا
فاصلہ ہے۔ چہت بالکل رنگین ہی اور ریشمی کپڑے کی چہت گیری لگی ہوئی ہے۔ باہر کا
رخ چارون طرف سے سبز حریر کے پردون سے ڈہکا ہوا ہے۔ پردون کا تانا سوت کا اور بانا
ریشم کا ہے اور اسپر ریشم کے خطوط مین یہ آیت لکھی ہوئی ہے " ان اول بیت
وضع للناس للذی ببکة الخ" اور غلاف کے بانی خلیفہ الناصر لدین اللہ کا نام
بھی بقدر تین ہاتہ کے چوڑی جگہ مین ریشم سے لکہا ہوا ہے۔ اسکے سوا بہت سی نقش ونگار
اور بصرہ کی صنعت کی محرابین جنمین ذکر خدا اور ناصر عباسی کے واسطے دعائین منقوش
ہین پردون مین بنی ہوئی ہین۔ مگر تمام نقوش کا رنگ یکسان ہی۔ کل پردے تعداد
مین چونتیس (۳۴) ہین۔ دو بڑے ضلعون کے اٹھارہ اور دو چہوٹے ضلعون کے سولہ پردے
ہین مکان مقدس مین پانچ روشندان ہین اور اُنپر منقش عراقی شیشے لگے ہوے
ہین۔ چار چارون کونون پر ہین اور ایک وسط سقف مین ہی۔ مگر ایک کونے کا روشندان
جو زینے (قبو) کے اندر ہے نظر نہین آتا۔ ستونون کے درمیان مین تیرہ ہانڈیان
(اکواس) آویزان ہین۔ ایک تو سونے کی ہے اور باقی چاندی کی ہین۔ کعبہ کی داخلی کے

وقت پچھلے بائین جانب رکن اسود مین دو صندوق ملتے ہین جنمین کلام اللہ شریف
ہین - یہ صندوق رکن اسود مین فرش سے قد آدم بلندی پر چاندی کی دو چھوٹی چھوٹی
کھڑکیون مین رکھے ہین - رکن یمانی مین بھی اسی قسم کی کھڑکیان ہین - لیکن ان دونون
کے چاندی کے کواڑ اُکھڑ گئے ہین فقط چوکھٹ باقی رہے ہے - ارکان شامی اور عراقی
مین بھی ایسی ہی کھڑکیان نصب ہین اور وہ ہنوز باقی ہین - رکن عراقی مین ایک دروازہ
ہے اسکو باب الرحمۃ کہتے ہین - اِسی دروازے سے چھت پر جانے کا رستہ ہے
یہ زینہ (قبہ) چارون طرف سے بند تہ خانے کی شکل پر ہے اور اُسکے اندر سیڑھیان
ہین - زینے کی بلندی چھت کے قریب تک ہے - زینے کی وجہ سے رکن عراقی کی
دونون دیوارین آدھی آدھی ڈھک گئی ہین اور اسی سبب سے مکان مقدس کے
پانچ رکن نظر آتے ہین - دو ثلث کے قریب یہ زینہ ریشمی پوشش سے ڈھکا ہوا ہے
اُسکے اندر گھستے ہی ایک چھوٹا سا گھر مقام کریم کے رکھنے کا بنا ہوا ہے -
مقام کریم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی چیز ہے - یہ تین بالشت
کا بلند اور دو بالشت کا چوڑا پتھر چاندی سے منڈھا ہوا ہے - بلا تشبیہ کمہار کی بھٹی
کی سی شکل ہے درمیان مین نیچے کے حصے سے بھی تنگ ہے ہمنے اُس سے مس کیا
چوما - اور آب زمزم اُسپر ڈال کر پیا - حضرت خلیل علیہ السلام کے دونون قدم اور
انگلیون کے اُسپر نشان ہین - قادر بیچون کی کیا شان ہے کہ سنگ خارا کو اُنکے قدم
سے نرم کر دیا اور نرم ریت مین کوئی اثر نہ ہونے دیا - یہ صرف عبرت کے واسطے ایک

نشانی ہے۔ مقام کریم اور مکان مقدس کو دیکھنے سے ایک ایسی ہیبت طاری
ہوتی ہے جس سے عقل کو حیرت اور طبیعت کو توحش ہوتا ہے آنکھوں سے آنسو
جاری ہوجاتے ہین۔ زبانین الحاح وزاری مین مصروف ہوجاتی ہین۔ گوشۂ چشم سے
زیادہ دیکھنے کی جرأت نہین ہوتی۔ دروازۂ مقدس کے بازو سے رکن عراق کی
طرف کو بارہ بالشت کالمبا ساڑھے پانچ بالشت کا چوڑا۔ اور بالشت بھر کا اونچا ایک
حوض بنا ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے مین اسی جگہ مقام کریم رکھا
جاتا تھا۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام کریم کو خانۂ اقدس کے باہر
مصلے کے قریب رکھوا دیا تھا۔ حوض مین خانۂ کعبہ کے غسل کا پانی جمع ہوتا ہے اسی جگہ
کو روضۂ فردوس کا ایک حصہ سمجھتے ہین اور اُسمین نمازین پڑھتے ہین۔ تہ مین سفید
ریت بچھا ہوا ہے۔ اب مقام کریم کی جگہ کعبہ شریف کی باہر دروازے اور رکن عراقی
کی دیوار کے سامنے مصلے کے پاس ہے۔ مقام کریم پر لکڑی کا منقش قبہ قد آدم بلند
لگا دیا ہی۔ اور اُسکے اندر مقام کریم رکھا ہی۔ قبہ کے چارون ضلع برابر ہین اور ہر ایک
ضلع چار بالشت کا ہی۔ اُسکے گرد آڑے پتھرون کا کٹہرا بالشت بھر اونچا۔ پانچ قدم
لمبا اور تین قدم چوڑا حوض کی طرح بنا دیا ہے۔ اس قبہ اور خانۂ کعبہ کے درمیان مین
ستّرہ قدم کا فاصلہ ہے اور ہر قدم تین بالشت کا ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ مقام کریم کا
ایک قبہ لوہے کا بھی قبۂ زمزم کے پاس رکھا ہوا ہے۔ ایام حج مین آدمیون کی
کثرت کے سبب سے لکڑی کا قبہ علیحدہ کرلیتے ہین اور لوہے کا رکھ دیا جاتا ہے۔

رکن اسود سے رکن عراقی تک چون۵۴ بالشت کا فاصلہ ہے۔ حجر اسود زمین سے چھہ بالشت
بلند لگا ہوا ہے۔ دراز قد آدمی باسانی اُس تک پہنچ جاتا ہے اور پستہ قد اُچک کر
بوسہ دیتا ہے۔ رکن عراقی سے رکن شامی تک اڑتالیس بالشت کا فاصلہ ہے
مگر اس سمت کا یہ فاصلہ داخل حجر ہے۔ بیرون حجر کا فاصلہ چالیس۴۰ قدم یا ایک سو اٹھیس
بالشت ہے۔ طواف بیرون حجر کرتے ہین۔ رکن شامی سے رکن یمانی کا فاصلہ رکن اسود
اور رکن عراقی کے برابر اور رکن یمانی سے رکن اسود کا فاصلہ رکن عراقی اور رکن شامی
داخل حجر کی برابر تصور کرنا چاہیے۔ طواف کی زمین پر پتھر کی بڑی بڑی چٹانون کا فرش ہے
پتھر سیاہ۔ سفید اور بہورے رنگ کے ہین۔ طواف کے فرش کی زمین بیت اللہ شریف
کی دیوار سے نو قدم تک چوڑی ہے۔ مگر مقام کریم کی جانب نو قدم سے چوڑائی بڑہا کر اُسکو
بھی شامل کر لیا ہے۔ باقی حرم شریف کی کل صحن اور سب دالانوںمین سفید ریت بچھا ہوا ہے
عورتین فرش سنگین کے باہر طواف کرتی ہین۔ رکن عراقی اور حجر کے درمیان مین
حجر کے اندر داخل ہونے کا راستہ چار قدم یا چھہ ہاتہ چوڑا ہے۔ اتنی جگہ مین دیوار اسود سطے
نہین بنائی کہ اہل قریش نے اس مقام کو کعبہ شریف مین داخل نہین کیا۔ روایات
صحیحہ مین بھی اس مقام کا چھہ ہاتہ فاصلہ لکھا ہے۔ رکن شامی کی طرف بھی اتنا ہی چوڑا
راستہ ہے۔ میزاب کے نیچے کی دیوار سے حجر کی سامنے والی دیوار کا فاصلہ بخط مستقیم
چالیس۴۰ بالشت کا ہے۔ اور اُسکی چوڑائی مدخل سے مدخل تک یعنی رکن عراقی سے
رکن شامی تک سولہ قدم ہے۔

حجر کی دیوار کے دور مین بڑی صنعت سے مینا کار پتھر لگائے ہین اور انمین محرابین
اور زرد پٹیان چارخانے کی قطع کی بنائی ہین۔ آفتاب کی شعاع سے اُنمین ایسی چمک پیدا
ہوتی ہے کہ نظر کو خیرہ کرتی ہے۔ یہ دیوار ساڑھے پانچ بالشت بلند۔ اور ساڑھے
چار بالشت چوڑی ہے۔ اور اُسکی شکل دو ثلث دائرے کے طور پر واقع ہوی ہے
اندر کا فرش بھی مینا کار پتھرونسے بنایا ہے۔ گول گول پتھر بعض ہتیلی کی برابر اور بعض دینار
کی برابر اور کچھ اس سے بھی چھوٹے تراش کر اس خوبی سے جوڑے ہین کہ مینے کا
کام معلوم ہوتا ہے۔ اُن پتھرون مین شطرنجی۔ اور انگشتری وغیرہ کے نقشے کچھ اس نادر
صنعت سے بنائے ہین کہ دیکھنے سے طرح طرح کے پھولون کا فرش معلوم ہوتا ہے
محرابین بالکل کمان کی طرح خمیدہ بنا کر اُنمین یہ نقش و نگار بھرے ہین۔ میزاب کے مقابل
کی دیوار کے قریب دو پتھرون مین درخت۔ شاخین اور پتے اس خوبی سے بنائے ہین
کہ کاغذ کے ترشے ہوے بھی ایسے نازک نہین ہو سکتے۔ وسط حجر مین میزاب کو سامنے
ایک پتھر عجیب و غریب نقوش کا دیوار مین نصب ہی اور اُسکی پیشانی پر نہایت عمدہ
جلا کر کے یہ عبارت لکھی ہے۔ امر بعمله عبد الله وخليفه ابو العباس
احمد الناصر لدين الله امير المؤمنين فی سنه ۵۷۶ھ (اسکی تعمیر کی بابت
بندۂ خدا خلیفہ ابو العباس احمد الناصر لدین اللہ امیر المومنین نے ۵۷۶ھ مین حکم دیا)
میزاب یا پرنالہ حجر کی جانب کی دیوار پر نصب ہی۔ دیوار سے چار ہاتھ حجر کی طرف باہر نکلا
ہوا ہے اور ایک بالشت چوڑا ہے۔ اُسپر زرد رنگ کا روغن ہے۔ میزاب کے نیچے

کی جگہ قبولیت دعا کے واسطے مشہور ہے۔ یہی خصوصیت رکن یمانی کو بھی ہے اسلئے
کہ وہ رکن شامی کی طرف سے میزاب کی متصل ہے اور اسی وجہ سے اُسے مستجار
کہتے ہین۔ حجر کے صحن مین میزاب کے نیچے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی قبر ہے
قبر کے نشان کے واسطے ایک سبز رنگ کا لمبا محرابدار پتھر لگا ہوا ہے۔ اور اُسکے قریب
ایک گول پتھر ہے۔ دونون پتھر فرش مین ہموار لگے ہین اور اُنپر زردی مائل نقطے اسطرح
کے ہین جیسے سونے کی معدن کے پتھرین سے سونا نکال لینے کے بعد کچھ سنہری دہبے
رہجاتے ہین۔ اس قبر شریف کی برابر رکن عراقی کی جانب اُنکی والدہ حضرت ہاجرہ کا مزار
ہے۔ اُسکے نشان کے واسطے بھی سبز رنگ کا ڈیڑہ بالشت چوڑا پتھر لگا ہوا ہے۔
دونون قبرون کے درمیان مین سات بالشت کا فاصلہ ہی۔ ان دونون مقامون پر لوگ
نماز پڑہتے ہین اسلئے کہ یہ تحقیق ہو چکا ہے کہ مقام حجر احاطہ بیت اللہ شریف مین
سے ہے۔ دوسرے اِن اجساد مقدسہ کا مدفن ہے۔ وہان جو کوئی نماز پڑہتا ہی
اُسکو نفع پہنچتا ہے۔
چاہ زمزم کا قبہ رکن اسود کے سامنے چوبیس [۲۴] قدم کے فاصلے پر ہے۔ اس قبہ کے
دہنی طرف دس قدم کے فاصلے پر مصلے کی جگہ ہے۔ قبہ کے اندر بالکل سفید پتھر کا
فرش ہے۔ اور رکن اسود کے مقابل کی دیوار کے قریب یہ کنوان ہی۔ کنوین کی گہرائی
گیارہ قامت اور پانی کا عمق سات قامت ہی۔ قبہ کا دروازہ شرق کی طرف ہی۔ اور
کنوین کا من سنگ رخام کا اس استحکام کے ساتہ بنایا ہے کہ مدتون تک نقصان کا

اندیشہ نہین ہے۔ ہر پتھر کے جوڑ مین سیسا پگھلا کر ڈالا ہے۔ گولے کے اندر بھی سیسہ سے جوڑ ملائے ہین سیسے کی تیئیس ۲۳ سلاخین گولے سے ملا کر پانی کے اندر تک لگائی ہین۔ اور من کے اوپر اُنکے پھرے خوب اچھی طرح جما دیئے ہین۔ من کا محیط چالیس بالشت اور بلندی ساڑھے چار بالشت اور چوڑائی ڈیڑھ بالشت ہی۔ قبہ کے اندر بالشت بھر چوڑا دو بالشت گہرا زمین سے پانچ بالشت اونچا سقایہ بنا ہوا ہے۔ اُسمین وضو کے واسطے پانی بھرا رہتا ہی۔ سقایہ کے چارون طرف چبوترہ ہے اُسپر بیٹھکر وضو کرتے ہین

اس قبہ کے پیچھے قبۃ الشراب حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے پہلے اس مکان مین حجاج کو پانی پلایا جاتا تھا۔ اب بھی اُس مین دنکو زمزم کا پانی سرد کر کے شام کو حجاج کے پلانے کے واسطے باہر نکالتے ہین۔ آبِ زمزم دستے دار گھڑون مین ہوتا ہے اُنکو یہان دورق کہتے ہین۔

قبۂ عباسیہ کے عقب مین کسیقدر آڑا قبہ یہودیہ ہے۔ ان دونون قبّون مین حرم شریف کی روشنی وغیرہ کا سامان۔ وقف شدہ کلام اللہ اور کتابین رہتی ہین۔ دونون کے دروازے شمال کی جانب ہین۔ قبۂ یہودیہ کی کعبہ رخ دیوار کا کونا قبۂ عباسیہ کی مشرقی دیوار کے بائین کونے سے ملا ہوا ہے۔

حجر اسود سمت شرقی کے کونے پر نصب ہی۔ کہتے ہین دو ہاتھ کے قریب دیوار مین دبا ہوا ہے۔ دو ثلث بالشت کی قدر چوڑا اور ایک بالشت اور ایک بند انگشت کی برابر لمبا ہی چارون ٹکڑے جنکو قرمطی نے توڑا تھا چاندی کے پتّرون سے باہم جڑے ہوئے ہین

چاندی کی سفیدی سیاہی کی چمک مین ایسی بھلی معلوم ہوتی ہے کہ نگاہ کو نظارہ سے
سیری نہین ہوتی۔ بوسہ دیتے وقت کچھ اس لطف کی ملائمت اور رطوبت لبون کو
محسوس ہوتی ہے کہ اُس سے منہ علٰحدہ کرنے کو جی نہین چاہتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی
عنایتون کی خصوصیات سے ایک خاصیت ہی۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
صحیح فرمایا ہے۔ " انہ یمین اللہ فی ارضہ یصافح بھا عبادہ کما یصافح احدکم
اخاہ " (بیشک اللہ کا داہنا ہاتہ زمین پر ہے۔ اُس سے وہ اپنے بندو نسے اسطرح
مصافحہ کرتا ہے جیسے تم مین سے کوئی شخص اپنے بھائی سے کرتا ہی۔) اللہ تعالیٰ
ہمین بھی اس سعادت سے مشرف فرمائے۔ حجر اسود کے سالم ٹکڑے مین جو مقابل
کھڑے ہونیوالے کے دہنی طرف ہوتا ہی ایک سفید چمکتا ہوا نقطہ ہی۔ گویا وہ اس صفحہ کا
خال ہے۔ اس نقطہ کو نظارے سے نگاہ روشن ہوتی ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ
اُس نقطے کے چومنے کی کوشش کرے۔

مسجد الحرام کی چار سمتون مین تیہرا دالان ایک دوسرے سے اسطرح ملا ہوا ہے گویا
ایک ہی دالان ہے۔ درمیان مین بہت بڑا صحن چار سو ہاتہ طویل اور تین سو ہاتہ عریض
ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یہ صحن کم تھا اور چاہ زمزم اُس سے
باہر تھا۔ رکن شامی کے سامنے اُس زمانے کے ایک ستون کی بنیاد باقی ہے اور وہ
رکن شامی سے بائیس قدم کے فاصلے پر ہے۔ پہلے کعبہ شریف کی چارون طرف اسقدر
وسعت تھی۔ دالانون کے ستون ہمنے خود شمار کئے۔ پتھر کے ستونون کی تعداد چار سو اکہتر ہے

دار الندوہ کے چونے کے ستون اس شمار سے علیحدہ ہین- دار الندوہ حرم شریف مین
بڑھا لیا ہے- مغرب کی طرف سے شمال کو جو سلسلہ عمارت کا آتا ہی- اُسمین یہ داخل ہے
دالان مین ہو کر اُسکے اندر جاتے ہین- دالان کی دیوارین سراسر محرابین بنی ہوئی ہین
اور اُنکے نیچے چبوترے ہین- اِن چبوترون پر بیٹھکر کچھ لوگ لکھتے پڑھتے ہین اور کچھ
کپڑے سیتے ہین- تمام حرم مقدس مین جابجا اہل علم اور اصحاب درس کے حلقے
ہوتے ہین- اِسیطرح اُسکے سامنے کے دالان کی دیوارین جو جنوب سے مشرق کو
آتی ہے محرابین اور چبوترے ہین- باقی دالانون کی دیوارونکے نیچے بغیر محرابون کے
صرف چبوترے ہین اور یہ عمارت مکمل ہو چکی ہے- باب ابراہیم کی طرف مغرب سے
جنوب کو آنے والی لائن مین بھی دالان ہے- ابی جعفر بن علی الفنکی القرطبی نے اپنی کتاب
مین چارسو اسّی ستون لکھے ہین- لیکن ہمنے ابھی باب الصفا کے باہر کی ستون
شمار نہین کئے ہین-

مغرب سے شمال کو جو لائن آئی ہے اُسکی دیوار پر یہ عبارت تحریر ہے-

"امر عبد الله محمد المهدی امیر المؤمنین اصلحه الله بتوسیعه
المسجد الحرام لحاج وعمارة فی سنة ۱۶۷ھ" (حجاج بیت اللہ کے واسطے توسیع
مسجد الحرام کا بندۂ خدا محمد المہدی امیر المومنین نے ۱۶۷ھ مین حکم دیا) حرم شریف کے
سات منارہ ہین- چار چارون کونون پر- ایک دار الندوہ مین- ایک باب ابراہیم پر
اور ایک باب الصفا پر- یہ آخری منار اسی دروازہ کے نام سے مشہور ہے اور سب سے

چھوٹا ہے تنگی کی وجہ سے اسپر چڑھنا دشوار ہے - باب الصفا جنوب سے مشرق کو جانے
والی سلسلۂ عمارت مین رکن اسود کے مقابل ہے - اس دروازے کے سامنے کے
دالان مین جو رکن اسود کے محاذات مین ہے دو ستون ہین اور انپر یہ عبارت لکھی ہوی ہے۔
"امر عبد الله محمد المهدی امیر المومنین اصلحه الله باقامه هاتین
الاسطوانتین علما لطریق رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم الی الصفا
لیتأسی به حاج بیت الحرام و عمارة علی یدی یقطین بن موسی وابراهیم
بن صالح فی سنه ۱۶۷ه" (سنہ ۱۶۷ھ مین معرفت یقطین بن موسیٰ و ابراہیم بن صالح
امیر المومنین محمد المہدی نے حجاج کی آگاہی اور پیروی کے واسطے اِس راہ مین جس سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا کو تشریف لیجاتے تھے یہ دو ستون بنوائے) کعبہ شریف
کے دروازے پر سونے کے پانی سے جلی حرفون مین نہایت خوشخط یہ عبارت لکھی ہے
امر بعمله عبد الله وخلیفه الامام ابو عبد الله محمد المقتضی لامر الله
امیر المومنین صلی الله علیه و علی الائمة ابائه الطاهرین وخلد
میراث النبوة لدیه وجعلها کلمته باقیه فی عقبه الی یوم الدین
فی سنه ۵۵۰ه" (بموجب حکم امیر المومنین ابو عبد اللہ محمد المقتضی لامر اللہ کے
سنہ ۵۵۰ھ مین تعمیر ہوا - اللہ تعالیٰ میراث نبوت کو اُسکے قبضے مین اور اس کا رخیر کو
قیامت تک برقرار رکھے) دروازے کی چوکھٹ پر موٹے موٹے چاندی کے پتّر
جڑے ہوے ہین - بائین جانب کے کواڑ مین چاندی کی منقش بنی لگی ہوی ہے

اور اُسپر سونا چڑھا دیا ہے۔

کعبہ شریف کے غلاف کے چونتیس ۳۴ ٹکڑے ہین مگر انکو آپس مین اسطرح ملا دیا ہو کہ ایک
پردا معلوم ہوتا ہے۔ دیوار کے زیرین حصّے مین ایک بالشت اونچا اور دو بالشت
چوڑا چونے کا گولہ بناکر اُسکے اندر لکڑی کا چوکھٹا جما دیا ہے۔ چوکھٹے مین لوہے کی کھیلیں
ہین اور کیلون کے سرونپر لوہے کے کُنڈے ہین۔ اِن کنڈون مین چارون طرف
موٹی ڈوری پڑی ہوی ہے۔ پردے کے دامن ڈوری کے نیچے سے نکالکر نیفے
کی طرح مضبوط ڈورے سے سی دیے ہین۔ کعبہ شریف کے چارون کونونپر قد آدم تک
پردے باہم سِلے ہوے ہین۔ اور قد آدم سے اُوپر ہکون سے جوڑ دیے ہین۔
خانہ کعبہ کی اُوپر کی جانب دیوار مین بھی چارونطرف نیچے کی طرح گولہ بناکر اُسمین لکڑی کا
چوکھٹا اور کُنڈے لگائے ہین۔ اور اُسیطرح پردے کے دامن ڈوری مین سی دیے
ہین۔ غرضکہ یہ پردے نہایت مضبوط سِلے ہوے ہین اور سال مین ایکبار
بدلے جاتے ہین۔

کعبہ شریف کا دروازہ ہفتہ مین دو بار دوشنبہ اور جمعہ کو طلوع آفتاب کے وقت
کھلتا ہی۔ لیکن رجب کے مہینے مین روزمرہ کھولا جاتا ہے۔ داخلی کے وقت سب سے
آگے خدام ہوتے ہین۔ پہلے ایک شخص ایک بڑی سی کرسی لیجاکر در مقدس پر رکھتا ہی
اس کرسی کی قطع منبر کی سی ہے۔ اُسمین لمبی لمبی نو سیڑھیان ہین اور لکڑی کے پائے ہین
پایون مین چار پہیّے لگے ہین اور اُنپر لوہا چڑھا ہوا ہے۔ پہیّون کے ذریعہ سے یہ

کرسی زمین پر باَسانی چل سکتی ہے - جب یہ کرسی در مقدس پر لگائی جاتی ہے تو اُسکی اُوپر کی سیڑہی دہلیز کے قریب ہو جاتی ہے - اول بڑے شیبی صاحب اُوپر چڑہتے ہین یہ صاحب خوشرو - وجیہہ اور اوسط عمر کے آدمی ہین - اُنکے ہاتہ مین قفل کی کنجی ہوتی ہے ایک خادم ہمراہ ہوتا ہے - جب تک شیبی صاحب قفل کہولنے مین مصروف رہتے ہین وہ خادم دروازۂ اقدس کے سامنے سیاہ پردے سے آڑ کئے کھڑا رہتا ہے - قفل کہولنے کے بعد صرف بڑے شیبی صاحب دہلیز مبارک کو بوسہ دیکر اندر داخل ہوتے ہین اور دروازہ بند کر لیتے ہین - دو رکعت نماز کے وقفے کے بعد دروازہ کھلتا ہے اور پھر سب خدمتی شیبی خانۂ کعبہ مین داخل ہو کر دروازہ بند کر لیتے ہین - دوگانۂ نماز سے فارغ ہو کر دروازہ کھولتے ہین اور سب مخلوق کو داخلی کی اجازت ملتی ہے - اجازت سے پہلے سب حاضرین دست بستہ در اقدس کے سامنے سر جہکائے کھڑے رہتے ہین - جسوقت دروازہ کھلتا ہے سب لوگ باَواز بلند تکبیر کہتے ہین اور چلّا چلّا کر یہ دعا پڑہتے ہین - "اللهم افتح لنا ابواب رحمتك ومغفرتك يا ارحم الراحمين" (اے ارحم الراحمین اپنی رحمت اور مغفرت کے دروازے ہم پر کھول) اسکے بعد خانہ کعبہ مین داخل ہوتے ہین - داخل ہونے والے کے مقابل یعنی رکن یمانی اور رکن شامی کی دیوار مین پانچ پتہر کی چٹانین قد آدم بلند اور پانچ پانچ بالشت چوڑی کواڑون کی طرح نصب ہین - اُنمین سے تین سُرخ اور دو سبز ہین اور ہر ایک پر سفید مینا کیا ہوا ہے - اول سُرخ رنگ کا پتہر رکن یمانی سے ملا ہوا ہے اُس سے آگے پانچ بالشت کی فاصلے پر سبز ہے - اِسی چٹان کے مقابل تین ہاتہ دریے حضرت

سرورِ انام صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا مقام ہے۔ یہان نماز پڑھنے کیلئے
بہت ہجوم ہوتا ہے۔ اس چٹان سے آگے اسی ترتیب سے ایک سُرخ اور ایک سبز
چٹان پانچ پانچ بالشت کے فاصلے پر نصب ہی۔ دونون چٹانون کے درمیان مین ایک
ایک نہایت سفید پتھر لگا ہوا ہی۔ اُسپر قدرتی نیلگون نقش و نگار اور درخت وغیرہ بہت
خوشنما ہین۔ اس سفید پتھر کے دونون بازوؤن پر ایک اور مختلف نقش و نگار کا پتھر ہی
اِن پتھرون سے سُرخ اور سبز چٹانون کے کنارے دو دو اُنگل اونچے ہین۔ اِسی صورت
سے اِس دیوار مین سفید پتھرون کی چھہ محرابین ہین۔ بائین طرف کی دیوار مین یعنی رکن اسود
اور رکن یمانی کے مابین سفید پتھر کی پانچ محرابین اور دو سُرخ اور دو سبز چٹانین ہین۔
رکن یمانی اور رکن شامی کی طرح یہ چٹانین بھی دو دو اُنگل اُبھری ہوی ہین دہنی طرف
یعنی رکن اسود اور رکن عراقی کے درمیان سنگ سفید کی چھہ محرابین اور ایک سبز اور
دو سُرخ چٹانین ہین۔ یہ وہ دیوار ہے جسمین باب الرحمۃ ہے۔ دروازہ تین بالشت
چوڑا اور سات بالشت بلند ہی۔ اِس دروازے مین داخل ہونے والے کے دہنی طرف
کو بازو سے دو ثلث بالشت کے فاصلے پر سبز چٹان نصب ہی۔ رکن عراقی اور رکن شامی
کی دیوار مین بھی سنگ سفید کی تین محرابین اور ایک سبز اور دو سُرخ چٹانین ہین
انھین سے ہر پتھر کے اوپر سونے کے دوہرے دوہرے حاشئے ہین اور اُنپر اُبھری
بیل بوٹے بنائے ہین۔ ہر حاشیہ کی بیل دو بالشت چوڑی ہے۔ اور نصف
دیوار تک جہانسے سونے کا ملمع شروع ہوا ہے۔ یہ حاشئے منتہی ہوے ہین۔ مگر دونو

جانب کی دیوار کے پتھرون پر اکہرا ہی حاشیہ ہے - کہین کہین سے حاشیہ
اُکھڑ بھی گیا ہے - ہر کونے کے پائین مین دو چھوٹے چھوٹے سبز پتھر کونون کے
حاشئے کے طور پر لگے ہوئے ہین - اسیطرح ہر کونے کے اوپر چاندی کی کھڑکیون
کے گرد سبز پتھر کا حاشیہ ہے - گویا کھڑکیون کے بازو سنگ سبز کے بنائے ہین
ہر دیوار کے دونون کونون پر اول سُرخ چٹانین ہین اور درمیان مین ترتیب وار
ایک سبز اور ایک سُرخ ہے - مگر بائین جانب کی دیوار مین رکن اسود کے قریب
پہلے سبز چٹان ہے اور پھر حسب ترتیب بالا چٹانین لگی ہوئی ہین -
بیرون کعبہ مقام کریم کے سامنے خطیب کے لئیے ایک منبر رکھا ہوا ہے -
اور اُسمین چار پہئیے ہین - جمعہ کے روز اس منبر کو رکن عراقی اور رکن اسود کی درمیان
کی دیوار سے ملا کر رکھتے ہین - خطیب باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
حرم شریف مین آتا ہے - یہ دروازہ شرقی و شمالی طرف کے دالان مین مقام کریم
کے سامنے ہے - خطیب سیاہ زرین کپڑے پہنے تھا - سر پر زر نگار سیاہ عمامہ
اور اوپر ہلکے رنگ کی سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھا - خطیب نہایت تمکین
اور وقار سے دو سیاہ نشانون کے درمیان مین آہستہ قدمی سے چلتا تھا
نشان دو موذنون کے ہاتھ مین تھے - ایک شخص آگے ہاتھ مین ایک سُرخ لکڑی
لئیے ہوئے چلتا تھا - لکڑی مین ایک تسمہ بندھا ہوا تھا اور تسمے کے کنارون کی
چھوٹی چھوٹی طرّیان تھین - وہ شخص تسمے کو ہلاتا تھا اور طرّیون کی آواز حرم شریف

ـسے اندر اور باہر سب لوگ سنتے تھے۔ گویا یہ آواز خطیب کے داخلے کی اطلاع ہے۔ اس آلے کا نام **فرقعہ** ہے۔ خطیب نے منبر کے قریب جا کر پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا اور دعا مانگی۔ پھر منبر کی طرف بڑھا۔ **موذن الزمزی** حرم کے تمام موذنوں کا سردار ہے وہ بھی سیاہ لباس میں کندھے پر تلوار رکھے ہوئے خطیب کے آگے آگے تھا۔ جب خطیب نے منبر کے پہلے زینے پر قدم رکھا موذن الزمزی نے خطیب کے گلے میں تلوار ڈالدی۔ ہر زینے پر قدم رکھنے سے تلوار کی کوٹھی منبر پر لگتی تھی اور آواز پیدا ہوتی تھی یہاں تک کہ چوتھے زینے تک چار آوازیں ہوئیں۔ منبر کے اُوپر جا کر خطیب نے کعبہ شریف کی جانب منہ کر کے آہستہ آہستہ دعا مانگی۔ پھر دہنے اور بائیں مڑ مڑ کر سلام علیک کی۔ حاضرین سلام کا جواب دیکر خاموش ہو گئے۔ اور موذن خطیب کے سامنے کھڑے ہو کر ایک آواز میں اذان کہنے لگے۔ اذان کے بعد خطیب نے خطبہ شروع کیا۔ اول خطبے میں ذکر خدا اور پند و نصائح کے بعد بیٹھ گیا۔ اسکے بعد پھر تلوار کی کوٹھی سے منبر پر آواز ہوئی اور خطیب نے کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ شروع کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر درود کے بعد صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین۔ ازواج مطہرات۔ عمین مکرمین حسنین شریفین۔ فاطمۃ الزہرا۔ اور خدیجۃ الکبریٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر کیا۔ اور پھر خلیفہ ابو العباس احمد الناصر اور اسکے بعد امیر مکہ مکثر بن عیسیٰ بن فلیتہ بن قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی ہاشم الحسنی کے واسطے دعا کی۔ اور آخر میں صلاح الدین

ابی المظفر یوسف ابن ایوب اور اُسکے بھائی ابی بکر بن ایوب کے لیئے دعا کی۔
صلاح الدین کی دعا کے وقت تمام حاضرین کی زبانونسے آمین نکلی۔

بندۂ خود را چو خالق برگزید　　مہر شش اندر جان عالم آفرید

درحقیقت ایسے بادشاہ کے لیئے دعا کرنا گویا اُسکا حق ادا کرنا ہے۔ اسلیئے کہ اُسنے
ان لوگون کی کفالت مہمات مین بہت کوشش کی ہے۔ اور محصول کے ناجائز بار گران
سے حجاج کو سبکدوش کیا ہے۔ چنانچہ آج ہی ہمین معلوم ہوا کہ سلطان صلاح الدین
نے حجاج کی خدمت۔ درستی سامان۔ اور سپاہیون کے جبر وظلم سے حفاظت
کی بابت امیر مکہ کو ایک تحریر مین سخت تاکید لکھی ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس
مقصد شریف کی کوشش اور انتظام مین ہم تم دونون اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے
اُمیدوار ہین۔ غرضکہ جب تک خطبہ پڑھا گیا دونون مؤذن منبر کے پچھلے زینے
کے دونون طرف سیاہ نشان لیئے ہوئے کھڑے رہے۔ خطبہ کے بعد منبر کے
دروازے کے دونون طرف دو حلقے تھے اُنمین نشان لگا دیئے۔ نماز سے
فارغ ہوکر پھر دونون نشان مؤذن سیدھے بائین لیئے ہوئے چلنے لگے۔ اور
فرقعہ کی آواز بھی اُسیطرح ہونے لگی۔ گویا اب نماز سے فارغ ہوکر واپسی کی اطلاع تھی
اور منبر کو اُسی جگہ مقام کریم کے سامنے رکھدیا۔

جس روز جمادی الاولیٰ کا چاند دکھائی دیا اُسکی صبح کو امیر مکہ حرم شریف مین آیا۔
جب وہ مقام کریم کے پاس پہنچا کتان کا پاانداز بچھایا گیا اور اُسپر اُسنے دو رکعت

نماز ادا کی۔ پھر حجر اسود کو بوسہ دیکر طواف شروع کیا۔ اسوقت ایک گیارہ برس کا لڑکا موذن الزمزمی کا بھائی زمزم کے قبہ پر چڑھ گیا۔ موذن مزمزمی سب موذنونکا پیشوا ہے اور تمام موذن اذان مین اُسی کا اقتدا کرتے ہین۔ وہ لڑکا سر پر عمامہ باندہے اور مکلف لباس پہنے تھا۔ امیر نے جب طواف کا ایک دور ختم کیا اُس لڑکے نے بلند آوازسے کہا "صبح اللہ مولانا الامیر بسعادة دائمة ونعمة شاملة" اس دعا کے ساتھ جمادی الاول کی تہنیت کہی اور تین چار مدحیہ اشعار امیر مکہ اور اُنکے آبا و اجداد کی تعریف کے پڑہے۔ جسوقت امیر طواف کے دوسرے دور مین رکن یمانی سے گذر کر رکن اسود کی طرف بڑہا اُس لڑکے نے اُسی طرح سے پھر دعا دی اور اشعار سابق کے خلاف اور چند مدحیہ شعرون پر دعا کو ختم کیا۔ طواف کے ساتون دور مین اُس لڑکے نے اسیطرح امیر مکہ کی دعا اور ثنا ادا کی۔ اثنائے طواف مین امیر کے آگے آگے قاری پڑہتے جاتے تھے۔ یہ حسن انتظام۔ لڑکے کی خوش آوازی اور حسن کلام۔ اور قاریون کا کلام الٰہی کو باآواز بلند پڑہنا دل پر اثر کرتا تھا۔ اور آنکھونسے آنسو ٹپکتا تھا۔ طواف سے فارغ ہوکر اُسنے ملتزم کے پاس دوگانہ ادا کیا۔ پھر مقام کریم کے پاس دو رکعتیں پڑھکر اپنے خیل و حشم کے ساتھ واپس چلا گیا۔ اب یہ امیر اگلے چاند تک حرم شریف مین نظر نہ آئیگا۔

خانۂ کعبہ کی بنا مین بھورے رنگ کے بڑے بڑے سخت پتھر لگائے ہین اور

انھین اسقدر مستحکم کیا ہے کہ گردش زمانہ کا تصرف بھی دشوار ہے - رکن یمانی کا
پتھر کا ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا تھا مگر اُسمین چاندی کی کیلین لگاکر پھر اصلی حالت پر درست
کرلیا ہے صرف کیلین نظر آتی ہین - وسط حرم مین خانۂ کعبہ بلاتشبیہ ایک بلند
کی طرح ہے - حرم شریف مین کبوترون کی بہت کثرت ہی اس لئے کہ یہان قسم
کی ایذا سے اُنھین امن ہے - مگر بیت اللہ شریف کی چھت پر کوئی کبوتر نہین بیٹھتا
کبوترون کی ٹکڑی کعبۂ شریف کی چھت کے مقابل آکر دہنے بائین پھٹ جاتی ہی
یہی حال اور پرندون کا ہے ہمنے مکّہ کے حالات مین پڑھا ہے کہ کعبۂ شریف
کی چھت پر وہ پرند اُترتا ہے جسکو کوئی مرض ہوتا ہے - اگر قضا ہی آئی ہے تو مر جاتا
ورنہ اُسیوقت اچھا ہوکر اُڑجاتا ہے - اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی کہ اُسنے اپنی مخلوق کو
یہ بزرگیان عطا فرمائی ہین -

خانۂ مقدس کی دوسری بزرگی یہ ہے کہ داخلی کے وقت سب آدمی اُس مین
داخل ہوتے ہین مگر مکان مین تنگی نہین ہوتی - زمین کے قطعہ قطعہ پر ہرشخص دوگانہ
ادا کرتا ہے - جس شخص سے دریافت کرو وہ یہی کہتا ہے کہ مین بھی آج داخل ہوا تھا
اور فلان فلان مقام پر نماز پڑہی تھی - اسکے علاوہ آٹھ پہر مین کوئی گھڑی ایسی نہین گذرتی
کہ خانۂ کعبہ طواف کرنیوالون سے خالی ہو - کوئی شخص تنہا طواف کرنا نہین بیان کرتا
یہ قدرت الٰہی ہے کہ اُسنے اپنے مکان کو تاقیامت بزرگی عطا فرمائی ہی -

حرم شریف کے چارون طرف دالانون کی چھتون پر چوگوشے کنگورے ہین -

ہر کنگورے کے ہر ضلع مین تین تین کونے ہین - گویا ہر ضلع بجاے خود ایک کنگورہ ہے - ہر کنگورے کی کرسی کا گوشہ دوسرے کنگورے کی کرسی سے ملا ہوا ہے اور ہر ایک کنگورے کے نیچے ایک ایک بالشت گول روزن ہے - اور وہ روزن ہوا کا منفذ ہے - اُسپر جب آفتاب یا ماہتاب کی شعاع پڑتی ہے تو مثل چاند کے نظر آتا ہے - کنگورے ایسے خوشنما بنے ہوے ہین - گویا ایک سطح پہ تراش کر بناے ہین - ہر طرف کی چھت پر کنگورونکے درمیان مین تخمیناً تین بالشت چونے کا سطح سادہ چھوڑ دیا ہے - اور یہ ہر ایک سادہ سطح خانۂ کعبہ کے ہر ایک ضلع کے مقابل ہے - مینار بھی عجیب صنعت سے بناے ہین - نیچے آدھے آدھے مینار مربع ہین اور اُنپر منقش پتھر لگاے ہین - اور اُوپر کا نصف حصّہ عمود کے طور پر اینٹونسے بنایا ہے اور نہایت عمدہ خاتم بندی کی ہے - عمود کے اوپر ایک گنبدی اور اُسکے چارون طرف لکڑی کی خوبصورت جالیان لگی ہین - ہر جالی کی علیحدہ قطع ہے - ایک کو دوسری سے مشابہت نہین ہے - قبۂ زمزم - قبۂ عباسیہ اور قبۂ یہودیہ کے نصف اعلی سطح پر لکڑی کے خوشنما بیل بوٹے بناے ہین چھت پر چارون طرف لکڑی کا کٹہرا ہے اور اُسمین نہایت نفیس جالی تراشی ہے اس کٹہرے کے اندر ایک ہموار سطح ہے اور اُسمین مینار کے طور پر گنبد ہے یہان مؤذن زمزمی اذان کہتا ہے - گنبد کی چوٹی پر ایک لوہے کا ظرف ہے - رمضان شریف مین روشنی کے واسطے اُسمین مشعل لگائی جاتی ہے - اس قبۂ

کی جو دیوار خانۂ کعبہ کی جانب ہے اُس مین لوہے کے کُنڈے لگے ہوئے ہین۔ اُن
شب کو لالٹینین روشن ہوتی ہین۔ قُبّہ کی ہر دیوار مین تین تین محرابین گچ کے چھوٹے
چھوٹے ستونون پر قائم ہین۔ بعض ستون بلدار ہین اور نہایت نادر صناعی کی ہے
خصوصًا حجر اسود کی طرف کے ستون بہت ہی خوبصورت ہین۔ ہر ستون کی چوٹی
پر تین تین چار چار محرابون کے کنارے آکر ملے ہین۔ اِن کنارونکے بیچ مین
عجیب و غریب نقش و نگار بنائے ہین۔ محرابون کے اوپر لوہے کی سلاخین لگی
ہوئی ہین۔ حجر اسود کی جانب کی دیوار کے نیچے پتھر کا ایک چبوترہ ہے وہان لوگ
بیٹھکر خانۂ کعبہ کی زیارت کرتے ہین۔ اور اہل نظر اس مقام کی شرافت سے مراتب
درجات آخرت کا اندازہ لگاتے ہین۔ اسلیئے کہ اس مقام کر سامنے حجر اسود دہنی طرف
مقام کریم۔ بائین جانب باب الصفا اور عقب مین چاہ زمزم ہے۔ یہ جگہ انسان کے
اعزاز و شرف کے واسطے کافی ہے۔ قُبّۂ عباسیہ کی جالی کا کونا قبہ یہودیہ کی
جالی کے کونے سے اسطرح ملا ہوا ہے کہ ایک چھت پر سے دوسری چھت پر
جا سکتے ہین۔ قبون کے اندر چونے کی استرکاری پر خوبصورت بیل بوٹی بنائی ہین۔

حرم شریف مین اہل سنت کے چار امام اور فرقۂ زیدیہ کا ایک امام ہے
یہ آخری فرقہ تبرائی رفاض کا ہے۔ اس شہر کے اکثر شرفا کا یہی مذہب ہے۔ اور
یہ لوگ اذان مین حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل اور اضافہ کرتے ہین
نماز جماعت کے ساتھ نہین پڑھتے۔ ظہر اور عصر ملاکر پڑھتے ہین۔ اور مغرب کی

نماز اہل سنت کے اماموں کے بعد ادا کرتے ہین۔

اہل سنت کے ائمہ مین سب سے پہلے امام شافعی کے مصلّے پر نماز ہوتی ہے یہ عباسی اماموںکے پیشوا ہین۔ اُنکا مصلّے مقام کریم کے عقب مین ہے۔ اُنکے بعد مالکی نماز پڑہتے ہین۔ مگر مغرب کی نماز وقت کی تنگی کی وجہ سے سب امام ایک ساتہ ہی ادا کرتے ہین۔ اسوقت کی نماز مین تمام مقتدی اپنے اپنے مؤذن اور اماموں کی آوازون پر بغور متوجہ رہتے ہین اسلئے کہ چارون طرف سے کان مین تکبیرون کی آواز آتی ہے اور نمازیون کو دہوکا ہوتا ہے۔ کبہی مالکی۔ شافعی اور حنبلی مؤذنوں کی تکبیر پر رکوع وسجود کرتے ہین اور کبہی اپنے امام کے خلاف دوسرے امام کے ساتہ سلام پہیر دیتے ہین۔

مالکی کا مصلّی رکن یمانی کے مقابل ہے اور اُسمین اس قطع کی پتہر کی محرابین ہین جیسی کہ آمدورفت کی راہون پر بنائی جاتی ہین۔ مالکی کے بعد حنفیون کے مصلّے پر نماز ہوتی ہے۔ یہ مصلّی میزاب کی طرف حطیم کے نیچے ہے۔ اس مصلّے مین شمع وغیرہ کا سامان بکثرت ہے۔ کیونکہ عجمی حکومتین سب اسی مذہب پر ہین۔ انکی نماز سب سے آخر مین ہوتی ہے۔ حنبلیون کا مصلی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ہے انکی نماز کا وقت مالکیون کے وقت کے ساتہ ہوجاتا ہے۔ ظہر اور عصر کی نماز حنفیون کے متصل مغربی اور شمالی دالان مین پڑہتے ہین۔ حنفی ان دونون وقتونکی نمازین مغربی اور جنوبی دالان مین حنبلیون کی محراب کے سامنے پڑہتے ہین اسر

محراب پر حطیم نہین ہے - شافعیہ کا حطیم مقام کریم کے عقب مین اس قطع کا ہے کہ چھوٹے چھوٹے پیل پایون پر لکڑیان نصب ہین اور اُنہین ہاتہ ہاتہ بھر کے ڈنڈے سیڑہی کی طرح پڑے ہوئے ہین - اسیطرح اُسکے مقابل مین بھی دو لکڑیان ہین - ان لکڑیون کے اوپر ایک لکڑی کیلونسے جڑی ہوی ہے اور اُسمین آہنی ہک لالٹینون کے واسطے لگے ہوے ہین - اوپر کی لکڑی کے ادہر اُدہر محراب دار جالی ہے حنفیہ کے حطیم مین محراب بھی بنی ہوی ہے - حنفیون کے قریب حنبلیون کا ایک مصلّی بیکار پڑا ہے اور رامشت نامی ایک عجمی دولتمند کے نام سے منسوب ہی - اس عجمی کے بہت سے آثار خیر حرم شریف مین ہین - اسی طرح ایک مصلّی حجر کے سامنے بیکار پڑا ہوا ہے اور کسی مجہول الحال مقدم نامی وزیر سے منسوب ہی - یہ تمام مقامات خانۂ کعبہ کے گرد مین ہین - انسے تھوڑے فاصلے پر لکڑی کے ستون نصب ہین - اور اُنپر لوہے کے ظروف مین مشعلین روشن کی جاتی ہین جنسے تمام حرم شریف منور ہو جاتا ہے - اامون کے سامنے شمعین روشن ہوتی ہین مالکیونکے مصلّے مین آرائش اسوجہ سے کم ہے کہ اس مذہب کے لوگ اِن ممالک مین بہت تھوڑے ہین - تمام مخلوق شافعی مذہب کی مقلّد ہے - یہان کے بڑے بڑے علما اور فقیہ بھی اسی مذہب کے پیرو ہین - البتہ اسکندریہ کے باشندے اکثر امام مالک کے مقلد ہین - مالکی مذہب کے علما مین ابن عوف بہت بڑے فقیہ ہین -

قبّہ زمزم کی چھت پر جو زینہ ہے مؤذن زمزمی ہر روز بعد نماز مغرب اُسپر چڑھ کر آواز

بلند امام عباسی احمد الناصر لدین اللہ۔ امیر مکثر۔ اور سلطان صلاح الدین کے واسطے
دعا کرتا ہے۔ صلاح الدین کے نام پر ختم دعا کے وقت تمام طواف کرنے والے
صدق دل اور خالص نیت سے آمین کہتے ہین۔ اُنکے آمین اس خضوع اور خشوع سے
ہوتی ہے کہ قلبوں پر اثر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کی تعریف بانو
اور محبت دلون مین پیدا کر دی ہے۔ سلطان کی دعا کے بعد اُسکے امرای صلح
عمال مین۔ حجّاج اور مسافرون کے واسطے دعا کیجاتی ہے۔

قبۂ عباسیہ کے تہ خانے مین ایک بڑے صندوق کے اندر خلفاے اربعہ مین
کسی صاحب کے ہاتھ کا قرآن شریف لکھا ہوا رکھا ہی اور اُسپر زید بن ثابت کے
ہاتھ کا سنہ تحریر ہی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اٹھارہ برس
بعد لکھا ہے۔ اُسکے بہت سے ورق جاتے رہے ہین۔ کلام اللہ لمبے چوڑے
ورقعون پر لکھا ہوا ہے اور لکڑی کی دفتیون مین مجلد ہے اور اُسپر برنجی قبضے لگے
ہوے ہین۔ ہمنے اس کلام مقدس کی زیارت کی۔ بوسہ دیا۔ اور اُسکے نقوش کو
کو تبرکاً چھوا۔ قبہ کے متولی کی زبانی معلوم ہوا کہ اہل مکّہ پر جب قحط وغیرہ کی کوئی
آفت آتی ہے تو خانہ کعبہ کا دروازہ کھولکر اس کلام اللہ اور مقام کریم کو دہلیز پر رکھکر
تمام حاضرین سر برہنہ کھڑے ہو کر ان تبرکات کے وسیلے سے دعا مانگتے ہین
اُس جگہ سے ہٹنے بھی نہین پاتے کہ اللہ تعالیٰ مشکل آسان کر دیتا ہی۔

حرم شریف کے سامنے دار زبیدہ۔ دار قاضی۔ اور دار عجلہ وغیرہ کی طرح بہت سے

مکان ہین اُنکے دروازون ہی سے حرم شریف کی راہ ہے - یہ جوار کریم رہنے کو اعلیٰ
خوب ہی - اسکے سوا چار و نظرف حرم شریف کے بہت سے مکانات ہین - ان
مکانون کے جھروکے اور چھتین حرم شریف سے ملی ہوئی ہین اور اُنپر سے حرم
شریف کی چھت پر آنے کو راہین ہین - اِن مکانون مین لوگ رہتے - چھتو نپر پانی
سرد کرتے ہین - رات دن بیت اللہ شریف کے نظارے سے بہرہ اندوز ہین اور
دائمی عبادت میسر ہے - اللہ تعالیٰ یہ ہمسائگی اُنھین مبارک کرے - ہمنے زاہد ابی
جعفر الفنکی القرطبی کی تحریر مین دیکھا ہے کہ حرم شریف کا عرض و طول ہماری تحریر کے
مطابق ہے - جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مقدس تین سو ہاتہ لمبی
اور دو سو ہاتہ چوڑی ہے اور اسکا کل مربع رقبہ چوبیس مربع مغربی ہوا - اور ہر مربع
پچیس سو ہاتہ مربع کا ہوتا ہے - اور اُسمین تین سو ستون اور تین منارہ ہین - مسجد
بیت المقدس جو اہل اسلام کے زمانہ مین درست ہوئی ہے اسکو سات سو اسّی
ہاتہ لمبا اور چار سو پچاس ہاتہ چوڑا لکھا ہے اور کل رقبہ ایک سو ۴۵ پینتالیس مربع مربع
ہوا - چار سو چودہ ستون اور پچاس دروازے ہین - پانسو قندیلین روشن ہوتی ہین

حرم شریف کے دروازے

حرم شریف کے ۱۹ اُنیس دروازے ہین - اور ہر دروازے مین متعدد مخرج ہین -
باب الصفا کے پانچ مخرج ہین اور اُسکا قدیمی نام بنی مخزوم ہے - **باب الخلقیین**
مین دو مخرج ہین یہ جدید دروازہ ہے اور اُسے جیاد الاصغر بھی کہتے ہین **باب العباس**

اور باب علی کے تین مخرج ہین۔ باب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو مخرج
ہین باب بنی شیبہ کے تین مخرج ہین۔ یہ دروازہ بنی عبد الشمس کا ہے
خلفاے عباسیہ اسی دروازے سے داخل ہوتے ہین۔اس دروازے کے سامنے
ایک چھوٹا سا دروازہ ہے اور دو مخرج ہین مگر اُسکا کوئی نام نہین ہے
باب دار الندوہ کے تین مخرج ہین۔ دو دار الندوہ سے ملے ہوے ہین۔
اور تیسرا دار الندوہ کے مغربی گوشے مین ہے۔اس تنہا مخرج کی وجہ سے حرم شریف
کے بیس دروازے شمار کئے جاتے ہین باب صغیر ایک کھڑکی کے طور پر ہے
اُسکا کوئی خاص نام نہین ہے۔چونکہ رباط صوفیہ مین جانے کی راہ اسی دروازے
سے ہے اسلئے اُسکو باب الرباط کہتے ہین۔اور باب بنی شیبہ کے سامنے ہے
باب صغیر دار عجلہ کے واسطے نیا بنایا گیا ہے۔باب سدّہ۔باب ابراہیم۔
اور باب عمرہ کا ایک ایک مخرج ہے۔باب حَزْوَرَہْ نام کے دو دروازے
ہین اور اُنکے دو مخرج ہین باب جیاد الاکبر کے نام سے دو دروازے ہین اور
اُنکے دو دو مخرج ہین۔ایک دروازہ دقاقین سے منسوب ہے اُسکے دو مخرج
ہین لیکن ہمنے بڑی کوشش سے تحقیق کی تو ثابت ہوا یہ دروازہ بھی جیاد سے متعلق ہے
گویا چار دروازے جیاد یہ ہین باب ابراہیم اُس بڑے وسیع گوشہ مین ہے جسمین
فقیہ مالکی مکناسی کا مکان ہے۔اُس مکان مین ایک کھڑکی ہے اور اُس مین حرم شریف
کی کتب موقوفہ متعلق مذہب مالکی کا مخزن ہے۔ یہ گوشہ مغربی اور جنوبی دالان کے

قریب دالان کی حد سے خارج ہے۔ باب ابراہیم کے سامنے داخل ہونے والے
کے دہنی طرف ایک مینار ہے۔ اسکی قطع اور میناروں سے جدا ہے۔ مینار کے
سطح پر لمبے لمبے شگاف محرابوں کی طرح چونے سے بنا کر اُنکے گرد بہت نادر
بیلین بنائی ہین۔ باب ابراہیم پر اسقدر بلند قُبّہ ہے کہ اُسکی اونچائی مینار تک ہے
قبہ کے اندر چونے کے بہت خوبصورت نقش ونگار ہین۔ قبہ کے باہر بھی چھوٹے
چھوٹے گولے کئی دائرون مین بنائے ہین اور وہ مثل گول پایون کے نظر
آتے ہین۔ مینار کے زینہ کا ستون بیل پایون پر بنایا ہے۔ بیل پایون کے
درمیان مین خالی جگہ ہے۔ باب الصفا سب دروازون سے بڑا ہے۔ اُسی دروازے
صفا مروہ کو جاتے ہین۔ کیونکہ مستحب یہ ہی کہ عمرہ سے آکر باب بنی شیبہ سے
حرم مین داخل ہون اور باب الصفا کی راہ سے اُن ستونون پر ہوکر جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے رستے کے نشان ہین صفا مروہ کو جائین رکن یمانی سے ان ستونون
تک چہالیس قدم اور ستونون سے باب الصفا تک تیس قدم۔ اور باب الصفا سے
مقام صفا تک چہتر قدم کا فاصلہ ہے۔ صفا کی چودہ سیڑہیان ہین اوپر کی سیڑہی چبوترے
کی طرح بہت چوڑی ہے۔ اور اُسپر اونچی تین محرابین ہین۔ یہ جگہ سترہ قدم چوڑی ہے
اور اُسکے اطراف مین لوگون کے مکانات ہین۔ صفا سے مروہ کو جاتے ہوے
پچھلے دہنی طرف ایک میل (ستون) ملتا ہے یہ ستون اُوپر سے سبز رنگا ہوا ہے
اور حرم شریف کے رکن شرقی والے مینار کے کونے کے پاس پانی کی راہ کو گذ

پر نصب ہے۔ اسکے آگے دو سبز میل (ستون) ہین۔ ایک باب علی کے سامنے
بائین طرف کو حرم شریف کی دیوار پر اور دوسرا اسی دروازے کے مقابل امیر
کے برابر والے مکان پر ہے۔ ان دونون میلون پر ایک ایک لوح لگی ہوئی ہے
اور انمین یہ عبارت تحریر ہے۔ ان الصفا والمروة من شعائر الله ا
امر بعمارة هذا الميل عبد الله وخليفه ابو محمد المستضى بامر الله
المومنين اعز الله نصره فى كتشده" اس ستون کی تعمیر کے واسطے
مین امیر المومنین خلیفہ ابو محمد المستضی بامر اللہ نے حکم دیا) مقام صفا سے اول میل تک
ترانوے قدم کا فاصلہ ہے۔ اور وہان سے دونون میلون تک پچہتر قدم کا بعد
اول میل سے اُن دونون میلون تک کے فاصلے کو آمد ورفت مین دوڑ کر طے
کرتے ہین اور اُن دونون میلون سے مروہ تک تین سو پچیس قدم کا فاصلہ ہے
اس حساب سے صفا مروہ کے درمیان کا فاصلہ چار سو ترانوے قدم کا ہے
پانچ سیڑھیان ہین اور انکی چوڑائی صفا کی طرح ستر قدم ہے اور سیڑھیون کے اوپر
بڑی محراب ہے۔ صفا اور مروہ کے درمیان کی زمین بارش کے پانی کی مدد کی جگہ
سے فے الحال یہان میوہ اور کہانے وغیرہ کا بہت خوبصورت بازار ہے صفا
دوڑنے والون کو انبوہ کی وجہ سے بڑی دقت ہوتی ہے۔ اس شہر مین بجز
اور عطارونکے بازار کے ایسا بارونق کوئی بازار نہین ہے۔ عطار اور بزاز د
بازار بھی باب بنی شیبہ کے متصل ہے اور اسی بازار سے ملا ہوا ہے۔

جبل ابی قبیس حرم شریف سے ملا ہوا ہے اور شرق کی جانب حجر اسود کے سامنے ہے۔ اس پہاڑ پر ایک رباط اور مسجد ہے۔ مسجد کے پاس ایک قطعہ ہی وہان سے تمام شہر کی عمارت کی خوبی۔ حرم شریف کی وسعت اور اُسکے درمیان مین خانہ کعبہ کا حسن وجمال بخوبی نظر آتا ہے۔ مینے اخبار مکہ مین ابی الولید ازرقی کی تصنیف مین دیکھا ہے کہ اللہ تعالی نے تمام دنیا کے پہاڑون سے پہلے اِسی پہاڑ کو پیدا کیا طوفان نوح کے وقت حجر اسود اسی پہاڑ مین امانت رکھا گیا تھا اسلئے اہل قریش نے اُسکا نام امین رکھا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حجر اسود یہانسے صحیح وسالم ملا تھا اسی پہاڑ مین حضرت آدم علیہ السلام کا مزار ہے مکہ معظمہ کے گرد مین جو دو پہاڑ ہین وہ اخشبان کہلاتے ہین اُن مین سے ابو قبیس بھی ایک اخشب ہی اور دوسرا اخشب مغرب کی جانب قعیقعان کے قریب ہی۔ ہم جبل ابو قبیس پر چڑھے ہے اور مسجد مبارک مین نماز پڑہی۔ یہان وہ بھی جگہ ہے جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شق القمر کے معجزے کا اظہار فرمایا تھا۔ اس پہاڑ پر پختہ عمارتون کے نشان باقی ہین یہ عمارت عیسی امیر مکہ کی جاے پناہ تھی۔ عراق کے امیر حاج نے امیر مکہ کی مخالفت کی وجہ سے اُس عمارت کو منہدم کردیا۔

باب الصفا کے باہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ کے ستونون کے مقابل جو داخل حرم ہین ایک ستون پر یہ عبارت ہی۔ امر عبداللہ محمد المہدی امیر المؤمنین اصلحہ اللہ تعالی بتوسعۃ المسجد الحرام مما یلی باب الصفا لتکون الکعبہ

فی وسط المسجد فی سنہ ۱۶۷ھ" (سنہ ۱۶۷ھ مین امیر المومنین محمد المہدی نے صفا کی طرف
وسعت حرم کا حکم دیا تاکہ کعبہ وسط مسجد مین آجائے) اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے
کہ پہلے خانہ کعبہ وسط حرم شریف مین تھا بلکہ کسیقدر باب الصفا کی جانب مائل تھا۔ اور
اب بالکل وسط مین ہے۔ اس بنا پر ہمنے کعبہ شریف کے چارون طرف پیمایش کی
اور عبارت مذکورہ بالا کی تصدیق ہوی۔ اُس تحریر کے نیچے ستون کے بائین مین یہ دوسری
عبارت لکھی ہوی ہے۔ "امر عبد اللہ محمد المہدی امیر المومنین اصلحہ اللہ
بتوسیع الباب الاوسط الذی بین هاتین الاسطوانتین وهو طریق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الصفا" (امیر المومنین محمد المہدی نے
اُن دو ستونون کے درمیان کے دروازے کی وسعت کا حکم دیا جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے صفا کو جانے کی راہ پر واقع ہین) اور اس ستون کے برابر کے ستون پر
یہ عبارت ہے۔ "امر عبد اللہ محمد المہدی امیر المومنین اصلحہ اللہ
بصرف الوادی الی مجراہ علی عهد ابیہ ابراهیم صلعم وتوسعتہ
وبالرحاب التی حول المسجد الحرام لحاج بیت اللہ وعمارتہ"
اس عبارت کے نیچے بھی وہی عبارت مرقوم ہے جو ستون اول کے بائین مین توسیع
دروازے کے متعلق ہے۔ یہان وادی سے وہ وادی مراد ہے جو حضرت ابراہیم
علیہ السلام سے منسوب ہے۔ اللہ تعالی نے کلام پاک مین اس وادی کا تذکرہ ابراہیم علیہ السلام
کے قول سے یون فرمایا ہے۔ "ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی

ذی زرع (اے ہمارے پروردگار مینے تیرے معزز گھر مین کعبہ کے پاس اُس بیابان

کہ مین جہان کھیتی نہین اپنی کچھ اولاد لاکر بسائی ہے۔ سورۂ ابراہیم آیت ۳۷) اس

وادی کے پانی کا مرور باب الصفا تھا۔ بارش کے وقت حرم شریف کے چارون

طرف پانی بہتا تھا اور حرم مین بھی آجاتا تھا خلیفہ مہدی نے آبادی کی بلندی کی

طرف ایک بند باندھا جسکو راس الردم کہتے ہین۔ مگر جب بارش زیادہ ہوتی ہے

پانی اس بند سے بھی گذر کر اپنے قدیمی مرور مین آجاتا ہے اور باب ابراہیم کے

سامنے مقام مسفلہ مین ہوکر شہر کے اندر ہوتا ہوا باہر نکل جاتا ہی۔

اخبار و آثار مکہ معظمہ

شہر کی آبادی دو پہاڑون کے درمیان مین ہے۔ اس وادیِ مقدس کا بہت بڑا

قطعہ ہی یہان اس کثرت سے آدمی جمع ہوتے ہین کہ اُنکا شمار سوائے خدا کے کسیکو

نہین معلوم ہے۔ شہر کے تین دروازے ہین۔ پہلا دروازہ باب المعلی جو ہین ہے

اس دروازے سے جبانۃ المبارک کو جاتے ہین۔ اسکے بائین طرف کی پہاڑ پر

نہایت دشوار گذار راہ (عقبہ) ہے اور وہان برج کے طور پر ایک نشان بنا ہوا ہے

وہان سے عمرہ کو جاتے ہین۔ اس رستے کا نام کدار ہے۔ اس مقام کو حسان اپنے

ایک شعر مین لکھتا ہے۔ "تثیر النقع موعدھا کداء" (غبار اٹھتا ہی اور وعدہ

گاہ کدار ہے) فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"ادخلوا من حیث قال حسان" (اُس سمت سے داخل ہو جسکو حسان نے

بیان کیا ہے) اس حکم کے موافق سب اسی عقبہ سے داخل ہوے - اس جگہ کا نام

حجون ہے اسکی بابت حارث بن مضاض الجرہمی کہتا ہے -

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا انیس ولم یسمر بمکۃ سامر

بلی نحن کنا اھلھا - فابادنا صروف اللیالی والجدود العاثر

(گویا حجون اور صفا کے درمیان مین کوئی انیس اور قصہ گو نہ تھا - نہین ہمتو اسکے باشندے تھے - گردش زمانہ اور بدقسمتی نے ہمین تباہ کردیا) جبانہ مین بہت سے صحابہ کرام

تابعین - اولیا - اور صالحین کے مزارات ہین - مزار کہنہ اور بے مرمت ہوگئے ہین

باشندون کو اہل مزار کے نام بھی یاد نہین رہے - اسی جگہ وہ مقام ہے جہان حجاج

بن یوسف نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نعش کو لٹکایا تھا - اب تو صرف

ایک نشان باقی ہے پہلے اُسپر بڑی عمارت تھی - اہل طائف نے اُسے منہدم

کردیا اسلیئے کہ عمارت کو دیکھکر لوگ حجاج پر لعنت کرتے تھے اور حجاج اہل طائف سے تھا

جبانہ سے ورے داہنی طرف دو پہاڑون کے درمیان مین وہ مسجد ہے جسمین جنون نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف بیعت حاصل کیا تھا - اِسی دروازے سے

عراق - طائف - اور عرفات شریف کو جانے کی راہ ہے - اور یہ دروازہ گوشہ شرق

وشمال مین کسیقدر شرق کو بچا ہوا ہے -

دوسرا دروازہ باب المسفل جنوب کی طرف ہی - اس دروازے سے یمن کو جاتے ہین -

خالد بن الولید رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن اسی دروازے سے داخل ہوئے تھے -

تیسرا دروازہ **باب الزہرا** غرب کی جانب ہی۔ اس دروازے سے مدینہ منورہ جدہ
اور شام کو جانے کی راہ ہے۔ اور اسی دروازے سے تنعیم کو جاتے ہین۔
عمرہ کو جانیوالے تنعیم مین احرام باندہتے ہین اسلئے اُسے باب عمرہ بھی کہتے ہین
تنعیم شہر سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ اور راہ نہایت کشادہ اور عمدہ ہے
راہ مین شیرین پانی کے کنوین ہین اُنکو شبیکہ کہتے ہین۔ شہر سے نکلتے ہی ایک میل کے
فاصلے پر مسجد ہے مسجد کے سامنے چبوترہ کی قطع کا ایک پتھر راہ مین ملتا ہے۔ اس
پتھر کے اوپر دوسرا پتھر بطور تکیہ کے لگا ہوا ہی اُسمین پُرانے اور خراب شدہ کچہ نقوش
ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ سے واپسی مین اس پتھر پر استراحت کرواسطے
بیٹھتے تھے۔ لوگ اس پتھر کو بوسہ دیتے ہین۔ مُنہ رگڑتے ہین۔ اور تکیہ لگاتے ہین
تاکہ تمام جسم اُس سے مس ہو جائے۔ یہانسے ایک پرتاب تیر کے فاصلے پر بائین
طرف راستے کے کنارے دو قبرین ہین۔ اُنپر پتھرونکے بڑے بڑے ڈھیر لگے ہین
یہ دونون قبرین ابولہب اور اُسکی بی بی کی ہین۔ زمانۂ قدیم سے اب تک لوگ ان قبرونکو
سنگسار کرتے ہین اسلئے اُنپر پہاڑون کی طرح پتھرونکے انبار لگ گئے ہین۔ یہانسے
ایک میل کے فاصلے پر ایک اور بارونق مقام ہے۔ رستے کے دونون جانب
مکانات اور باغ ہین۔ یہ عمارتین ایک شخص کی ملک مین ہین عمرہ کو جانے والونکے
واسطے وضو کے ظروف رکھے ہوئے ہین اور سقاوے بنا دیے ہین۔ راستے کے
دونون طرف لمبے لمبے سایہ دار چبوترون پر لوٹے چُنے ہوئے ہین اور پانی سے بھرے

ہوئی ناندین رکھی ہین۔ ناندون کی قطع دہو بیونکے کپڑے دہونے کے برتنون کیسی ہے۔ یہان میٹھے پانی کا ایک کنوان بھی ہے اسکے پانی سے یہ ظروف بھرے جاتے ہین۔ غرضکہ عمرہ والونکو اس جگہ طہارت۔ وضو اور پانی پینے کی بڑی آسایش ہے اور صاحب مکان کو بیحد اجر و ثواب ملتا ہی۔ یہان رستے کے دونون طرف چار پہاڑ ہین۔ دو اسطرف اور دو اُسطرف پہاڑون پر پتھر کے میل بنے ہوے ہین۔ کہتے ہین یہ وہ متبرک پہاڑ ہین جنپر ابراہیم علیہ السلام نے پرند کے ٹکڑے کر کے پھینکے تھے اور پھر وہ پرند حکم آلہی سے اڑکر اُنکے پاس آگیا۔ اسکی خبر کلام اسد مین بھی ہے۔ ان پہاڑون کے گرد اور پہاڑ ہین۔ اُنکی نسبت بیان کرتے ہین کہ حضرت خلیل اسد نے پرند کے سات ٹکڑے کر کے ان سات پہاڑون پر پھینکے تھے۔ اس مقام سے گذر کر وہ میدان ملتا ہی جہان آنحضرت صلی اسد علیہ و آلہ وسلم مکہ مین داخل ہونے کے وقت مقیم ہوے تھے اور ابن عمر رضی اسد عنہ نے غسل کیا تھا اور پھر مکہ مین داخل ہوے تھے اس میدان کے اطراف کے کنوون کو شبیکہ کہتے ہین۔ یہان ایک مسجد حضرت خلیل اسد کے نام سے منسوب ہی۔ اس راہ کے برکات مقدسہ خوض اور غور کے قابل ہین۔ اس میدان کے آگے ایک تنگ جگہ سے گذر کر چند میل ملتے ہین۔ ان میلونسے مکہ شریف تک کی کل جگہ داخل حرمت ہی اور میلونکے باہر داخل حلت ہی۔ یہ میل برجون کی طرح کچھ بڑے اور کچھ چھوٹے ہین اور ایک دوسرے کے مقابل قریب قریب واقع ہین رستے کے دہنے بائین وہ پہاڑ ہین جو بنے پہاڑ کے اوپر سے نیچے تک اور پھر وہانسے

بائین سمت کی پہاڑ کی چوٹی تک برابر برابر میل سے بنے ہوے ہین۔ اور یہی جگہ عمرہ والون کے احرام باندہنے کی ہے۔ پھر کہ یہان کئی مسجدین ہین اُنہین نماز پڑہکر احرام باندہتے ہین۔ اِن نشانون یا میلون سے دو پرتاب تیر کے فاصلے پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مسجد ہے اس مسجد مین مالکی مذہب کے لوگ نماز پڑہکر احرام باندہتے ہین اُسکے سامنے ایک مسجد حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔

باب بنی شیبہ کی دہلیز پر بڑے بڑے لمبے پتھر رکھے ہیں یہ پتھر گویا دروازے کا چبوترہ ہین۔ بعض لوگ کہتے ہین یہ پتھر اہل قریش کے بُت ہین ایام جاہلیت مین اُنکی پرستش کرتے تھے۔ اِن مین سب سے بڑا بُت ہبل ہے۔ وہ سب کے بیچ مین اوندہا پڑا ہوا ہے اور آدمیونکے قدمو نسے پامال اور اُنکی جوتیو نسے ذلیل و خوار ہوتا ہے مگر اس بلاکو اپنے سر سے نہین ٹال سکتا۔ معبودیت اور یکتائی اللہ تعالی کی ذات کے واسطے زیبا ہے لیکن اس دہلیز کی نسبت یہ روایت غلط ہی اسلئے کہ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن بتون کے توڑنے اور جلانے کا حکم دیا تھا۔ غالبا دہلیز کے بڑے بڑے پتھر دیکھکر اُنکو بتو نسے مشابہ پایا اور اسطور پر مشہور کردیا۔

مکہ معظمہ کے شرق مین تین میل کے فاصلے پر جبل حرا ہے۔ یہ پہاڑ نہایت بلند اور فضا سے ملا ہوا ہے۔ اُسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر چڑہے ہین اور مشغول عبادت مین مشغول رہے ہین۔ قرآن شریف کی پہلی آیت اِسی پہاڑ پر نازل ہوئی تھی ایک مرتبہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پہاڑ پر تشریف لے گئے پہاڑ لرزنے

لگا آپنے ارشاد فرمایا۔ "اسکن حراء فما علیك الا نبی وصدیق وشہیدٗ (ٹھہر اے حرا، تجھپر سواے نبی۔ صدیق اور شہید کے اور کوئی نہین ہے) اُسوقت حضرت کے ہمراہ صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ بعض رواےتون مین آیا ہے کہ آنحضرت نے صدیق وشہیدان فرمایا ہے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہمرکاب تھے۔ یہ پہاڑ مغرب سے شمال کی طرف چلا گیا ہی اُسکے شمالی حصے کے پرے جبانہ ہی۔ مکہ کے چارون طرف پہاڑ محیط ہین چار دیواری کی کوئی ضرورت نہین ہی۔ پہلے اُن تینون دروازونکے قریب قریب کچھ چار دیواری تھی مگر اب منہدم ہوگئی ہے صرف نشان باقی ہین۔ اور دروازے ہنوز قائم ہین۔

حالات بعض زیارات مکہ معظمہ

اس آبادی کی اس سے زیادہ اور کیا شرافت ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالی نے اُسکو اپنے مقدس مکان کے لئے مختص کیا۔ مقام دعوت ابراہیم علیہ السلام قرار دیا۔ اور جاے حرمت وامن مقرر فرمایا۔ سب سے اعلی یہ بزرگی ہے کہ ولادت گاہ حضرت سرور انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام نزول وحی۔ اور مورد جبریل علیہ السلام ہے اسکے سوا جمہور انبیا علیہم السلام کا امن۔ گروہ صحابہ کرام۔ اہل قریش۔ اور مہاجرین کا مسکن ہی یہان مقامات متبرکہ اور زیارات بکثرت ہین۔ جن مقامونکی ہمنے زیارت کی ہے صرف انکا حال بیان کیا جاتا ہی۔

قبہ وحی۔ یہ عمارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کی بنی ہوی ہے اور حضرت

خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے مکان مقدس مین واقع ہے۔ اس مکان مین ایک اور
چھوٹا سا قبہ ہے۔ اُس جگہ حضرت سیدۃ النسآ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور اُنکے دونون
صاحبزادے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوے تھے۔ یہ عمارتین نہایت
نفیس ہین اور ہمیشہ بند رہتی ہین۔

دوسرا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جائے ولادت ہی یہان
نہایت خوشنما اور نادر مسجد بنی ہوئی ہے اور اُسپر بکثرت سونے کا کام ہی۔ جس زمین کو
ولادت کے وقت جسم مطہر نے مس کیا تھا اُسکے گرد چاندی کا حلقہ لگا ہوا ہے
یہ مکان ربیع الاوّل مین پیر کے دن کہلتا ہی اور تمام مخلوق تبرکاً داخل ہوتی ہے
چونکہ پیر کا دن یوم ولادت ہی اس لئے یہ دن یہان بہت مشہور ہے۔ پیر کو دن
سابق الذکر دونون قبہ بھی کہلتے ہین۔

ایک مکان **دار الخیزران** ہے یہ وہ جگہ ہے جہان ابتداے دعوت اسلام مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چند صحابۂ سابق الاسلام کے ساتھ پوشیدہ عبادت الٰہی
مین مشغول رہتے تھے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام مین داخل ہوے
علانیہ اظہار دعوتِ اسلام ہونے لگا۔

ایک مکان **دار ابوبکر الصدیق** ہی۔ یہ عمارت پُرانی اور بے مرمّت ہی۔ اُسکے سامنے
ایک دیوار مین پتھر ہے اُسکے متعلق یہ روایت ہی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے مکان پر تشریف لے گئے اور دروازے پر آواز

دی۔ مکان مین کوئی نتہا۔ اسد تعالیٰ کے حکم سے پتھر نے کہا یا رسول اللہ لیس بحاضر (یا رسول اسد یہان کوئی نہین ہے) اُس روز سے جب نبی کریم صلی اسد علیہ و آلہ و سلم اُس طرف کو تشریف لیجاتے تھے یہ پتھر سلام علیک کرتا تھا۔

صفا مروہ کے درمیان مین ایک قبہ حضرت عمر رضی اسد عنہ سے منسوب ہی حضرت عمر اس جگہ بیٹھکر انصاف فرماتے تھے۔ مگر ہمین ایک معتبر بزرگ کی زبانی تحقیق ہوا کہ یہ قبہ عمر و بن عبد العزیز رضی اسد عنہ کا ہے اور اُنکے مکان کے سامنے ہی یہ اُنکی اولاد یا ملازمونکے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ مگر جس زمانے مین وہ مکہ معظمہ کے متولی تھے اِسی قبہ مین انصاف اور قضا کے واسطے بیٹھا کرتے تھے۔ ہمنے اندر جاکر مکان دیکھا خوشنما اور ہموار جگہ ہے۔ کہتے ہین پہلے اس عمارت مین کنوان بھی تھا مگر اب نہین ہے۔

ہماری قیام گاہ کے قریب ایک مکان حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اسد عنہ کا ہی۔ اُنکا لقب ذی الجناحین تھا۔

منتہاے شہر پر ایک مقام مسفل ہے یہان ایک مسجد حضرت صدیق اکبر رضی اسد عنہ کے نام سے منسوب ہی۔ مسجد کے چارونطرف باغ ہی اور اُسمین خرمے۔ انار عناب۔ اور حنا کے درخت ہین۔ مسجد کے آگے ایک مختصر سے مکان مین محراب ہے حضرت صدیق اکبر اسی مکان مین مشرکونسے چھپ کر رہے تھے۔

یہانسے قریب حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اسد عنہا کا مکان ہے۔ جس گلی مین مکان واقع ہے اُسمین تکیہ دار ایک چبوترہ بنا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اسد علیہ و آلہ و سلم

اس چبوترے پر بیٹھا کرتے تھے۔ یہان لوگ نماز پڑھتے ہین اور چبوترے کے کونونسے لپٹتے ہین۔

مکہ کے دہنی طرف آبادی سے تین میل پر جبل ثور ہی۔ اسی پہاڑ کے غار مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر کفار مکہ سے پوشیدہ ہوے تھے۔ اسکا ذکر اللہ تعالی نے قرآن شریف مین فرمایا ہے ابو الولید ازرقی کے اخبار مکہ مین مینے دیکھا ہے کہ اس پہاڑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دیکر کہا۔ اُلیّ یا محمّد الیّ یا محمّد فقد اُویت قبلك نبیًا۔" (میری طرف آیئے اے محمد میری طرف آیئے اے محمد۔ آپسے پہلے بھی نبیونکو مینے جگہ دی ہے) یہ غار بطور تسکان کے ہاتہ بھر لمبا اور دو ثلث بالشت کی برابر چوڑا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غار مین داخل ہونے کے بعد اللہ کے حکم سے مکڑی نے اُسکے منہ پر جالا بنایا اور کبوتر نے گھونسلا رکھکر بچّے نکالے۔ کفار قدم مبارک کے نشان کا کھوج لیتے ہوے جب غار پر پہنچے وہان نشان نظر نہین آیا۔ آپسمین کہنے لگے کہ یہان سے یاتو آسمان پر چلے گئے یا زمین مین دہنس گئے۔ غار کے دہن پر جالا اور گھونسلا دیکھکر اُنہین یقین ہوا کہ یہان کوئی نہین ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کفار کو دیکھکر عرض کیا کہ "اگر یہ لوگ غار مین آ گئے تو ہم کیا کرینگے؟" آپ نے ایک طرف اشارہ کرکے فرمایا "ہم اس راہ سے نکل جائینگے" بمجرد اشارہ مبارک کے قدرت الٰہی سے اُسطرف ایک دروازہ نظر آنے لگا۔ اکثر لوگ اس غار پر جاتے ہین اور

اس راہ کو چھوڑ کر جو اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے ظاہر کی ہے اُس شگاف
سے داخل ہونے کی تدبیر کرتے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدخل ہے
اس شگاف مین داخل ہونے والا زمین پر لیٹ کر پہلے دونون ہاتہ اور سر داخل
کرکے اندر جانے کی کوشش کرتا ہے - بعض لاغر اور ضعیف الجثہ تو اندر چلے جاتے
ہین مگر قوی الجثہ اور فربہ اندام بیچ مین پھنسکر بڑی تکلیف اور صعوبت پاتے ہین نہ تو اندر
ہی جاسکتے ہین اور نہ باہر آسکتے ہین - آخر باہر کے لوگ بڑی کوشش سے کھینچکر نکالتے
ہین - انسان کو لازم ہے کہ اپنی جانکو ہرگز ہس مصیبت مین نہ ڈالے - اسکے علاوہ اُن
لوگون مین یہ بات بھی مشہور ہے بلکہ رتبۂ یقین کو پہنچ چکی ہے کہ جو شخص اس شگاف
مین نہ داخل ہوسکے اور درمیان مین پہنس جائے وہ اہل رشد و ہدایت سے نہین ہے
ایسی حالت مین کیا ضرورت ہے کہ باوجود اس مشقت اور تکلیف کے یہ الزام اور فضیحت اپنے
ذمے عائد کرے - اس سبب سے بعض لوگون مین یہ بات ضرب المثل ہے لیس
یصعد جبل ابی ثور الا ثور (جبل ثور پر سوائے بیل کے کوئی نہین چڑہتا) غار کے
قریب پہاڑ مین سے ایک قدرتی عمود قد آدم برابر اونچا ہے - اُسکی چوٹی پر قبہ کی طرح کی ایک
چٹان ہے جسکے سایہ مین بیس آدمی بیٹھ سکتے ہین اسکا نام قبہ جبریل علیہ السلام ہے -

اُنیسوین جمادی الاولی کو (۹ ستمبر) جمعہ کے دن کچھ خفیف سے بادل اُٹھے
بارش کی اُمید پر انہین دیکھکر لوگ خوش ہوتے تھے - آخر کار بعد نماز عصر اُن بادلون سے
دریائے رحمت جاری ہوا - مقام حجر مین میزاب کے نیچے لوگ جمع ہوئے - ہر شخص

پرنالے کا پانی اپنے مُنہ اور سر پر لیتا تھا اور رحمت الٰہی سے بہرہ اندوز ہوتا تھا
خلائق کے اژدحام سے بڑی کشمکش تھی۔ دعا اور گریہ وزاری کے سوا کچہ سُنائی نہین
دیتا تھا۔ عورتین حجر کے باہر باچشم پُر آب اس آرزو مین کہڑی تہین کہ کاش ہم بھی
وہان پہنچکر رحمت سرمدی سے مستفید ہون۔ بعض اصحاب شفقت کپڑے ترکر کے
لاتے تھے اور عورتونکے ہاتھون پر نچوڑتے تھے۔ اس پانی کو وہ پیتی تہین اور اپنے
مُنہ اور بدن پر ملتی تہین۔ بعض نے برتنون مین بھی پانی بہر لیا۔ مغرب کے قریب تک
پانی برسا کیا اور بدستور مخلوق کا جماؤ رہا۔ یہ ایک مبارک جلسہ تہا۔ ہر شخص کو نزول
رحمت اور اجابت دعا کا کامل یقین تھا اسلیئے کہ جمعہ کا دن قبولیت دعا کے واسطے
مشہور ہے۔ اور نزول باران رحمت کے وقت آسمان کے دروازونکا کہلنا صحیح اور
درست ہی۔ ادہر مقام زیر میزاب بھی قبولیت دعا کے واسطے مخصوص ہے۔ بندگان
خدا کا کعبہ کی دیوار کے سامنے آب رحمت ایزدی سے نہانا گویا نجاست معصیت سے
پاک ہونا ہی۔ اللہ تعالی ہمین بھی طہارت معصیت اور اختصاص رحمت سی سرفراز فرمائے
اُسکی رحمت بہت وسیع ہے اور ذات غفور الرحیم ہے۔ ہمنے سُنا ہے کہ امام
ابو حامد الغزالی نے کعبہ شریف مین حاضری کے وقت چند دعائین مانگین تہین
اُنمین سے ایک دعا نزول باران رحمت اور میزاب کے نیچے نہانے کی بھی تھی
اللہ تعالی نے اُنکی چند دعائین قبول فرمائین مگر نزول باران کی دعا قبول نہوئی
ہمارے لئے بڑے شکر کی جگہ ہے کہ اپنے کسی خاص بندہ کے تصدق مین ہمارے

واسطے یہ کرامت بھی عطا ہوئی۔ اُمید ہے کہ ہماری دعاؤنکو بھی اپنے کرم سے
شرف قبولیت عطا فرمائے

حالات خیر و برکات مکّہ معظمہ

اس آبادی اور یہانکے باشندونکے واسطے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین باظہار قول خلیل اسداس طور پر
تذکرہ فرمایا ہے۔ "فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم
من الثمرات لعلّھم یشکرون" (تو ایسا کر کہ لوگونکے دل انکی طرف کو
مائل ہون۔ دوسرے ملکون کی پیداوار سے انکو روزی دے تاکہ یہ تیرا شکر کرین
سورۂ ابراہیم آیت ۳۷) دوسری جگہ ارشاد ہوا ہی۔ اولم نمکن لھم حرما
آمنا یجبی الیہ ثمرات کل شئی (کیا ہمنے اُنکو حرم مین جہان ہر طرح کا امن
واطمینان ہے جگہ نہین دی کہ ہر قسم کے پھل یہان کھنچے چلے آتے ہین۔ سورۂ قصص
آیت ۵۷) اس مضمون کی مصداق ظاہر ہے کہ اطراف عالم سے دور دور کے لوگ
یہان جمع ہوتے ہین۔ طرح طرح کے میوے اور غلّے آتے ہین اسلئے یہان تمام
شہرون سے زیادہ نعمتین۔ غلّے۔ اور میوے میسّر ہوتے ہین۔ سامان تجارت
مثل جواہر۔ یاقوت۔ مشک۔ عنبر۔ عود۔ اور کافور کے ہند یمن۔ خراسان۔ عراق۔ اور
مغرب وغیرہ سے بیشمار آتا ہی۔ اور منفعت کثیر کے ساتھ فروخت ہوتا ہے خصوصاً حج
کے موسم مین جسقدر اسباب تجارت فروخت ہوتا ہے اگر اُسکو تمام ممالک پر تقسیم کین

تو ہر شہر مین اُسکے واسطے ایک جداگانہ بازار قائم ہو جائے۔ مگر یہان یہ تمام مال حج کے بعد اسّی روز مین فروخت ہو جاتا ہے سال بھر تک جو مال یہان کے صرف کے واسطے یمن وغیرہ سے آتا رہتا ہے وہ اسکے علاوہ ہے۔ کسی ملک کی کوئی ایسی چیز نہین ہے جو یہان نہ ملسکے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا اثر اور اس آبادی کی برکات کا نتیجہ ہے۔ میوے اور غلّے کی وہ افراط ہے کہ کسی اور جگہ نہوگی۔ ہمکو خیال تھا ہندوستان ان چیزونکے حق مین تمام ممالک سے بہتر ہے مگر یہانکے میوونکی خوبی اور فراوانی نے وہ خیال غلط کر دیا۔ میوہ اور ترکاری کے اقسام مین ہمنے یہان انگور۔ انار۔ انجیر۔ بہی۔ ترنج۔ شفتالو۔ اخروٹ۔ مقل (ایک قسم کا میوہ ہے بیر کی طرح) تربوز۔ ککڑی۔ کھیرا۔ کدو۔ بیگن۔ شلغم۔ گاجر۔ اور چقندر وغیرہ اور نیز تمام خوشبودار چیزین نہایت تازہ اور عمدہ پائین۔ خاصکر تربوز۔ ککڑی۔ اور بیگن بارون مہینے ملتے ہین۔ اور بہ نسبت اور ممالک کے میوونکے بڑے اور خوشرنگ ہوتے ہین۔ انمین تربوز کو خاص ترجیح ہے۔ اسقدر بڑا اور خوشرنگ کہین دیکھنے مین نہین آیا۔ نہایت خوشبودار اور مزے مین گویا قند گھولدیا ہے یا شہد ملا دیا ہے۔ ناظرین خیال کرینگے کہ شاید توصیف مین مبالغہ کیا ہی۔ سبحان اللہ! جو کچھ بیان کیا ہے اُس سے یہانکی حالت کہین زیادہ ہے۔ یہان ایک قسم کا شہد نہایت خوشرنگ اور بامزا ہوتا ہے اسکو مسعودی کہتے ہین۔ اسیطرح دودہ کی قسمین بھی بہت لطیف اور نفیس ہین جب دودہ سے مکھن نکالتے ہین تو اُسکا رنگ اور ذائقہ بالکل شہد کا سا ہوتا ہے۔ اہل یمن مین سے ایک قوم سرو ہے یہ لوگ سرخ اور سیاہ خشک

انگور لوگ باداموں لاتے ہین - یہ انگور بہت مزیدار ہوتا ہے - یہان گنّا اور شکر بھی بکثرت
آتی ہے - شکر سے طرح طرح کی مٹھائیان اور مزیدار حلوے بناتے ہین - شہد کے
حلوے بہی عجیب و غریب ترکیب کے بنتے ہین - مٹھائی سے خشک و تر میوے خوشنما
اور خوبصورت طور پر بنا کر فروخت کرتے ہین - رجب - شعبان - اور رمضان ان تین
مہینون مین صفا مروہ کے درمیان مین دکانین لگائی جاتی ہین - اس خوبی اور نظم کا بازار
ہمنے نہ مصر مین دیکھا اور نہ کہین اور نظر آیا - بازار مین طرح طرح کی مٹھائیان اس انداز سے
چنی جاتی ہین گویا پھولون کا گلدستہ ہی - شیرینی سے انسان اور حیوانون کی شکلین
اور میوے بنا کر خوانچون مین کچھ اس سلیقے سے لگاتے ہین گویا عروس کو رونمائی کے
واسطے آراستہ کیا ہی - مٹھائیون کی خوبی نظر کو گرویدہ کرتی ہے اور دام و درم کو
کھینچتی ہے

یہان بھیڑ اور دُنبے کا گوشت تمام دنیا سے بہتر اور عمدہ ہوتا ہے - اور ملکون مین
اگر اسقدر چکنا گوشت ہو تو منہ مین چمٹنے کی وجہ سے اُگلنے کو جی چاہی اور دوبارہ
ہرگز نہ کہایا جائے - مگر یہان کے گوشت مین باوجود اس چکنائی کے یہ خوبی ہی کہ منہ
مین رکھتے ہی بغیر چبائے گھل جاتا ہی اور معدے مین پہنچتے ہی ہضم ہو جاتا ہی لطف یہ ہے
جسقدر چکنائی زیادہ ہوتی ہے اسیقدر طبیعت کو مرغوب ہوتا ہی - یہ بات یہان کی چراگاہون
اور آبادی کی برکت کے سبب سے ہے - اللہ تعالی اس بستی کی مشتاق اور مسافرون پر
رزق اور نعمت کی فراوانی کرے -

اکثر میوے یہان طائف سے آتے ہین - طائف یہانسے ترم تین منزل ہے
اسکے علاوہ اور گرد و نواح کی بستیونسے بھی میوے آتے ہین - یہانسے قریب ہی
ایک مقام ہے جسکا فاصلہ ایک منزل سے کچھ زیادہ ہے اور اُس ہین کئی گاؤن ہین
یہ گاؤن طائف کے مضافات سے ہین - چند گاؤن مضافات حرمین سے ہین انکا
فاصلہ ایک منزل سے کچھ کم ہے - اسیقدر فاصلے پر ایک اور جگہ ہے جسکو نخلہ کہتے ہین
چند قطعات آراضی کے عین سلیمان وغیرہ مکہ کے قریب ہین - ان ہین اہل مغرب نے
کھیتیان اور باغات تیار کئے ہین - مغربی فن فلاحت اور زراعت مین کامل دستگاہ
رکھتے ہین - اللہ تعالی نے اُنہین یہانکی فراوانی زراعت کا سبب بنادیا ہے -
یہانکے نادر میوون ہین خرمئہ تر ہے - اُسکے ذائقہ کی تعریف سے زبان کو لطف آتا ہے
حقیقتًا ایسی لذیذ چیز ہمنے عمر بھر نہین کہائی - یہ خرمے سبز انجیرون کی طرح درختونسے چن کر
توڑتے ہین - خوش ذائقہ ایسے کہ کہانے سے سیری نہین ہوتی - اُنکی تیاری کا وقت
اس ملک ہین بڑی خوشی کا زمانہ ہے جسطرح کہ اہل مغرب انگور اور انجیر کے پکنے کے
وقت اپنے دیہات کو جایا کرتے ہین اسیطرح یہانکے لوگ گروہ گروہ جمع ہوکر باغات کو
جاتے ہین - خرمے درختونسے توڑ کر پھلے زمین پر پہیلا دیتے ہین - جب وہ کسیقدر
خشک ہوجاتے ہین اُسوقت اُنہین بڑے بڑے کاسون اور برتنون ہین بھر کر
رکھدیتے ہین -

ہمسے پہلے جو لوگ یہان آئے ہین اُنکی زبانی یہانکے چورونکی لوٹ مار اور غارتگری

کی شکایت ناہموار سنی - یہ لوگ حرم شریف مین جس کسیکو ذرا غافل پاتے ہین جو کچھ
اسکی جیب و کمر مین ہوتا ہے عجیب و غریب حیلو نسے نکال لیجاتے ہین - اس خوف سے
ہر شخص کا ہر وقت ایک ہاتھ جیب و کمر پر رہتا ہے - لیکن ابکی سال امیر مکہ کی تدبیر سے
اس گروہ کا زور بہت کم رہا - اور اللہ تعالی کے کرم سے اس سال گرمی کی شدت
اور لوءن کی سختی بھی بہت کم رہی - شب کو ہمارے مکان کی چھت پر اتنی خنکی ہوتی تھی
کہ بعض وقت عبا وغیرہ پہننے کی ضرورت پڑتی تھی اور اس ملک مین یہ بات بہت ہی
عجیب ہے - اہالیان شہر بھی اس سال کے اعتدال - کثرت اجناس - اور میوے کی فراوانی
کے مقر ہین - ابکے گیہون کا نرخ اور سالو نسے ارزان ہے - ایک دینار مومنیہ کو
چار صاع گیہون آتے ہین - چار صاع دو اردبہ مصری کے مساوی ہین - اور دو اردبہ مصری
کے اڑہائی مغربی قدح ہوتے ہین - یہانکی گرانی کا یہ باعث ہے کہ یہان زمین زراعت کے
قابل نہین ہے - دور دراز مقامات سے کل سامان غلہ وغیرہ آتا ہے - لیکن ابکے
سال ارزانی کا باعث خلائق کی کثرت ہے - اسلئے کہ جسقدر لوگ زیادہ جمع ہوتے ہین
اُسیقدر اُنکے ہمراہ سامان وغیرہ زیادہ آتا ہے - ہمین ایک جماعت کی زبانی جو مدت سے
یہان مقیم ہے معلوم ہوا کہ کئی سال سے اسقدر اجماع اُنھون نے نہین دیکھا تھا - اللہ تعالے
اپنی عنایت و کرم سے اس مجمع کو مرحوم اور معصوم فرماوے - غرضکہ اس سال کی خوبیان
سب کی زبانو نسے سُنی جاتی ہین - بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ ابکے آب زمزم کی شیرینی
بھی اسیقدر زیادہ ہوگئی ہے - اور اس سے پہلے کبھی ایسا نہین ہوا -

اس آب مقدس کی ایسی عجیب و غریب خاصیتین ہین جنکی تعریف بیان سے باہر ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے حق مین فرمایا ہے - ادری اللہ منہ کل ظامئی
الیہ لعزتہ وکرمہ کہ اللہ تعالی اُسکے تشنہ کا مونکو اُس سے سیراب کرے آب زمزم
اگر کنوین سے نکالتے ہی پیا جاوے تو اُسکا مزہ بالکل تھن سے نکلے دودھ کا سا ہوتا ہے
اگر کثرت طواف یا عمرہ کو پیادہ پا جانے سے کوئی تکان یا سستی بدن مین پائی جائے
تو اس پانی کو بدن پر چہڑکنے سے رنج و تعب زائل ہو جاتا ہے اور فرحت و راحت
پیدا ہوتی ہے -

حالات جمادی الآخر ۱۲۹۷ھ

۱۲ - ستمبر کو بدھ کی رات مین چاند کہائی دیا صبح کو امیر مکہ عادت قدیم کے موافق اپنے
حشم و خدم کے ساتھ حرم شریف مین آیا - موذن زمزمی دور طواف کے ختم پر امیر مکہ کی
دعا اور ثنا خوش الحانی سے کرتا تھا - قاری آگے آگے پڑھتے جاتے تھے اس
ترتیب سے طواف ختم کر کے مکان کو پلٹ گیا - یہانکے باشندون مین یہ نہایت عمدہ
اور پسندیدہ رسم ہے کہ ہر مہینے کا چاند دیکہکر باہم مصافحہ کرتے ہین اور مبارکباد
دیتے ہین - بعض لوگ دعوتین بھی کرتے ہین جسطرح کہ ہمارے ہان عیدین ہوا کرتی ہین
اس رسم سے آپسمین اخلاص بڑہتا ہے اور اُنکے اجتماع اور محبت سے رحمت الٰہی زیادہ ہوتی ہے
اس شہر مین دو حمام ہین - اُنہین سے ایک حمام فقیہ میانشی کے نام سے منسوب ہے جو ایک
بزرگان حرم شریف مین سے ہین دوسرا حمام اس سے بڑا ہے اور جمال الدین وزیر موصل

کے نام سے مشہور ہے - اس شخص کے آثار کریمہ یہان اور مدینہ منورہ مین بکثرت ہین - اُسنے اِن شہرون مین پندرہ برس سے زیادہ زمانہ امور خیر اور رفاہ عام کی کوششون مین صرف کیا - بہت سا روپیہ راہ خدا مین مسافر خانون - کنوُن اور حوضون کی تعمیر مین صرف کیا عرفات مین پانی اسی شخص نے پہنچایا اور وہانکے باشندے بنی شعبہ کا بہت بڑا وظیفہ مقرر کرکے اُنہین پانی روکنے سے ممانعت کی - اُسکی وفات کے بعد وہ لوگ پھر اپنی عادت کے موافق حجاج کا پانی روکنے لگے - مدینہ منورہ کی دوہری چار دیواری زر کثیر خرچ کرکے بنوائی - حرم شریف کعبۃ اللہ کے تمام دروازے از سر نو درست کرائے - خانہ کعبہ کا نیا دروازہ بناکر اُسے چاندی سے منڈھوایا اور اوپر سونے کا کام تیار کرایا - چوکھٹ کے اوپر طلائی خالص کی ایک لوح لگائی جسکا حال پہلے بیان ہوچکا ہے خانہ کعبہ کے پُرانے دروازے کا اپنے لئے تابوت بنوایا - مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے اس تابوت مین رکھکر حج کے وقت عرفات کو لیجائین اور وہان ایک طرف علحدہ رکھکر تابوت کا مُنہ کھولدین اُس شخص نے زندگی مین حج نہین کیا تہا - مرنے کے بعد وصیت کے موافق اُسکا تابوت عرفات کو لیگئے اور تمام مناسک حج سے فارغ ہوکر واپس لائے اور واپسی کے طواف کے بعد مدینہ منورہ کو لیگئے - اُسکی خیرات و حسنات کے باعث وہان اُسکے تابوت کو لوگ سر دان پر رکہتے تھے - روضۂ مقدس کے سامنے اُسکا مقبرہ تعمیر ہوا اور اُسمین ایک ایسا منظر رکہا گیا کہ روضۂ مبارک سامنے سے دکہائی دیتا رہے افعال کریمہ کے

سبب سے یہ خصوصیت عطا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تربت مقدس اور جوار کریم عنایت فرمایا۔ اس نواح میں اس شخص کے امورات خیر اس کثرت سے ہیں کہ اُس سے پہلے کسی امیر وزیر یا خلیفہ وقت سے صادر نہیں ہوئے یہی وجہ ہے کہ آجتک اُسکی تعریف اور دعا لوگون کی زبانپر باقی ہے۔ اسکی ساری ہمت اصلاح امور اہل اسلام اور حجاج کی راہ کی درستی پر متوجہ تھی۔ شام۔ عراق۔ اور حجاز کے رستون کو درست کیا۔ جا بجا پانی کے چشمے نکالے۔ کنوین بنائے جنگلون مین منزل گاہین قائم کین اور اُنمین مسافرون کے واسطے عمارتین بنائین تاکہ بے بضاعت مسافرون کو کسی طرح کی تکلیف نہو۔ منازل اور مسافر خانون کے محافظین کے لئے ہمیشہ کے واسطے اوقاف مقرر کئے جو آجتک برقرار ہین۔

ایک سوداگر نے جو موصل مین بہت رہا ہی اُسکی بود و باش کے حالات ہمسے اس طرح بیان کئے کہ یہ شخص ایک وسیع مکان مین رہتا تھا۔ ہر روز غربا کو اُسکی طرف سے اذن عام ہوتا تھا۔ بہت سے آب و خورش سے فیضیاب ہوتے تھے۔ ہر مسافر کی فرودگاہ اُسی مکان مین تھی۔ زندگی بھر یہی حالت رہی اور مرنے کے بعد اپنا ذکر خیر خلائق کی زبانپر چھوڑ گیا۔ سچ ہے۔ اہل سعادت کا ذکر جمیل گویا اُنکے لئے حیات ثانی ہے اور اُنکے اعمال کی جزا کے واسطے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

کعبہ شریف کی ممنوعات مین سے ایک یہ امر بھی ہے کہ حرم شریف کے اندر جدید عمارت۔ مرمت۔ یا ایجاد کی اجازت نہین ہے۔ اگر ممانعت نہوتی تو صاحب حوصلہ سکے

در و دیوار جواہر کے اور خاک مشک و عنبر کی بنا دیتے۔ جب کبھی کسی صاحب ثروت کو
یہاں کسی عمارت کی درستی یا کسی رسم خیر کی ایجاد کی ہمت ہوتی ہے تو پہلے خلیفہ وقت سے اجازت
حاصل کیجاتی ہے۔ اگر اُس عمارت پر کوئی کتبہ ہوتا ہے تو اُسے خلیفہ کے نام اور حکم
کے حوالے سے مزین کرتے ہیں۔ کارپرداز کا نام درج نہیں ہوتا ہے لیکن ایسی اجازت
حاصل کرنے کے وقت امیر مکہ کو بہت کچھ بطور ہدیہ دینا پڑتا ہے جسکی تعداد اُس کام کی
لاگت کے برابر ہوتی ہے۔ اور اسلیئے کام کرنیوالے کو المضاعف خرچ کرنا پڑتا ہے
سنا ہے امیر مکہ کے دادا کے زمانے میں ایک چالاک عجمی نے چاہ زمزم اور اُسکے تہہ کی
مرمت کا قصد کیا۔ اُسنے امیر مکہ سے درخواست کی کہ آپ خلیفہ سے اجازت منگا دیں
اور اپنی طرف سے ایک آدمی مقرر کر دیں تاکہ وہ روزانہ عمارت کا صرف لکھتا جائے کام کے
ختم پر زر لاگت کی برابر رقم میں آپکی نذر کرونگا۔ امیر مکہ نے جب اس درخواست پر غور کیا
تو ہزاروں دینار کا صرف معلوم ہوا۔ ایسی بڑی رقم کی طمع پر تعمیر کی اجازت ہوگئی۔ اور مصارف
کی تحریر پر ایک آدمی بھی مقرر ہوگیا جب کامل استحکام اور عمدگی سے کام ختم ہوگیا (جسکی شرح
کہ ہم قبہ زمزم کے حالات میں لکھ چکے ہیں) منشی نے حساب بنا کر پیش کیا اور امیر مکہ
نے عجمی کو طلب کیا معلوم ہوا کہ وہ عجمی اُسی شب میں اونٹ پر سوار ہو کر اپنے ملک کو
چلا گیا۔ امیر مکہ کو اس صریح غبن کا کمال افسوس ہوا مگر مجبور تھا کہ حرم شریف کی عمارت کو
کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ عجمی اپنی چالاکی سے مقصد پر کامیاب ہوا اور نقصان سے
محفوظ رہا۔ اُسکی یہ چالاکی امیر مکہ کے حق میں عبرت کا باعث ہوئی اور اُسکا خلوص نیت

اسکی ذات کے لیئے اجرآخرت کا سبب ہوا۔ اللہ تعالی قرآن شریف مین فرماتا ہے وَمَآ اَنفَقتُم مِّن شَیۡءٍ فَہُوَ یُخۡلِفُہٗ وَہُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ (اور تم لوگ کچھ بھی راہ خدا مین خرچ کروگے وہ اسکا عوض دیگا۔ سورۂ سبا آیت ۴۰) جوشخص آب زمزم پیتا ہے عجمی کے حق مین دعا کرتا ہے۔

حالات ماہ رجب المرجب ۱۲۹۷ھ

۷ار اکتوبر کو جمعرات کے دن حرم شریف مین کسی نے چاند نہین دیکھا۔ مگر قاضی کے سامنے جمہور کی گواہیون سے (جنکو جبل قبیس اور جبل قعیقعان پر ہلال نظر آیا تھا) رویت ثابت ہوئی۔ یہ مہینہ اس نواح مین عید کی برابر مانا جاتا ہے۔ اور ان لوگون مین بڑی خوشی کا زمانہ ہے۔ اس قوم کی یہ قدیمی رسم ہے اور ایام جاہلیت سے اسیطرح چلی آتی ہے اسوجہ سے اس مہینے کا نام مُنصِلُ الْاَسِنَّہ ہے۔ ان چار متبرک مہینون مین سے ایک یہ مہینا بھی ہے جنمین جدال و قتال حرام تھا۔ حدیث شریف مین اس مہینے کی نسبت لفظ اصم وارد ہوا ہے۔ اطراف و جوانب متصلہ سے لوگ عمرہ کے واسطے آتے ہین۔ اس ہنگامہ مین اسقدر خلق کثیر جمع ہوتی ہے کہ اسکا حساب سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا حتی الوسع کوئی شخص اس ہنگامہ مین زیب و زینت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھتا عمرے کا وقت چاندرات کی شام سے صبح تک ہی اسکے لئے ایک روز قبل سے اہتمام کرتے ہین ہمنے دیکھا کہ بدھ کے دن عصر کے بعد سے لوگ تنعیم کو جانے لگے مکّہ کے تمام گلی کوچے عماری دار اونٹنیون سے بھرے ہوئے تھے عماریون پر اعلٰے قسم

ریشم اور باریک کتان کے پردے اسقدر بڑے بڑے لگے ہوسے تھے کہ انکے
دامن زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اور اونٹون کی گردنون مین ریشمی پٹے پڑے تھے
خصوصاً امیر مکہ کی چچی جمانہ بنت فلیتہ کے اونٹ کی زینت۔ عماری کی زیبائش۔
اور پردون کی درازی بیانسے باہر ہے۔ اس سے دوسرے درجے پر امیر مکہ اور
اسکے سردارون کی بیویون کے محملون کی آرایش تصور کرنی چاہیے۔ محمل اور عماریونکا
شمار امکانسے باہر تہا۔ عماریان اونٹونپر قبونکی طرح چمکتی تہین۔ دور سے ایسا معلوم ہوتا
تھا گویا کسی آبادی مین نئے نئے رنگ کے مکان بنے ہوے ہین پنجشنبہ کی شب مین
کوئی شخص ایسا نہتا کہ عمرہ کے واسطے نہ گیا ہو۔ ہم بھی اس مجمع کے ساتھ تھے۔ آدمیون
کی کثرت اور اونٹون کی قطارونسے تمام راہین گھری ہوی تہین۔ ہمین اس ہجوم مین سے گذرنا سخت
دشوار تہا۔ بڑی مشکل سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مسجد تک پہنچے۔ رستے
کے دونون طرف جابجا لوگ آگ جلاتے تھے۔ عماری دار اونٹون کے آگے شمعین روشن
تہین۔ جب عمرہ سے فارغ ہوکر پلٹے اور خانۂ کعبہ کا طواف کرکے صفا مروہ پر پہنچے تو ایک
ثلث کے قریب رات گذر چکی تھی۔ اسوقت یہان آگ کی روشنی اور چراغون کی بڑی کثرت
تھی صفا مروہ کا تمام میدان محمل اور عماریونسے بھرا ہوا تہا۔ اور محمل باہم ٹکراتے تھے۔
آدمیون کی اسقدر بہیڑ تھی کہ مشکل سے اونٹونکے پاؤونکے نیچے سے ہوکر نکلتے تھے۔
یہ رات تمام دنیا کی راتونسے عجیب دیکھی۔ مخلوق کی کثرت اور سب کی زبانونپر صدائے لبیک
ہر شخص احرام باندہے ہوے گریہ وزاری مین مصروف تہا۔ اس انبوہ کثیر سے نمونۂ محشر

نظر آتا تہا۔ مکہ کے دونون طرف کی پہاڑیون مین ان لوگون کی آوازین ایسی گونجتی تہین کہ
کان گنگ ہوے جاتے تھے ہیبت سے دل پگہلتے تھے اور آنکہونسے آنسو نکلتے تھے
اس رات کو حرم شریف مین روشنی ہوئی۔ روشنی نے ہر درو دیوار کو منور کردیا۔ رویت ہلال
کے اعلان کیواسطے امیر مکہ کے حکم سے نقارے اور بگل بجے۔ صبح کو امیر مکہ بڑے
احتشام اور اہتمام سے عمرہ کو روانہ ہوا۔ مکے کے لوگ مسلح جلو مین اُسکے ساتھ تھے۔ ہر ایک
قبیلہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق سوار و پیادہ ہمرکاب تھا۔ اس مجمع کو دیکھکر تعجب ہوتا تہا
اسلیئے کہ اسقدر جماعت کا متفرق شہرونسے بھی جمع ہونا دشوار ہے اور یہ مجمع خاص ایک
شہر کا تہا۔ یہ بات اس آبادی کی برکت اور عظمت کے باعث سے ہے۔ اس مجمع مین سوارون نے
نیزہ بازی اور کرتب شروع کیے۔ پیادے باہم ڈہال و تلوار کی کثرت کرتے تھے۔
بعض لوگ ہتہیار ونکو اوپر اُچہال کر بڑی چابکدستی سے ہاتہ مین لیتے تھے۔ حالانکہ بہیڑ کی
یہ کثرت تھی اور ہتہیار ونکی نوکین آدمیونکے سرونپر آتی ہوئی معلوم ہوتی تہین۔ مگر وہ لوگ اس
چالاک دستی سے اُنکے قبضونکو پکڑ لیتے تھے گویا ہاتہ سے علیحدہ ہی نہین ہوے تھے غرضکہ
بڑی صفائی سے بہت نادر نادر کرتب دکہائے۔ جب امیر مکہ اپنے لشکر کے ہمراہ آہستہ
آہستہ باہر آیا نشانون کو حرکت دی گئی اور نقارے بجنے لگے۔ امیر کے اس سازو سامان
سے رعب و داب پیدا ہوتا تہا۔ اُسکے نوجوان لڑکے آگے آگے تھے۔ اس ترتیب سے
سواری آگے بڑہی۔ تماشائیونسے رستے اور پہاڑون کی چوٹیان بہری ہوی تہین۔
اس جلوس کے ساتہ سواری **میقات** تک پہنچی۔ وہان کے ارکان سے فارغ ہوکر امیر

پلٹ آیا۔ واپسی مین بھی اُسیطرح لوگ تماشے اور کثرت کرتے ہوئے آئے۔ دیہات کے عرب عمدہ عمدہ اونٹو نپر سوار امیر کے آگے آگے بآواز بلند دعا و ثنا کرتے چلے آتے تھے امیر نے حرم مین آکر طواف کیا جسب قاعدہ قاری اُسکے آگے آگے پڑہتے جاتے تھے اور موذن زمزمی دعا و ثنا مین مصروف تھا۔ طواف کے بعد ملتزم کے پاس دوگانہ ادا کیا اور پھر مقام کریم کے عقب مین نماز پڑہی۔ مقام کریم کو خانۂ کعبہ مین سے لاکر لکڑی کے قبہ مین رکھا۔ جب امیر نماز سے فارغ ہوا لکڑی کا قبہ اُٹھا یا گیا اور امیر نے مقام کریم کو تبرکاً مس کیا پھر اُسپر قبہ رکھدیا گیا۔ اسکے بعد امیر مکہ حرم شریف سے نکلکر صفا مروہ کی طرف گیا۔ اُسکے سامنے سے بھیڑ پھٹ گئی اور اُسنے سوار ہوکر اس رکن کو بھی ادا کیا۔ فوج کے لوگ آس پاس تھے اور عصا بردار آگے آگے۔ جب سعی سے فارغ ہوا سپاہی برہنہ تلوارین لیکر اُسکے آگے آگے ہو لئے اور خدّام نے چارو نطرف سے حلقہ بنا لیا۔ اس تجمل سے مکان کو آہستہ آہستہ گیا۔ آج بھی دن بھر صفا مروہ کا میدان مخلوق سے بھرا رہا دوسرے دن جمعہ تہا جمعہ کو بھی عمرہ کا راستہ مرد اور عورتونسے معمور تہا۔ عورتین حصول ثواب کی وجہ سے پیدل تہین اور اس راہ مین مردونسے سبقت لیجاتی تہین۔ اللہ تعالی سب کی کوششون کو قبول فرمائے۔ راہ مین جو لوگ آتے جاتے ملتے تھے باہم مصافحہ اور مغفرت کی دعا کرتے تھے۔ یہی طریقہ عورتون کا تہا۔ یہانکے باشندونکے واسطے یہ زمانہ بالکل عید کا سا ہے طرحطرح کے ساز و سامان کرتے ہین اور ہر قسم کی مباہات سے دل خوش رکھتے ہین۔ بازارون مین نئی نئی صنعت کی چیزین فروخت ہوتی ہین۔ اس ہنگامہ مین لوگ بہت کچھ صرف

کرتے ہین اور اُسکا اہتمام ایک مہینے پہلے سے شروع ہوتا ہے۔اس ہنگامہ کی
رونق کا ایک اور بہی قدرتی سبب ہے۔یمن کے قبائل ہین سے کچہ لوگ پہاڑون مین رہتے
ہین۔اُن پہاڑونکو سراۃ کہتے ہین۔اور اسلئے اُس قوم کا نام سرو ہوگیا ہے
ہین یہ حال فقیہ یمنی ابن ابی صیف سے معلوم ہوا۔سرو قوم کے لوگ دس روز قبل سے
عمرہ کی نیت کرکے چلتے ہین۔اور یہان کی ضرورت کا سامان گیہون اور لوبیا وغیرہ اجناس
شہد۔گہی خشک انگور اور بادام وغیرہ میوہ جات اونٹون مین بھر کر لاتے ہین اُنکے
آنے سے اہل مکّہ کے عیش وعشرت مین افزائش ہوجاتی ہے۔اس سامان کو خرید کر
صرف کرتے ہین اور سال بہر کے واسطے ذخیرہ بھی کرلیتے ہین اسلئے گرانی کے عوض
ارزانی ہوجاتی ہے۔اگر رسد رسانی کا یہ ذریعہ نہو تو اہل مکّہ کی معیشت نہایت تنگ
ہوجائے۔سب سے عجیب بات یہ ہو کہ یہ لوگ اپنا مال درم ودینار کے عوض نہین فروخت
کرتے۔بلکہ جامہ۔عبا۔عمامہ۔نقاب اور چادرونسے مبادلہ کرتے ہین۔اہل مکّہ اُنکے
لئے یہ چیزین تیار رکہتے ہین۔کہتے ہین کہ اگر کسی سال یہ لوگ یہان نہ آئین تو اُنکے
ملک مین قحط اور مویشی مین بیماری پہیل جاتی ہے۔اور یہان آنے سے پیداوار کی کثرت
اور مال مین برکت ہوتی ہے۔اگروہ تساہل کرتے ہین تو اُنکی عورتین جمع ہوکر سفر پر
مجبور کرتی ہین۔یہان کے باشندون کی وسعت معاش اور اُن لوگون کی برکت اموال
وزراعت کے لئے یہ محض الطاف آلٰہی ہے۔جسقدر اُنکے غلّے اور میوے مین افزونی ہوتی ہے
اُسیقدر اُنکا اعتقاد رسد رسانی کی بابت بڑہتا جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے ساتہ سود مند

تجارت مین مصروف ہوتے ہین - یہ لوگ خالص صحیح النسل اور فصیح زبان عرب ہین شہری تہذیب اور تکلف سے اُنہین کوئی تعلق نہین اور نہ احکام شرعی سے کوئی واسطہ اُنکے اعمال و عبادات سوائے خلوص نیت کے اور کچہ نہین ہین - طواف کے وقت خانہ کعبہ کو اس شوق سے لپٹتے ہین جیسے بچے اپنی ماؤنکو - پردونکو اس گرم جوشی سے کہینچتے ہین کہ کشمکش شدت سے پہٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے - اُنکی زبانونسے دعائین کچہ اس اخلاص سے ادا ہوتی ہین کہ سُننے والونکے دل پہٹتے ہین اور آنکہونسے نہرین بہتی ہین - اکثر لوگ اُنکے ساتہ ہاتہ پہلائے آمین کہتے جاتے ہین اور بعض دعائین اُنہین بتاتے جاتے ہین - اُنکے قیام کے زمانہ تک کسیکو نہ طواف کرنے اور نہ حجر اسود چومنے کا موقع ملتا ہی - داخلی کے وقت تیس تیس اور چالیس چالیس آدمی ایک ایک صف مین سطح ملے ہوئے پے درپے داخل ہوتے ہین گویا باہم بندہے ہوئے ہین - اگر ایک آدمی بھی جگہ کی تنگی کے باعث باہر رہجائے تو تمام صف وہین رُک جاتی ہے - لوگون کو یہ حرکت دیکہکر بڑی ہنسی آتی ہے - اُنکی نماز کا بہی عجب ڈہنگ ہی - نیّت باندہتے ہی بغیر رکوع سجدے مین چلے جاتے ہین اور سجدہ مین سر رکہتے ہی فوراً اُٹھا لیتے ہین - کوئی تو ایک ہی سجدہ کرتا ہے اور کوئی تین تین چار چار سجدے کرتا ہی - دو سجدون کے درمیان مین زمین سے فقط تہوڑا سا سر اُٹھاتے ہین اور ہاتہ ویسے ہی پہیلے رکہتے ہین سجدے کے وقت خوف زدہ ہیئت سے اِدہر اُدہر دیکہتے جاتے ہین - کوئی سلام پہیر کر اور کوئی بغیر سلام کے اُٹھہ کہڑا ہوتا ہے - تشہد کے واسطے کوئی بھی وقفہ نہین کرتا بعض

تو نماز مین باتین بھی کرتے جاتے ہین - ایک شخص سجدے سے سر اُٹھا کر اپنے برابر
والے کو جو بات یاد آتی ہے سمجھا دیتا ہے اور پھر سجدے مین مشغول ہو جاتا ہے
یہ قوم لباس مین میلی چادرین یا جانورون کی کھال پہنتی ہے - دلیر و بہادر بھی ہمیشہ ہین
بڑی بڑی عربی کمانین ہر وقت سفر مین اپنے ساتھ رکھتے ہین - جب وہ کعبہ شریف کو
آتے ہین غارتگر تو مین اُنکی راہ سے علیحدہ ہو جاتی ہین اور کچھ تعرض نہین کرتین - جو حجاج
اُنکے ساتھ حج کو آتے ہین اُنکی بہت تعریفین کرتے ہین - غرضکہ یہ لوگ نہایت خوش اعتقاد
ہین اور ایمان صحیح رکھتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قوم کی تعریف
کی ہے اور فرمایا ہے - علموھم الصلوٰۃ یعلموکم الدعاء - (تم اُنکو نماز سکھاؤ
وہ تمکو دعا سکھائین) ایک حدیث شریف مین وارد ہوا ہے - الایمان یمان
اسیطرح بہت سی حدیثین یمن اور اہل یمن کی تعریف مین موجود ہین - اور اُنکی بزرگی کے
واسطے یہ شرف کافی ہے - کہتے ہین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان لوگونکے طواف کے
وقت تبرکاً اُنکی جماعت مین داخل ہوا کرتے تھے - اس قوم مین سے ایک لڑکے کو ہمنے
مقام حجر مین بیٹھے ہوئے دیکھا - حاجیون مین سے ایک شخص اُسے سورۂ فاتحہ اور
اخلاص پڑہا رہا تہا - معلم نے بتایا قل ھو اللہ احد لڑکے نے کہا اللہ احد
معلم نے ہرچند محنت اور کوشش کی مگر لڑکا یہی کہے گیا - پھر معلم نے کہا - بسم اللہ
الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین - لڑکے نے کہا - بسم اللہ الرحمن
الرحیم والحمد للہ رب العالمین - معلم نے کہا والحمد نہ کہو الحمد کہو - سُنکر

جواب دیا اگر بسم اللہ کے بعد کہونگا تو اتصال کی وجہ سے والحمد کہونگا اور اگر ابتدا
شروع کرونگا تو الحمد کہونگا۔ ہمین اس بچے کی ذکاوت طبع اور لطافت ذہن پر تعجب ہوا۔
غرضکہ اس قوم کی فصاحت بیمثل ہے اور اُنکی دعا دلونمین اثر پیدا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ
اُنکے اور تمام مسلمانونکے احوال مین اصلاح فرماے۔ اس ماہ مبارک مین رات دن مرد عورتین
عمرہ کو جاتی ہین۔ لیکن بڑا مجمع چاندرات کو ہوتا ہے۔ کعبہ شریف کا دروازہ روز مرہ کہلتا ہے
انتیسوین تاریخ خاص عورتون کی داخلی کے واسطے ہے۔ اُس روز کوئی مرد داخل نہین ہوتا
اُس دن مکہ کی عورتین بہت آرایش وزیبائش کرتی ہین۔ اُنکے ہان یہ دن زینت وز
کے لئے مشہور ہے۔

جمعرات کے دن پندرہوین تاریخ ہے جمعرات کو بھی بہت سے لوگ عمرہ کو گئے۔ یہ مجمع بھی
پہلے دن کے قریب قریب تہا۔ کوی مرد و عورت مکہ مین باقی نہین رہا۔ یہ پورا مہینا
عمرہ اور دیگر عبادات کے واسطے مخصوص ہے۔ اور پہلی۔ پندرہوین۔ اور ستائیسوین تاریخین
نہایت متبرک مشہور ہین۔ پندرہوین تاریخ شب کو ہم حجر مین بیٹھے ہوے تھے۔ عشا کے
قریب امیر مکہ احرام باندہے ہوئے میقات سے پلٹ کر اپنے گروہ کے ساتھ حرم شریف
مین آیا۔ اُسکے لڑکے بھی احرام باندہے پیچھے پیچھے تھے حسب عادت طواف کیا۔
موذن زمزمی اپنے صغیر السن بھائی کے ساتھ دعا و ثنا مین مشغول رہا جسوقت امیر مکہ
طواف سے فارغ ہوا عشا کا وقت ہو گیا تہا۔ اُسنے امام شافعی کے پیچھے نماز پڑہی اور
صفا مروہ کے واسطے مراجعت کی۔

سولهوین تاریخ جمعہ کے دن ایک بڑا قافلہ جسمین تخمیناً چار سو اونٹ ہونگے شریف داود کے ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کے واسطے روانہ ہوا۔ اس سے قبل جمادی الثانی مین ایک چھوٹا سا قافلہ زیارت مقدس کو جاچکا ہی۔ اب ایک قافلہ باقی ہے جو شوال مین جائیگا اور اُس سے چند روز بعد عراقی قافلہ کے ہمراہ بھی حجاج زیارت مبارک کو جائینگے۔ بڑا قافلہ انشاءاللہ تعالےٰ اُنتیسوین شعبان کو واپس آئیگا۔

ستائیسوین رجب کو منگل کی رات مین بہر تمام شہر کے آدمی بڑے ساز و سامان سے عمرہ کو گئے۔ یہ مجمع بھی پچھلے مجمع سے کم نہ تہا۔ رات بہر تمام زن و مرد پچھلی ترتیب کے موافق میقات کو روانہ ہوئے اسلئے کہ یہ رات متبرک ہی۔ صبح کو اہل شہر نے زینت و آرائش مین بہت کچہ تکلفات کئے۔ اس عمرہ کو **عمرۂ اکمہ** کہتے ہین اور اُسکا احرام اُس ٹیلہ کے پاس سے باندہا جاتا ہے جو اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مسجد کے سامنے ایک پرتاب تیر کے فاصلہ پر اور حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی مسجد کی قریب ہے اسکا اصلی واقعہ یہ ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے اُسکے شکریہ مین تمام اہل مکہ کے ساتہ برہنہ پا عمرہ کو تشریف لے گئے اور اُس ٹیلہ کے پاس احرام باندہا۔ اُس روز رجب کی ستائیسوین تھی۔ اہل مکہ نے اُنکے اتباع مین یہ طریقہ جاری کیا اور اُسیطرح آجتک جاری ہے جسطرح کہ عقبہ حجون سے باب المعلی مین داخل ہونے کا طریقہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے اتباع مین فتح مکہ سے اسوقت تک جاری ہے اور اُسکا مفصل بیان اُوپر ہوچکا ہے۔ حضرت عبداللہ

رضی اللہ عنہ کے عمرہ کا دن یہان بہت مشہور و معروف ہی۔ اُس روز اُنھون نے عمرہ
مین بہت سی قربانیان کی تہین۔ اور تمام شرفاے مکہ بہت سے جانور قربانی کے واسطے
لے گئے تھے۔ سب نے وہان دو روز قیام کیا تھا اور نفیس نفیس کہانے پکواکر لوگون کو
کہلائے تھے۔ غرضکہ اُس عمارت کے شکریہ مین بہت خوشی منائی تھی۔ یہ عمارت ابراہیم
علیہ السلام کے زمانہ کی بنیادون پر تعمیر ہوی تھی۔ اہل قریش نے اس بنیادونسے کچھ
گہٹاکر خانہ کعبہ بنایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بوجہ قرب عہد کفار اپنے
زمانے مین بھی اُسی حالت پر قائم رکہا۔ یہ امر روایات صحیحہ سے ثابت ہی اور اس معاملے
مین ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی
روایت کے موافق ہے۔ اس جدید بنا یعنی عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کو حجاج
بن یوسف نے منہدم کرکے اہل قریش کی بنیادون پر اُسیطرح تعمیر کیا جیسا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین بنا ہوا تھا۔ چنانچہ ابتک اُنہین بنیادون پر قائم ہی۔

انتیسوین[۲۹] رجب کو جمعرات کے دن خاص عورتونکے واسطے خانہ کعبہ کا دروازہ کہلا
تمام مکہ کی عورتین نہایت اہتمام اور تکلفات کے ساتہ چارونطرف سے حرم شریف مین
جمع ہوئین۔ جب شیبی اپنی عادت کے موافق در اقدس کو کہولکر علٰحدہ ہوے اور تمام مرد
مقام طواف اور حجر کے قریب سے ہٹ گئے۔ عورتونکے بڑے بڑے جُہرمٹ نہایت
ذوق و شوق سے ایسے بیتابانہ داخل ہونے لگے کہ شیبیونکو باہر نکلنا دشوار ہوگیا۔
عورتونکی یہ کثرت تھی کہ ایک دوسری پر گری پڑتی تھی کوئی چلاتی تھی۔ کوئی روتی تھی۔ اور کوئی

تسبیح وتہلیل مین مصروف تھی - یہ ہنگامہ اژدہام مرد کے مجمع سے کم نہتہا - دوپہر تک یہی
کیفیت ہی - عورتون نے طواف - حجر اسود کے بوسہ - اور ارکان کعبہ کے مس کرنے
کا مل حظ حاصل کیا - اُنکے واسطے یہ دن بہت غنیمت ہی کیونکہ سال بہر تک دور سے
طواف کرنے اور حجر اسود کے نظارہ کے سوا کوئی لطف نہین ملتا ہے - خانہ کعبہ کے
دروازہ کو دیکھتی ہین مگر داخل نہین ہوسکتین - حجر اسود کا نظارہ کرتی ہین لیکن چہو نہین
سکتین اسلیئے مردونکی نسبت یہ گروہ مسکین اور مرحوم ہے - تمام سال مین یہی ایک دن
اُنکی حصول آرزو کا ہوتا ہے - اِسی روز کی زینت کے لیئے بہت دن پہلے سے
سامان کیئے جاتے ہین اللہ تعالیٰ اس دن کے اہتمام اور اشتیاق مین اُنکے حُسن نیت
اور اخلاص کا اجر عطا فرمائے - دوسرے دن صبح کو کعبہ شریف کو غسل دیا گیا غسل کا
یہ سبب ہے کہ عورتونکے ساتھ داخلی کے وقت کم سن اور شیر خوار بچے بھی آئے تھے
اگر کسی نافہم کے قلب مین خطرات نامناسب پیدا ہون اور اُسکی فراست اُسے اتنا بھی
نہ سوچنے دے کہ ایسے مقدس اور مطہر مکان مین حادثہ نجاست کا کیا امکان ہے
اُن خطرات کے پاک کرنے کے واسطے بطور تعظیم و تکریم اس مکان اطہر کو آب زمزم سے
دھویا گیا - جب غسل کا پانی بہنے لگا لوگ ہاتہ منہ دہونے کو اُسکی طرف دوڑے - اور
اکثر نے بغیر لحاظ علّت غسل اس آب مطہر کو ظروف مین بھرا - مگر بعض بے عقل اس
سعادت سے محروم رہے - شاید اُنکے ناجائز خیال اور کج فہمی نے اس دولت سے
بے نصیب رکہا - کیا ارباب شعور کا یہ خیال نہین ہے کہ آب زمزم سا پاک پانی کعبۂ مقدس

کے اندر ڈالا جائے اور اُسکی دیواروں پر ملکر رکن اسود اور ملتزم کے سامنے بہایا
جائے وہ پانی کام و دہان مین لینے اور سر و چشم پر ملنے کے قابل ہے ؟ پناہ بخدا
اگر اس خیال سے طبیعت مین کچھ گاو پیدا ہو یا اس عقیدہ کے خلاف دلمین کوئی شبہ
جاگزین ہو حسن نیّت اللہ کے نزدیک مقبول ہی۔ اُسکے حرمون کی تعظیم اُسکی رضامندی
کا باعث ہے وہ علیم و دانا ہے اور اُسے تمام خطرات خفی و جلی پر بخوبی آگاہی ہے۔

حالات ماہ شعبان المبارک ۹ے ۱۳ھ

اُنیسوین نومبر کو ہفتہ کی شب مین چاند دیکھا صبح کو امیر مکہ حسب عادت اپنے بہائی
بیٹے اور خدام کے ساتہ حرم شریف مین آیا۔ اور موذن زمزمی مع اپنے بھائی کے
دعا اور ثنا مین مصروف ہوا۔

اس مہینے کی تیرہوین تاریخ (یکم دسمبر) جمعرات کی سحر کے وقت جبکہ سب لوگ صبح کی
نماز مین مشغول تھے چاند گہن ہوا اور قریب ایک تہائی کے گھر کر غروب ہوگیا۔ اسکے
دوسرے دن جمعہ کی صبح کو تمام شہر کے لڑکے حرم شریف مین آئے اور قبہ زمزم
کے قریب جمع ہو کر چلّا چلّا کر کہنے لگے۔ "اے بندگان خدا کلمہ پڑہو اور تکبیر کہو"
کل حاضرین اُنکی ندا کے موافق تکبیر و تہلیل مین مصروف ہو گئے۔ بعض عوام بھی لڑکون
مین شامل ہو کر یہی ندا کرنے لگے۔ تمام زن و مرد کا قبہ زمزم پر ہجوم تھا اسلئے کہ اُنہین
گمان بلکہ یقین ہے کہ زمزم کا پانی شعبان کی پندرہوین شب کو زیادہ ہو جاتا ہے۔
اور اس مہینے کے چاند کی نسبت یہان یہ خبر مشہور ہے کہ یمن کی طرف شب جمعہ کو

دیکھا گیا ہے۔ اس لئے آج پندرھوین تاریخ کے گمان پر لوگ قبہ زمزم کے گرد اسکے
پانی سے برکت حاصل کرنے کو اس کثرت سے جمع ہوئے کہ ایسا اژدحام کبھی نہین ہوا
تھا۔ سقے کنوین پر چڑھے ہوئے ڈول کھینچ کھینچ کر آدمیونپر پانی ڈالتے تھے۔ پانی کسی کے
سر پر اور کسیکے منہ پر پڑتا تھا اور آدمیونکا شوق اور بڑھتا جاتا تھا اور آنسو بہتے تھے۔
دوسری طرف عورتین کھڑی ہوئی رو رو کر اپنے کپڑے تر کرتی تھین اور نہایت ذوق و
شوق سے دعائین مانگتی تہین۔ لڑکے اسیطرح باواز بلند تسبیح و تہلیل مین مصروف تھے
اس مجمع کا بھی عجیب و غریب منظر تھا۔ انبوہ کے سبب سے طواف کرنا اور شور و غل کی وجہ سے
نماز پڑھنا دشوار تھا۔ ہمارے گروہ مین سے ایک شخص بڑی مشقت اور محنت سے قبہ کے
اندر گیا۔ اُسنے لوگون کی زبانی سُنا کہ کنوین کا پانی سات ہاتھ بڑھ گیا۔ اسلئے ایک ثقہ
آدمی کی تلاش ہوئی۔ ایک بوڑھے شخص سے دریافت کیا تو اُسنے آبدیدہ ہو کر کہا۔
”یہ خبر صحیح ہے“ اُسنے دریافت کیا ”تمنے خود اسکا امتحان کیا؟“ تو کہنے لگا۔
”بیشک! اسمین کوئی شُبہ نہین ہے“ اِسی جماعت مین سے ایک شخص نے بیان کیا
کہ جمعرات کی صبح کو مینے آب زمزم کو کنوے کی منّ سے قدِ آدم نیچے دیکھا تھا نعوذ باللہ
اِس کذب و افترا سے نہین معلوم کیا فائدہ ہے۔ ہمنے اس ہنگامے سے پہلے مکہ کے عوام سے
پانی بڑھنے کی خبر سُنی تھی اسواسطے جمعہ کی شب مین ہم مین سے ایک شخص نے قبہ زمزم
مین جاکر کنوین مین ڈول ڈالا۔ جب ڈول سطح آب پر پہنچا تو منّ کے کنارے سے ناپ کر
رسّی مین گرہ لگا دی۔ صبح کو اِس بھیڑ کے وقت بڑی کوشش سے اندر جاکر اُسی ڈول کو

کنوین مین ڈالا - مگر کنوین کی گہرائی اُسی گرہ کے برابر تھی کمی بیشی کا کوئی وجود نہ تھا بلکہ سنیچر کی رات مین اُسی پیمانہ سے ناپا تو پانی گھٹا ہوا پایا - کیونکہ اگر کسی دریا سے بھی اس قدر صرف کیا جاتا تو وہ بھی گھٹ جاتا - سنیچر کی صبح کو ہمنے پھر اُسی رسّی سے پانی ناپا تو اصلی حالت پر پایا - یہ بھی اللہ تعالےٰ کی قدرت ہو کہ اس پانی کو بہت سی خصوصیات کا شرف عطا فرمایا ہے - لیکن یہان اگر یہ بات کوئی ضد سے نکالے کہ کنوین کا پانی بدستور رہا تو غالبًا یہ لوگ پانی اُسے کنوین مین ڈھیل دین یا پاؤن سے روند ڈالین - اللہ تعالیٰ عوام کے غلبۂ طبیعت اور اُنکی خواہشات کے جوش سے محفوظ رکھے -

اہل مکہ کے نزدیک شعبان کی پندرہوین شب بڑی خیر و برکت کی ہے - اس رات کو تمام شہر کے باشندے اعمال خیر کی کوشش کرتے ہین - رویت ہلال کے حساب سے پندرہوین شب سنیچر کی رات تھی - اس شب مین حرم شریف مین بڑی زیب زینت ہوئی نماز عشا کے بعد سب نے چھوٹی چھوٹی جماعتون کے سات نماز تراویح شروع کی - ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ اور گیارہ بار قل ہو اللہ پڑہی گئی - اسطرح سو رکعتین پچاس سلامون کے ساتھ ادا کین - ہر جماعت کے واسطے چٹائیان بچھین اور شمع و چراغ روشن ہوے - ان سب پر یہ طرّہ تھا کہ چاند اور تارونکی روشنی منتشر ہو کر کعبۂ اقدس کے انوار سے دست و گریبان تھی - اور آسمان ایک نورانی گنبد نظر آتا تھا - ایسی رات کبھی وہم و خیال مین بھی نہین گذری تھی - لوگون نے طرح طرح کی عبادت کا التزام کیا تھا - بعض نے جماعت کے ساتھ تراویح ادا کین - اس قسم کی ساتھ یا آٹھ جماعتین تھین - بعض نے مقام حجر مین بلا جماعت

نمازیں پڑہیں۔ بعض عمرہ کو گئے اور بعض نے کثرت سے طواف کئے ۔ ان سب عبادات میں فرقہ مالکی اور کل گروہوں سے غالب رہا۔ حاصل کلام اس رات کے فضائل اور برکات مشہور و معروف ہیں۔ اللہ تعالی ہر شخص کو اسکی برکتوں سے مستفید فرماوے۔ اسی رات میں احمد بن حسان نے ایک عجیب امر کا مشاہدہ کیا۔ ایک ثلث رات باقی رہی احمد حسان پر نیند کا غلبہ ہوا وہ قبہ زمزم کی دیوار کے پاس اُس چبوترہ پر جو حجر اسود کے سامنے ہے سو نے کو لیٹے۔ اُنکے سرہانے اسی چبوترہ پر ایک عجمی بیٹھا ہوا بڑے ذوق و شوق سے کچھ اشعار پڑہ رہا تھا اور ہر شعر کے بعد جگر گداز آہ کھینچتا تھا کبھی آواز کو پست کرکے نامعلوم سی کر دیتا تھا اور کبھی آواز کو بلند کرکے دلوں کو ہلا دیتا تھا۔ اس سوز و گداز اور حسن کلام نے احمد حسان کی نیند اُچاٹ کردی۔ عجمی نے اپنے اشعار کو اس بیت پر ختم کیا۔

ان کان سوء الفعال ابعدنی   فحسن ظنی الیک قربنی

(اگرچہ میرے افعال بد نے دور کر دیا ہے مگر تمہارے ساتھ میرا حسن ظن قرب کا باعث ہے) اس بیت کی کچھ اس خوش الحانی سے تکرار کی کہ دلوں کے ٹکڑے ہوتے تھے اور پتھر پگھلے جاتے تھے۔ اسی بیت کی تکرار سے اسکی آواز ضعیف ہوگئی اور آنسو تھم گئے احمد بن حسان کو خیال ہوا کہ کہیں اس شخص کو غش نہ آجاوے سر اُٹھا کر دیکھا تو واقعی عجمی بیہوش ہوکر چبوترے سے نیچے گر پڑا اور بے حس و حرکت ہوگیا۔ ابن حسان اس حادثہ سے پریشان ہوکر اُٹھا اور اُسکی موت و حیات میں متردد ہوگیا اس سلئے کہ چبوترہ زمین سے بہت اونچا تھا۔ ایک اور شخص اسی چبوترے کے نیچے سو رہا تھا وہ بھی گرنے کی آواز سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور یہ دونوں

متحیر اور متردد اُس عجمی کو دیکھہ رہے تھے۔ نہ تو کوئی اُسکے پاس جاتا تھا اور نہ کوئی اُسے
ہلاتا تہا۔ اسئنے مین ایک عجمی عورت اُس طرف سے گذری اُسنے کہا۔
"تمنے غضب کیا کہ اُسے اس حال مین چہوڑ رکہا ہے" اور جلدی سے تھوڑا زمزم کا
پانی لاکر اُسکے مُنہ پر چہڑکنے لگی۔ تب یہ دونون بھی آگے بڑہے اور عجمی کو زمین سے
اُٹھایا۔ اُسنے ہوش مین آتے ہی دونون آدمیونسے منہ چہپاکر باب بنی شیبہ کی راہ لی
یہ دونون شخص کہڑے ہوے تعجب سے اُسکی طرف دیکھتے رہے۔ ابن حسان کو اس امر کا
کمال افسوس ہوا کہ ایسے شخص کی دعا سے کیون محروم رہا اور اُسکی صورت کیون نہ پہچان
لی تاکہ دوسرے وقت اُسکی صحبت سے فائدہ حاصل کرتے۔ ان عجمیونکے عبادات۔
مجاہدات۔ اور رقت قلبی کے عجیب و غریب افسانے ہین اور اُنکی استقامت اور
کرامت مشہور و معروف ہی۔ یہ شرف اللہ تعالےٰ کے ہاتہہ ہی اپنے بندونمین سے جسکو
چاہتا ہے عطا کرتا ہی۔

حالات ماہ رمضان المعظم ۱۲۹۵ھ

آنیسوین دسمبر کو پیر کی شب مین رمضان شریف کا چاند دکہائی دیا۔ مگر اہل مکہ نے اتوار
کے دنسے روزہ رکہا اسلئے کہ امیر مکہ نے اپنے مذہب کے موافق اتوار کی شب مین چاند
کے اعلان کے نقارے بجانے کا حکم دیا تہا۔ حال آنکہ اُس شب کو چاند کی صحت نہین
ہوی تھی۔ مگر اُنکے مذہب مین یوم شک کا روزہ بھی فرض ہے۔ اس ماہ مبارک کے
لئے حرم شریف مین ہر قسم کی آرایش کی گئی۔ نئے فرش بچھے۔ شمعین اور مشعلین و شمع

ہوئین - تمام حرم شریف نور سے معمور اور شعاعون سے منور ہوگیا - ہر فرقہ کے امام نے
علیحدہ علیحدہ نماز تراویح کی جماعتین قائم کین - شافعیون کی جماعت سب سے آگے حرم
شریف کے ایک کونے مین قائم ہوئی - اسیطرح حنبلی حنفی - اور زیدیونکی جماعتین قائم
کین مگر مالکیون کی جماعت مین تین قاری باری باری سے قرات کرتے تھے - ابکی سال
انکی جماعت مین سامان زینت شمع وغیرہ بھی اورون سے زیادہ ہی اسلیئے کہ مالکی تاجر اس
سال کعبہ کے واسطے بہت سی شمعین لاے ہین - دو شمعین بہت بڑی ہین اور امام کی محراب
کے سامنے نصب ہین انکا وزن ایک قنطار[1] ہی - انکے گرد اور بہت سی چھوٹی بڑی شمعین
لگائین جنکی شعاعون سے نظر خیرہ ہوتی ہے - غرض کہ حرم شریف کا کوئی گوشہ قاری اور
جماعتون سے خالی نہین ہے - تمام مسجد الحرام قاریون کی آواز سے گونج رہی ہی - اس جلسے
کے دیکھنے اور قرآت کے سننے سے نفسون مین انکسار اور قلبونمین رقت پیدا ہوتی ہے
بعض اہل غربت نے حجر مین صرف نماز ہی پر اکتفا کی اور طواف کو غنیمت سمجھا - تراویح کی
جماعت مین شریک نہوئے اسلیئے کہ ایسے وقت مین انہین تمام مختص مقامات کی قربت اور
قیام میسر ہو سکتا ہی - تراویح مین شافعیونکے امام نے سب سے زیادہ مجاہدہ کیا ہر چار رکعتون
کے بعد تمام جماعت کے ساتھ خانہ اقدس کا طواف کرنے جاتے تھے - ہر طواف کی ختم
پر جماعت کی اطلاع کے واسطے فرقہ کی آواز اس زور سے ہوتی تھی کہ تمام مسجد گونج جاتی تھی

[1] ایک قنطار گاے کے ایک پوست کی برابر ہے - وزن بارہ سو اوقیہ - ہر اوقیہ سات مثقال کا اور ہر مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے - بعض کے نزدیک قنطار سو رطل کا ہے - انگریزی ایک من پختہ کا ایک قنطار سمجھا جاتا ہے -

اسی ترتیب سے بیس رکعتین دس سلاموںکے ساتھ پوری کین اور وتر وغیرہ پڑہکر گہرونکو چلے گئے
اور مذاہب کے اماموں نے حسب معمول تراویح ادا کین - شافعیون مین تراویح کے واسطے
پانچ امام ہین - امام اول امام الفریضہ ہے - اور امام وسطی فقیہ ابو جعفر بن علی الفنکی القرطبی ہین
انکی قرات سنگ خارا کو پانی کرتی ہے -

اس ماہ مبارک مین فرقعہ کی آواز کئی موقعون پر ہوتی ہے - تین بار بعد اذان مغرب
اور تین بار عشا کی دوسری اذان کے بعد - اس مقدس مکان مین یہ رسم بالکل بدعت ہی -
موذن زمزمی اور اسکا خرد سال بھائی سحری کے وقت شرقی مینار پر چڑہکر خوش الحانی
سے ذکر آلہی اور دعا مین مصروف ہوتا ہے - امیر مکہ کے گہر سے یہ مینار قریب ہی اسکے
اوپر ایک بلند لکڑی نصب ہی - اور لکڑی کے سرے پر ایک ہاتہ بہر کی آڑی لکڑی لگی ہوئی
ہے - اور دونون سرونمین چرخیان ہین - اُن چرخیون پر کہینچکر دو بڑی بڑی لالٹینین لٹکائی جاتی
ہین - اور لالٹینین سحری کے وقت سے صبح تک روشن رہتی ہین - طلوع صبح کے قریب موذن
زمزمی کئی بار بلند آواز سے سحری کے ختم کا اعلان کرتا ہے اور دونون لالٹینین نیچے اتار دیتا ہے
اسکے بعد فجر کی اذان کہتا ہے اُسوقت اور موذن بھی اپنے اپنے منارون پر چڑہکر اذان
شروع کرتے ہین - اس اعلان سحر اور اذانون کی آواز سُنکر لوگ سحری کو شروع اور ختم کرتے ہین
جنکے مکانون تک آواز نہین جاتی وہ لالٹینونکے چڑہنے اُترنے سے سحری کا وقت
دریافت کر لیتے ہین -

دوسری رمضان المبارک کو منگل کی رات مین امیر مکہ نے خانۂ مقدس کا رخصتی طواف کیا - و

طغتگین بن ایوب برادر سلطان صلاح الدین کی ملازمت کے واسطے مکہ سے نکلا ہی۔ ایک عرصہ سے سیف الاسلام صلاح الدین کے بہائی کی مصر آنے کی خبر گرم تھی۔ مگر اب تحقیق ہوا کہ وہ ینبوع مین اُتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے واسطے مدینہ منورہ کو گیا ہے اور اپنا سامان وغیرہ یمن جانے کے لئے صفرا کو روانہ کر دیا ہے کہتے ہین امراے یمن کے فتنہ وفساد کی خبر مصر مین پہنچی تھی اُسکے انسداد کے واسطے جاتا ہے۔ مگر اہل مکہ کے دلونمین بھی اُسکی طرف سے خوف وہراس پیدا ہوا اسلئے امیر مکہ اظہار اطاعت اور محبت کی غرض سے اسکے استقبال کو گیا۔

تیسری رمضان کو بدھ کے دن پہر دن چڑہے ہم حجر المکرم مین بیٹھے تھے کہ یک بیک امیر مکہ کی سواری کے نقارہ کی صدا اور مکہ کی عورتون کی چیخ پکار ہمارے کان مین پہنچی۔ ہم اسی فکر مین تھے کہ امیر مکہ سیف الاسلام کی ملاقات سے پلٹ کر حرم شریف مین داخل ہوا اور خانہ کعبہ کی حاضری کا طواف کیا۔ لوگون نے اسکی مراجعت اور سلامتی پر خوشی ظاہر کی اور سیف الاسلام کی آمد اور بیرون شہر قیام کی خبر شہر مین شائع ہوئی۔ اُسکے لشکر کا ایک دستہ حرم شریف مین آکر امیر مکہ کے پاس طواف مین جمع ہوا۔ اتنے مین شور وغوغا کی صدا آنے لگی اور امیر سیف الاسلام باب بنی شیبہ سے حرم شریف مین آیا۔ اُسکے آگے آگے برہنہ تلوارین اسطرح چمکتی تہین کہ نظر خیرہ ہوتی تھی۔ اُسکے داہنی طرف قاضی اور بائین طرف بڑے شیبی صاحب تھے۔ تمام مسجد حرام مہمان اور تماشائیون سے بھر گئی۔ ہر شخص کی زبان سے اُسکے اور اُسکے بہائی سلطان صلاح الدین کے واسطے دعائے خیر نکل رہی تھی۔ مؤذن زمزمی اپنی

جگہ دعا و ثنا مین مصروف تھا۔ لوگون کی آوازین اُسکی آواز کو دبائے دیتی تھین۔ یہ مجمع بھی قابل دید تھا۔ جب امیر خانۂ مقدس کے قریب پہنچا تلوار وںکو غلاف مین رکھا۔ زینت کر لباس اُتارے گئے۔ اور خانۂ کریم کی تعظیم مین گردنین جھک گئین۔ اسد تعالی کے خوف اور دہشت سے عقلین گم ہوگئین۔ ترکون کا یہ گروہ خانۂ کعبہ کو اسطرح گھیرے ہوئے تھا جیسے شمع کو پروانہ اُنکی داڑھیان آنسوؤن سے تر ہوئی جاتی تھین اور فروتنی سے سر جھکے جاتے تھے قاضی اور شیبی نے بھی امیر سیف الاسلام کے ساتھ طواف کیا۔ امیر مکثر کو بھیڑ نے ایسا دبایا کہ وہ جلدی سے طواف پورا کر کے اپنے مکان کو چلا گیا۔ سیف الاسلام نے طواف کر کے بعد مقام کریم کے عقب مین دوگانہ نماز ادا کیا۔ پھر قبۂ زمزم مین جاکر پانی پیا اور وہانسے نکلکر باب الصفا کے راستے سے حرم شریف سے باہر آیا اور پاپیادہ صفا مروہ کی سعی شروع کی۔ برہنہ تلوارین اُسکے آگے آگے تھین اور راہ کے دونون جانب سپاہی صفین باندہے کھڑے تھے۔ اسیطرح طواف کے وقت بھی سپاہیون نے صفین بنالین تھین۔ صفا مروہ کے دو پھیرے پاپیادہ کیئے اور باقی پھیرے ماندگی کے سبب سے سواری پر پورے کیئے۔ سعی سے فارغ ہوکر دوبارہ حرم شریف مین آیا اور چمکیلی تلوارون کے حلقے مین خراماں چلتا رہا۔ آج خاص اُسکے واسطے خانہ کعبہ کا دروازہ کھلا۔ پہلے زینے کی کرسی دروازہ کے قریب لگائی گئی۔ اُسپہ امیر اور شیبی چڑہے۔ جب شیبی نے دروازہ کھولنے کا قصد کیا اُنکے ہاتھ سے بھیڑ مین کنجی گر گئی۔ اُسکے ڈھونڈنے مین کچھ دیر لگی اور اسوقت تک امیر زینے پر کھڑا رہا۔ جب کنجی ملی تو دروازہ کھلا۔ اور فقط امیر اور شیبی داخل ہوئے اور دروازہ بند ہوگیا۔ باہر زینے پر بڑے

بڑے افسر کہڑے ہے۔ تھوڑی دیر مین دروازہ کھلا اور مقرب لوگ داخل ہوئے۔ امیر بہت
دیر تک خانہ اقدس مین حاضر رہا جب وہ باہر آیا تو باقی لشکر کو بھی داخلی کی اجازت ملی
اسوقت اُن لوگونکا اژدھام باہم کشمکش ایک دوسرے پر گرنا۔ اور ہجوم کرکے داخل ہونا
قابل دید تہا اور اقوام عرب کے مجمع سے بہت مشابہ تہا۔ اسکے بعد امیر سیف الاسلام سوار
ہوکر اپنے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اہل مکہ کے واسطے یہ دن بڑی خوشی اور تماشے کا تھا۔
امیر کے ہمراہ مصر وغیرہ سے بہت سے حجاج آئے ہین جو راہ کی امن کے باعث سی لشکر کے
ساتہ ہو لئے تھے۔

جمعرات کے دن ایک پہر دن چڑہے ہمنے حجر مین بیٹھے بیٹھے نقارے وغیرہ کی آواز سُنی
اور ہم اُس آواز کی طرف متوجہ ہوئے۔ اتنے مین امیر مکہ اپنے عزیز و قریبون کے ساتہ
حرم شریف مین ایک عمدہ زرکار خلعت پہنے اور اُسپر ایک دراز دامن زرین چادر اوڑہے تھا
چادر شعلہ آتش کی طرح چمکتی تھی اور اُسکے دامن زمین پر گھسٹے جاتے تھے۔ آسمانی رنگ کا زرکار
عمامہ سر پر تہا۔ عمامہ کے اسقدر پیچ تھے گویا بادلونکا ایک تودہ تھا۔ یہ خلعت اُسے امیر سیف الاسلام
نے دیا تہا۔ اُسکی خوشی مین اپنی منزلت کی اعلان کے واسطے نقارے بجوائے اور ادائے
شکر کے واسطے خانہ اقدس کے طواف کو حاضر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسکو صلاحیت عطا فرمائے۔
جمعہ کے روز امیر سیف الاسلام اول وقت نماز کے واسطے آیا اور کعبہ کا دروازہ کھولا گیا
امیر مکہ کے ساتہ خانہ اقدس مین داخل ہوا۔ دونو بہت دیر تک وہان حاضر رہے۔ جب باہر
آئے تو ترکون نے داخلی کے لئے بڑا ہجوم کیا۔ بہیڑ کی زیادتی کے باعث زینہ بھی علحدہ

کر دیا گیا۔ مگر اُنکے اژدحام مین کوئی کمی نہ ہوئی۔ ایک دوسرے کے کندہون پر چڑھ چڑھ کر داخل ہوتے تھے۔ جسوقت خطیب خطبہ کے لئے منبر پر چڑہا اُسوقت خطبہ سننے کے لئے آدمی باہر آئے اور دروازہ بند کیا گیا۔ امیر سیف الاسلام نے امیر مکہ کے ساتہ قبۂ عباسیہ مین نماز پڑہی۔ بعد فراغ نماز باب الصفا کے راستے سے باہر نکل کر سوار ہوا اور اپنے قیام گاہ کو چلا گیا۔ دسوین رمضان المبارک کو بدھ کے دن امیر سیف الاسلام اپنے لشکر کے ساتہ یمن کو روانہ ہوا۔

اس ماہ مبارک کے آخری عشرہ کی ہر ایک طاق تاریخ کی شب مین باری باری سے ایک ایک جماعت مین کلام اللہ شریف کا ختم ہوتا ہے۔ اکیسوین شب کو اہل مکہ مین سے ایک لڑکے نے قرآن شریف ختم کیا۔ قاضی اور شہر کے بڑے بڑے بزرگ ختم مین شریک ہوئے۔ ختم سے فارغ ہو کر لڑکے نے کہڑے ہو کر حاضرین کے سامنے خطبہ پڑہا۔ اُسکے باپ نے لوگون کی دعوت کی اور گہر لیجا کر کہانا اور نفیس حلوا کہلایا۔

تیئسوین تاریخ امرائے مکہ مین سے ایک لڑکے کا ختم تہا۔ اُسکے باپ نے اس شب کو آرایش کا بہت ہی اہتمام کیا تہا۔ وسط حرم مین باب بنی شیبہ کی جانب ایک مربع محراب جالیدار لکڑیون کی بنائی۔ محراب چار پایون پر قائم تھی۔ اوپر دو آڑی لکڑیان باندہکر اُسمین قندیلین لٹکائی تہین۔ اوپر جابجا چراغ اور مشعلین لگائی تہین۔ محراب کے گرد لوہے کی کیلون مین موم بتیان روشن کین۔ محراب کے قریب ہی ایک بہت خوشنما روشنی کا درخت بنایا تہا۔ چہوٹی چہوٹی شاخون مین ہر قسم کے پہول اور پہل لگے ہوئے تھے۔ امام جسوقت محراب مین آیا روشنی

کی کثرت سے اُسپر نظر قائم نہین ہوتی تھی - حرم شریف کے سب زن و مرد اس روشنی کی
سیر دیکھنے کو جمع ہوئے تھے - محراب کے پاس مختلف رنگ کی پوشش کا ایک منبر رکھا
ہوا تہا - تراویح کے ختم کے بعد وہ لڑکا محراب سے نکلکر منبر کی طرف آیا - اُسکی عمر پندرہ برس سے
زیادہ نتہی - نہایت مکلف اور دراز دامن لباس زیب تن تہا - آنکھون مین سرمہ اور ہاتھون
مین مہندی لگی ہوئی تھی - چہرے سے تمکین و وقار ظاہر تہا - آدمیون کی کثرت سے منبر تک
جانا دشوار تہا - ایک خادم نے ہاتھونمین اُٹھا کر منبر پر کہڑا کر دیا - وہ لڑکا مسکراتا ہوا
منبر پر چڑہا اور حاضرین کو سلام کیا - قاریون نے اُسکے سامنے بیٹھکر ایک لہجہ مین قرآن
خوانی شروع کی - جب دس آیتین پڑہ چکے لڑکے نے کہڑے ہوکر بہت خوش الحانی سے
خطبہ شروع کیا - اُسکی خوش آوازی سے قلبونمین جوش پیدا ہو گیا - خطیب کے سامنے منبر
کی سیڑہی پر دو آدمی شمعین لئے کہڑے تھے - اور خطبہ کی ہر فصل پر بہ آواز بلند یارب یارب
کہتے تھے - قاری خطیب کے ٹھہرتے ہی قرأت شروع کر دیتے تھے - قرأت کے ختم پر
خطیب پہر خطبہ پڑہتا تھا - دیر تک اسیطرح ذکر و اذکار مین مشغول رہے - خطبہ مین خطیب بیت اللہ
شریف کا بھی ذکر کرتا جاتا تہا اور آستین چڑہا کر مکان مقدس کو ہاتہ کے اشارہ سے بتاتا تھا -
اُسنے مقام کریم اور زمزم کا بھی ذکر کیا اور دونون کی طرف اُنگلی سے اشارہ کیا - آخر خطبہ کو
وداع ماہ مبارک پر ختم کیا اور خلیفہ وقت اور دیگر اُمرا کے واسطے حسب قاعدہ دعا کی
اسکے بعد مجمع منتشر ہو گیا - حق یہ ہے کہ اس لڑکے نے نہایت بلیغ اور پر تاثیر خطبہ
پڑہا - لیکن نفسون مین نصیحت قبول کرنے کی صلاحیت نہین ہی - ورنہ جو تذکرہ زبانسے

نکلتا ہی کانون مین ضرور پہنچتا ہے مجلس کے ختم ہونے پر لڑکے کے باپ نے قاضی اور دوسرے بزرگونکو گہر لیجا کر کہانا اور حلوا کہلایا۔ اس رات مین لڑکے کے باپ نے اس خوشی مین بہت کچہ صرف کیا۔

پچیسوین تاریخ امام حنفی کے یہان ختم تہا۔ انھون نے بھی اپنے لڑکے کے ختم کی خوشی مین بڑی زیب و زینت کا سامان کیا۔ اپنے حطیم کے اوپر تختے اور لکڑیان لگا کر چارون طرف چراغ اور مشعلین روشن کین جنکے باعث تمام حطیم منور ہو گیا۔ اور اوپر کا حصہ تاج کی طرح چمکنے لگا۔ اُسکے سامنے چار موم کے درخت نرالی صنعت سے لگائے تھے بعض مین شاخین اور پھول پھل بھی بنے ہوے تھے۔ اور بعض سادے تھے۔ ایک جالیدار محراب لکڑیون کی بنا کر اُسکے چارون طرف بتیان روشن کین۔ بتیونکو اسطور سے لگایا تھا کہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ایک ایک بتی لگن مین لگا کر اُسکے گرد اور بتیونکا حلقہ بنایا تھا۔ اسوجہ سے ہر طرف نور کے ہالے نظر آتے تھے۔ محراب کے سامنے رنگین پوشش کا منبر رکہا ہوا تھا۔ اس آرائش کے دیکہنے کے واسطے پہلے مجمع سے بھی زیادہ آدمی تھے۔ ختم کے بعد لڑکا محراب سے نکلکر منبر کی طرف آیا۔ اِسکی عمر بھی پہلے لڑکے کی برابر تھی۔ بہت نفیس لباس پہنے اور دامن زمین پر لٹکائے ہوے نہایت شرم کے ساتہ منبر پر چڑہا اور حاضرین کو سلام کیا۔ خطبہ بہت نرم اور شرمگین آواز سے شروع کیا۔ اول الذکر لڑکے کی نسبت اِسکی حالت نہایت تمکین و وقار کی تھی۔ اُسکی نصیحت نہایت بلیغ اور بیان بہت فصیح تہا۔ قاریون نے اُسکے سامنے بیٹہکر قرآن شریف شروع کیا۔ جب تک وہ قرآن شریف پڑہتے تھے

لڑکا خاموش کہڑا رہتا تہا۔ آیات مقررہ کے ختم پر پہر خطبہ پڑہتا تہا منبر کی سیڑہیون پر خدام
شمعدان اور انگیٹہیان لئے کہڑے تھے اور عود سلگاتے تھے۔ یہ لوگ خطبہ کے وقفہ کے
وقت بآواز بلند تین یا چار بار یارب یارب کہتے تھے بعض وقت حاضرین بھی انکے ساتہ
شامل ہوجاتے تھے۔ خطبہ کے ختم کے بعد خطیب منبر سے اُترا۔ لڑکے کے باپ نے
معززین مجلس کو کہانا کہلایا۔ یا تو اپنے گہر لے گیا۔ یا تعظیماً انکے مکانون پر بہیجدیا۔
انوار کی پہلی کے حساب سے ستائیسوین شب جمعہ کی رات تھی۔ یہ رات تمام راتون سے
افضل اور قبولیت مین اکمل ہے۔ خانۂ کعبہ اور مقام کریم کے پیچہے ایسی شب مین ختم قرآن
شریف بالکل موجب خیر و برکت ہے۔ اس رات کی آرائش کے لئے دو تین روز قبل سے
اہتمام ہوا تہا۔ شافعیون کے حطیم کے سامنے اونچی اونچی لکڑیان کہڑی کرکے تین تین
لکڑیون مین ہاتہ ہاتہ بہر کے ڈنڈے جڑکر حطیم تک اسیطرح صفین بنائی تہین۔ ڈنڈون کے
اوپر لمبے لمبے تختے جڑدئے تھے۔ ان تختونکے اوپر اسی ترتیب سے اور تختے لگائے تھے
غرض کہ اسطور سے تختونکے تین طبقے قائم کرکے اوپر کے طبقہ مین فقط لمبی لمبی لکڑیان
نصب کی تہی۔ طبقۂ اعلی کی لکڑیون مین برابر کیلین جڑکر انمین بتیان لگائی تہین۔ اور نیچے کے
طبقون سوراخ کرکے ڈنڈی کے گلاس لگائے اور تینون طبقون کے چارون طرف
بڑی چہوٹی قندیلین لٹکائین۔ قندیلین پیتل کے برتنون کی طرح چارون طرف سے سوراخ
تہین اور اُسپر تین زنجیرون کے سہارے سے لٹک رہی تہین۔ اُنکے نیچے لمبا خانہ
تہا اُسمین ڈنڈی کے گلاس رکہدئے تھے۔ قندیلون کی وجہ سے ہر طبقہ اس طرح نظر

آتا تہا گویا ایک نورانی پایون کی میز ہے - قبۂ زمزم کے جنوبی گوشہ کے سامنے والے
حطیم سے قبہ زمزم کی دیوار تک روشنی کے واسطے اسی قسم کی ٹٹیان بنائی تہین - اور قبہ کے
اوپر اذان کہنے کی جگہ مین مشعل روشن تھی - قبہ کی جو دیوار کعبہ شریف کی محاذی ہے
اُسکی جالیون کی پیشانی پر برابر برابر بتیان لگادی تہین - مقام کریم کے گرد لکڑی کی جالیدار
محرابین بناکر محرابونکے اطراف مین لوہے کی کیلون مین بتیان لگائی تہین - اور
مقام کریم کے دونون طرف لگنون مین موٹی موٹی بتیان روشن تہین - لگنین اونچی اونچی
صندلیونپر رکھی ہوی تہین - حجر کی دیوار پر بہی برابر شمعدان چُنے ہوے تھے اور موم
کی بتیان روشن تہین - یہ مقام ایک دائرہ نور معلوم ہوتا تہا - کعبہ شریف کے گرد مشعلون
کا ایک حلقہ روشن تہا - حرم شریف کے کنگرون پر مکہ کے لڑکے فلیتے روشن کرکے
لگا رہے تھے - ہر سطح پر روشنی کے کام مین ایک ایک جماعت مصروف تھی - اور آپس
کی سبقت مین بڑی تیزی کے سات روشنی کر رہے تھے - دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا
تہا کہ آگ کا شعلہ ایک کنگرہ سے اُڑکر دوسرے کنگرہ پر پُہنچ جاتا ہے اسلیے کہ روشنی
کی چمک مین روشنی کرنیوالون کی پوری پوری ہیئت نظر نہین آتی تہین - سب روشنی
کرنے والے ایک زبان ہوکر بلند آواز سے یا رب یا رب کہتے جاتے تھے -
اُنکی آوازونسے کل حرم شریف کی عمارت گونج جاتی تھی - جب پوری روشنی ہوچکی تو روشنی
کی کثرت سے آنکھون مین چکاچوند ہونے لگی - جسطرف دیکھو نور ہی نور نظر آتا تھا -
اس رات کی رونق دیکھکر گمان ہوتا تہا کہ شاید اس مقدس شب کی بزرگی کی وجہ سے

رات کا سیاہ لباس دہوکر تارونکے نور سے مزیّن کیا ہے۔ اول قاضی سنے مقام کریم
سکے پیچہے کہڑے ہوکر عشا کے فرض پڑہائے پہر ختم کے واسطے سورہ قد اسے شروع
کیا۔ اور دو رکعتون مین آخر تک ختم کرکے قبلہ رو کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا۔ لیکن شور وغل
کی وجہ سے خطبہ سُننے مین نہین آیا۔ مقام کریم کو کعبہ شریف سی باہر لاکر مصلےٰ کے
سامنے لکڑی کے قبہ مین رکہا تہا۔ اور تمام فرقون کے امام ختم کی تعظیم کےسبب سے اسی مصلےٰ
پر جمع ہوئے تھے۔ شب گذشتہ مین سب امامون نے سورہ قد اسے قرآن چہوڑ
دیا تہا۔ ختم قرآن سے فارغ ہوکر سب امام اپنے اپنے مصلّون پر تراویح کے واسطے چلے گئے
اور یہ مجمع متفرق ہوگیا ہر شخص کے دلپر خوف طاری تہا۔ آنکہون سے آنسو جاری تھے
اس رات کی عظمت اور بزرگی دیکہکر ہر ایک کو گمان تہا کہ شاید لیلۃ القدر یہی رات ہے
اللہ تعالےٰ اس شب مقدس کے مشاہدہ سے سب کو سرفراز فرمائے۔

ستائیسوین شب کے بعد تراویح مین پانچون امامونکے ہان متفرق آیتین کلام اللہ کی پڑہی جاتی ہین
اور ہر جماعت دو دو رکعت کے بعد طواف کرتی جاتی ہے۔ اُنتیسوین شب کو ہر ایک امام نے
تراویح کے بعد خاتمہ کا خطبہ پڑہا۔ مالکی امام نے اپنی محراب کے سامنے لکڑی کی چہوٹی چہوٹی
محرابین نصب کین۔ محرابون کی بلندی قد آدم سے کم تھی۔ دو دو محرابون پر ایک ایک چوڑی
لکڑی جڑ کے اُسکے چارون طرف بتیان لگائی تہین۔ اسیطرح محرابونکے نیچے اور وسط مین
بکثرت روشنی تھی۔ محراب کے سامنے شمعین لگنون کے عوض پتہر کی تپائیونپر نصب کین تہین۔
یہ مختصر منظر بہی نہایت خوشنما تھا۔ عظمت و غرور کی شان سے خارج اور عجز و انکسا

کی حالت مین داخل تہا۔ اس مختصر زیبائش سے بجز اجر و ثواب کے اور کچہ مقصود نہ تھا مالکیون کی جماعت جب ختم تراویح کے واسطے کہڑی ہوئی قاریون نے نوبت بہ نوبت بڑی عجلت سے نماز کو ختم کیا۔ اور اُنہین سے ایک نے محراب کے سامنے شمعون کے بیچ مین کہڑے ہوکر خطبہ شروع کیا۔ یہ خطبہ امام حنفی کے خطبہ کا انتخاب تھا۔ خطیب نے بہت تشریح کے ساتہ خطبہ پڑہا۔ مگر اُسکی بدآوازی سے آنکہہ مین آنسو تک نہ آیا۔ اور جلسہ درہم و برہم ہوگیا۔ محراب کے سامنے کی شمعون پر لوگون نے دست غنیمت دراز کیا۔ اور بیخوف وہراس لوٹ کر لیگئے۔ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ خانہ کعبہ کے سامنے ہمپر یہ ماہ مبارک بعافیت تمام گذرا۔ خداوند ذوالجلال ہمین اُسکی برکت سے مالا مال کرکے اپنے مغفور اور مرحوم بندونمین شامل فرمائے۔ اور اس نعمت بیمثال کے شکر کی ہمارے قلبونمین توفیق پیدا کرے۔ اور تمام اہل اسلام کا خاتمہ دین حق پر فرمائے۔

حالات ماہ شوال ۵۷۹ھ

۱۶ جنوری کو منگل کی شب عید کا چاند دیکہا۔ یہ حج کے مہینونمین سے پہلا مہینہ ہے جنکی شان کلام اللہ مین آیا ہے اشہر معلومات اسکے بعد کے تین متصل مہینے اشہر الحرام ہین جنمین جدال وقتال حرام تہا۔ چاندرات کو تمام حرم شریف مین رمضان کی ستائیسوین کی طرح شمعین اور مشعلین روشن ہوئین۔ سب منارونکے چارونطرف روشنی ہوئی۔ جبل قبیس کی مسجد کے سطح پر بھی چراغ وغیرہ جلائے گئے۔ قبہ زمزم پر موذن نے تسبیح وتہلیل شروع کی۔ اماموں نے شب بیداری کی۔ اور اکثر لوگون نے تمام رات طواف اور نماز مین بسر کی اللہ تعالی سب کی

کوششیں قبول فرمائے۔

خانہ کعبہ کی عید الفطر

صبح کو بعد نماز فجر سب لوگوں نے کپڑے بدلے اور عید کی نماز کے واسطے حرم شریف
میں جمع ہوئے۔ یہاں کوئی عیدگاہ نہیں ہے۔ خانہ کعبہ کے شرف و عظمت کے باعث
حرم شریف ہی میں عید کی نماز ہوتی ہے۔ پہلے شیبی لوگ کعبہ شریف کا دروازہ کھولکر
داخل ہوئے اور بڑے شیبی چوکھٹ پر کھڑے رہے۔ اتنے میں امیر مکہ کی آمد کی اطلاع
ہوئی شیبی نے باب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک استقبال کیا۔ امیر مکہ نے آکر پہلے
خانہ اقدس کا طواف شروع کیا اور موذن زمزمی اپنی عادت کے موافق دعا و ثنا میں مصروف
ہوا۔ طواف کے بعد امیر قبہ زمزم کے چبوترہ پر جاکر بیٹھ گیا۔ دہنی بائیں اسکے لڑکے تھے
اور پیچھے وزرا اور عمائدین کھڑے تھے۔ آدمیوں سے تمام حرم شریف بھر گیا تھا۔ شیبی
امیر کو چبوترہ تک پہنچاکر اپنی جگہ پلٹ آئے۔ تمام حاضرین انکی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے تھے
اور انکی شرف و منزلت پر رشک کرتے تھے۔ امیر کے ساتھ چار شاعر بھی تھے اور باری
باری سے کچھ اشعار پڑھ رہے تھے۔

اس عرصہ میں نماز کا وقت کامل ہو گیا۔ خطبہ کے واسطے قاضی حرم شریف میں داخل ہوا
اسکے دونوں طرف سیاہ نشان تھے اور آگے آگے فرقعہ کی صدا ہوتی جاتی تھی
جس سے تمام حرم شریف گونج رہا تھا۔ قاضی سیاہ لباس میں تھا۔ جب قاضی مقام کے
کے پاس آیا سب لوگ نماز کے واسطے کھڑے ہوئے۔ نماز سے فارغ ہوکر قاضی منبر

پر چڑہا۔ منبر کعبہ شریف کی دیوار کے پاس رکہا تہا جہان ہر جمعہ کو رکہا جاتا ہی خطیب نے
نہایت بلیغ خطبہ پڑہا۔ موذن منبر کے زینے پر بیٹھے ہوے خطبہ کی ہر فصل پر تکبیر کہتے تھے
اور اُنکے آواز پر تمام حاضرین تکبیر کہتے تھے۔ خطبہ کے بعد سب لوگ باہم سلام و مصافحہ کرنے
لگے اور ایک دوسرے کو مبارکباد اور دعا دیتے تھے۔ پہر گروہ گروہ کعبہ شریف مین
داخل ہوے۔ اللہ تعالی نے جسطرح یہ عید اس جماعت پر مبارک کی اِسیطرح اُنکے درجات
آخرت مین بھی افزونی فرمائے۔ اسکے بعد سب آدمی مقام معلیٰ مین جبانہ کی زیارت کو
گئے تاکہ یہ قدم عبادت مین شمار کئے جائین۔ اور صاحبان زیارت کی برکت سے مستحق رحمت
آلہی ہون۔ اللہ تعالی اس گروہ مقدس کی محبت سب کے دلون مین پیدا کرے۔ اور قیامت
کے دن اُنہین کے ساتہ حشر کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ انسان جس گروہ سے محبت رکہتا ہی اُسیکے ساتہ اُسکا حشر کیا جاتا ہے۔

۱۹ تاریخ (۳ فروری) ہفتہ کے روز ہم سب منی کے مقامات متبرکہ کی زیارت اور
ایام حج مین قیام کے واسطے مکان کرایہ کرنے گئے۔

منی کے حالات

یہ آبادی نہایت فراخ اور کشادہ ہے۔ بہت قدیم زمانہ کی بستی ہی۔ آثار قدیمہ بہت ہین
ایک راستہ نہایت کشادہ دور تک چلا گیا ہے اور اُسکے دونون طرف حجاج کے واسطے
بکثرت کرایہ کے مکان ہین۔ بستی مین داخل ہونے سے پہلے بائین طرف ایک مسجد ملتی ہے
پہلی بار بیعت اسلام اسی مسجد مین ہوی تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاونت کے واسطے بموجب روایت مشہورہ یہ بیعت کی تھی
اسکے آگے آبادی کے بائین طرف جمرۃ العقبہ یعنی کنکریان مارنے کا مقام ہی۔ یہ نشان
راہ کے کنارے پر ہے اور وہان کنکریونکا ڈھیر ہے۔ اگر یہان اسرار قدرت آلہی نہوتا تو
یہ مقام کنکریونکے انبار سے بجائے خود ایک پہاڑ بن جاتا۔ کیونکہ سالہا سال سے اس
مقام پر بیشمار کنکریان پہینکی جاتی ہین۔ اُسکے قریب مسجد مبارک ہے۔ اور مسجد کے پاس
صفا مروہ کے میلون کی طرح ایک میل ہے۔ اس میل کو دہنے بازو پر لیکر اور قبلہ رو کھڑے
ہوکر عید اضحی کے دن اس نشان پر سات کنکریان مارتے ہین۔ اسکے بعد قربانی کرتے
ہین۔ اور سر منڈاتے ہین۔ سر منڈانے کی جگہ نشان کے پاس ہی ہے اور قربانی منی مین
ہر جگہ ہوسکتی ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام منی مقام
قربانی ہے۔ اس جگہ جب تک طواف افاضہ نہ کیا جائے عورتونسے قربت اور خوشبو لگانا
حرام ہے باقی اور چیزونکا استعمال جائز ہے۔ اس جمرہ سے ایک پرتاب تیر کے فاصلہ پر
جمرۃ الوسطی نہ ہے۔ یہان بھی جمرہ اول کی طرح ایک میل نصب ہی۔ اس سے آگے اسیقدر
فاصلے پر جمرۃ الاولی ہے۔ ان دونون مقامات پر عید کے دوسرے دن زوال کے وقت
سات سات کنکریان مارتے ہین اور جمرۃ العقبہ پر بھی اُس روز اور سات کنکریان پہینکی جاتی ہین
عید کے تیسرے دن پھر زوال کے وقت تینون جگہ سات سات کنکریان پہینکتی ہین۔
تینون دنکی کل کنکریان شمار مین اُنچاس[49] ہوتی ہین۔ پہلے زمانہ مین چوتھے دن بھی مذکورہ بالا ترتیب
کے ساتہ اکیس کنکریان پہینکی جاتی تھین اور کنکریون کی مجموعی تعداد ستر ہوتی تھی۔ مگر آج کل اعراب

بنی شعبہ کے خوف سے چوتھے روز تک لوگ نہین ٹھرتے اسلئے چوتھے دن کی کنکریا
موقوف کرکے صرف انجاس پر اکتفا کرلیا ہے اور اب تیسرے روز کنکریان پھینک کر
چلے جاتے ہین۔ جمرۃ الاولی کے قریب رستے سے بچا ہوا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے قربانی کرنے کا مقام ہے جہان بہت بڑی قربانی ہوئی تھی۔ یہان کوہ کے
قریب ایک مسجد ہے۔ قربان گاہ مین ایک دیوار پر پتھر نصب ہے اور اُسپر آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے ذبیحہ کے قدم کا نشان ہے۔ اُسے لوگ بوسہ دیتے ہین اور چھوتے ہین
اسکے آگے مسجد خیف ہے اور یہ مقام منی کی آبادی کی انتہا ہے مگر پرانی عمارتو نکے
نشان اس مسجد سے آگے دور تک چلے گئے ہین۔ مسجد جامع مسجد کی طرح بہت وسیع ہے
اُسکے وسط مین مینار ہے۔ مسجد کی عمارت مین تہرا دالان ہے۔ اور تینون درجون کی
چھت ہموار ہے۔ یہ مسجد ایک مشہور اور متبرک مقام ہے۔ اسکی بابت حدیث شریف مین
وارد ہے کہ یہان بہت سے انبیا علیہم السلام مدفون ہین۔ اس مسجد کے قریب رستے کی دہنی طرف
ایک پہاڑ مین ایک پتھر باہر کو نکلا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایکبار اُس پتھر کے
سایہ مین بیٹھے تھے۔ سر مبارک اُسمین جالگا۔ اللہ تعالی کی قدرت سے پتھر نرم ہوگیا اور سر اقدس کا
نشان بن گیا۔ اسلئے لوگ اُس پتھر کے نیچے بیٹھکر نشان پاک سے سر کو مس کرتے ہین تاکہ اسکی
برکت سے آتش دوزخ اثر نکرے۔ ہم ان مقامات کی زیارت سے فارغ ہوکر قریب ظہر مکہ کو
پلٹ کر آئے۔

بیسوین شوال کو اتوار کے روز ہمنے جبل حرا پر جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عبادت

کے غار کی زیارت کی جبل حرا مکہ سے تین میل ہے اور پہلی بار یہین وحی نازل ہوئی تھی۔

نماز استسقا

بائیسوین تاریخ کو (۶ ر فروری) منگل کے دن پہر دن چڑہے تمام مکہ کے لوگ نماز استسقا کے واسطے کعبہ شریف کے سامنے آکر کہڑے ہوے۔ تین روز قبل سے قاضی نے ان لوگون کو آمادہ کرکے روزے رکہوائے تھے۔ آج چوتھے دن سب آدمی بہ نیت خالص حرم شریف مین آئے۔ شیبیون نے خانہ کعبہ کا دروازہ کہولا۔ پہلے قاضی آگے بڑہا سفید لباس پہنا اور دہنے بائین سیاہ نشان تھے۔ مقام کریم اندر سے نکالکر خانہ کعبہ کی دہلیز مبارک پر رکہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتہ کا قرآن شریف قبہ عباسیہ کے خزانہ سے نکالکر خانہ اقدس کے دروازہ پر لائے۔ قرآن شریف کہولکر ایک دفعہ دہلیز پر اور ایک مقام کریم پر رکہی گئی پہر نماز کے واسطے ندا ہوئی۔ قاضی نے مقام کریم کے پیچہے مصلے پر کہڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑہائی۔ اول رکعت مین سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت مین سورۂ غاشیہ پڑہی منبر مقام مقررہ پر کعبہ شریف کی دیوار سے لگا رکہا گیا۔ قاضی نے بہت عمدہ خطبہ پڑہا اور لوگو نکو توبہ و استغفار کی کثرت کی ترغیب دلائی اور بارگاہ صمدی مین رجوع کی نصیحت کی۔ یہانتک کہ آنکہو نمین آنسو خشک ہوگئے۔ اور منہ سے چیخین نکلنے لگین۔ پہر قاضی نے بطریق مسنون چادر کو گردانا اُسکی تقلید مین جماعت نے بہی چادرین گردانین۔ تین روز تک متواتر اسی صورت سے استسقا کی نماز ہوئی اسلئے کہ اہل حجاز کو قحط کی وجہہ سے بڑی تکلیف پہنچی ہے اور خشک سالی سے مویشی مرگئے ہین

سال بہر سے بوندا باندی کے سوا کوئی کافی بارش نہین ہوئی۔ اسد تعالی انکی سختیون کی
تلافی فرماے۔ اسلیئے کہ وہ اپنے بندون پر مہربان ہے اور گناہون پر مواخذہ نہین کرتا

جبل ثور

چوبیسوین شوال کو جمعرات کے دن ہمنے جبل ثور پر چڑہکر اُس غار کو دیکہا جہان آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کفار مکہ سے پوشیدہ ہوے تھے
ہم اُس غار مین بھی داخل ہوئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مدخل ہے تاکہ جن پتہرونسے
جسم مطہر مس ہوا ہے ہمارا بہی جسم چہو جائے۔ آج ایک مصری نے اس مدخل سے داخل ہونے کی بڑی
کوشش کی مگر ناکام رہا۔ لوگ اُسکے حال پر متاسف ہوکر اُسکے حصول مقصد کی دعا مانگتے تھے
اور وہ شخص نہایت خجل اور شرمسار کہڑا ہوا تہا۔ زیادہ تعجب کی تو یہ بات ہی کہ ایک اُسکا
ساتھی اُس سے بہی زیادہ موٹا تہا مگر وہ غار مین چلا گیا۔ یہانسے پلٹنے مین ہمنے سنا کہ آج
تین آدمیونکو اس غار مین نہ داخل ہونے سے شرمندگی ہوئی۔ اللہ تعالی اپنے کرم سے
فضیحت دنیا اور عقبی سے محفوظ رکہے۔ پہاڑ کی چڑہائی بہت سخت ہی۔ چڑہتے چڑہتے
دم ٹوٹ جاتا ہی۔ اور ہاتہ پاؤن تہک کر بیکار ہو جاتے ہین۔ مکہ سے یہ پہاڑ تین میل کے
فاصلہ پر ہے۔ غار کا طول اٹہارہ ۱۸ بالشت اور عرض گیارہ بالشت ہی۔ غار کا ایک مُنہ
دو ثلث بالشت کی قدر اور دوسرا پانچ بالشت چوڑا ہے۔

دوسرے دن جمعہ کو یمن کی اقوام سرو کا بڑا گروہ مدینہ منورہ کو جانے کے واسطے مکہ مین
آیا۔ حسب عادت اہل مکہ کے واسطے وہ بہت سامان ہمراہ لائے ہین۔ اُنکے آنے

سے سب کو بڑی مسرت ہوئی اور اُنکے ورود کو باران رحمت کی نزول سے کم نہ سمجھا۔
مجاوران حرم شریف کی ساتہ اسد تعالی کے خاص الطاف ہین اور وہ اپنے بندون کے حا
پر شفیق اور مہربان ہے۔

حالات ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ

چودہوین فروری کو بدہ کے دن قاضی کے سامنے رویت ہلال گواہو نسے ثابت ہُ
مگر مسجد الحرام مین کسی نے چاند نہین دیکہا حال آنکہ بعد مغرب دیر تک چہتو نپر دیکھتے رہ
بعض کو دہوکا سا ہوا مگر جب نظر غور سے دیکہا تو کچہ نتہا یہ چاند اشہرام الحرام اور اشہر الحج کے
دوسرے مہینے کا ہی۔

مولد النبی کی زیارت

تیرہوین تاریخ پیر کے دن ہم مولد نبی صلی اسد علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو گئے۔ اُسجا
ایک خوشنما مسجد بنی ہوئی ہے۔ پہلے یہ مکان عبد اسد بن عبد المطلب کا تہا۔ رسول
صلی اسد علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا مقام حوض کی طرح تین بالشت چوڑا ہے۔ اُسکے
مین ایک سبز پتہر دو ثلث بالشت کی قدر چاندی کے حلقے مین جڑا ہوا ہے۔ اور اُسکی
وسعت مع چاندی کے حلقہ کے ایک بالشت ہی۔ اِس پتہر پر حصول برکت کی لئے
مُنہ رگڑا۔ اور اس مقام مقدس کی زیارت سے شرف و اعزاز حاصل کیا۔ اس مقام کے
سامنے ایک بہت خوشنما محراب ہی۔ اور اُسپر طلائی کام ہے۔ یہ جگہ کعبہ شریف کے شمال
مین جبل ابی قبیس کے نیچے واقع ہی۔ اُسکے قریب ایک اور مسجد ہی جسپر لکھا ہی یہ مولد حضرت

علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پرورش
پائی ہے۔ پہلے یہ مقام ابو طالب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مکان تہا۔

زیارت مکان ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

آج ہی حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مکان کی زیارت کی۔ اسی جگہ قبہ ہے
اور حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا مولد شریف ہے۔ یہ ایک چہوٹا سا
مکان کسیقدر لمبا ہے۔ جائے ولادت چہوٹے سے حوض کی صورت ہے۔
اُسکے بیچ مین سیاہ رنگ کا پتھر لگا ہوا ہے۔ اسی مکان مین حضرت امام حسن اور امام
حسین علیہم السلام کے مولد مبارک ہین۔ اِن مولدونکا نشان دیوار سے ملا ہوا ہے اور وہ
سیاہی مائل پتھر برابر لگے ہوئے ہین۔ اِن نشانات پر ہمنے چشم و رخسار کو خوب ملا۔
اسی مکان مین وہ جگہ ہے جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پوشیدہ ہوئے تھے۔ وہ
مقام قبّہ کی شکل پر ہے اور اُسمین ایک غار سا دیوار کے اندر ہے اور دیوار مین سے
ایک پتھر باہر نکلا ہوا غار کو ڈہانکے ہوئے ہے۔ کہتے ہین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم یہان چہپے تو اس پتھر نے آپکو چہپا لیا تھا۔ اِن تمام مولدون پر لکڑی کے چہوٹے
چہوٹے قبہ رکھے ہوئے ہین۔ جب کوئی زیارت کو جاتا ہے قبہ علیحدہ کر کے بخوبی
زیارت کرا دیتے ہین۔

چوبیسوین شوال کو جمعہ کے روز بڑے شیبی محمد بن اسمعیل کی معزولی کی بابت امیر مکہ کا
حکم صادر ہوا۔ اُنکی نسبت ایسا الزام لگایا گیا جو ایسی بارگاہ کے خدّام کی شان کے خلاف ہے۔

اس مہینے مین یمنی سرو قوم کے متواتر قافلے یہان آئے اور کہانے پینے کا بہت سامان مثل غلہ اور میوہ وغیرہ کے ہمراہ لائے جسکے باعث سے اہل مکہ کی معاش مین فراخی ہوگئی خشک سالی اور گرانی کی وجہ سے بڑی تکلیف مین تھے۔ اُنکے قافلے جو یہان پہلے سے آئے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے واسطے مدینہ منورہ کو گئے اور تھوڑے ہی دنون مین بڑی بڑی منزلونسے مسافت طے کر کر زیارت مبارک سے مشرف ہوے۔ جو لوگ اُنکے ہمراہ گئے تھے وہ اُنکی صحبت کی بہت تعریف کرتے تھے۔ مگر جو قافلے بعد کو آتے ہین وہ ایام حج کی قربت کے باعث یہین ٹھہر گئے ہین اور اُنکے سبب سے عرصہ حرم شریف تنگ ہے۔

۲۷ ذیقعدہ کو خانہ کعبہ کی داخلی

ستائیسوین تاریخ پیر کے روز کعبہ شریف کا دروازہ کھلا اور یہ خدمت معزول شیبی کے چچیرے بھائی کے سپرد ہوئی اُسکے عادات وخصائل بھی معزول شیبی کی طرح سُنے گئے ہین۔ دروازہ کھلتے ہی سرو لوگون نے اپنی عادت کے موافق ایسا ہجوم کیا کہ کبھی دیکھنے مین نہین آیا۔ غول غول کے آتے تھے اور دروازہ مین پھنس کر رہجاتے تھے نہ کوئی آگے بڑھ سکتا تھا اور نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا۔ غرض بہزار مشقت اندر جاتے اور پھر جلدی سے بمشکل باہر آتے تھے۔ آنے والے گروہ کا جانیوالونسے مقابلہ ہوکر بہت بے ترتیبی ہوتی تھی۔ کبھی جانے والونکے ہجوم سے نکلنے والے پس پا ہوجاتے تھے اور کبھی نکلنے والون کی یورش سے جانے والے دبکر رہجاتے تھے۔ اس کشمکش مین

ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا اور کوئی آدمیون کے سر و پشت سے کود کر نکلجاتا تھا۔ یہ انبوہ دیکھنے مین ایک تماشا سا معلوم ہوتا تھا۔ اِسی ہنگامہ مین بعض شیبیون نے اندر جانے کا قصد کیا مگر بھیڑ کی وجہ سے نہ جاسکے اور در اقدس کے پردونکی رسّیان پکڑکر آدمیونکے سر و نپر پاؤن رکھتے ہوے اندر داخل ہوے۔ آدمیون کی یہ کثرت تھی کہ اُنکا کوئی قدم زمین پر نہ لگنے پایا۔ اور سالونکی نسبت امکی ان لوگونکی بہت کثرت ہے۔ آج کعبہ شریف کی چارونطرف کی پردے قدآدم بلند کردیے گئی یعنے دیوار کے قریب قریب چارونطرفسے کھل گئی ہے۔ اس تاریخ ہمیشہ یہ رسم ہوتی ہے اور اسکو احرام کہتے ہین۔ آج کے بعد ایک عرصہ تک پھر در اقدس نہین کھلتا ہے۔ یہ قاعدہ گویا اعلان وداع ہے۔ اللہ تعالے دوبارہ ہمین اُسکی زیارت سے مشرف فرمایے۔ اسی خیال سے ہمنے پہلے جمعہ کو چوبیسوین تاریخ رخصتی داخلی کرلی تھی کہ پھر کثرت خلائق کے سبب سے داخلی کا موقع ملے یا نہ ملے اور امیر الحاج عراقی کے ہمراہ عجمی بہت آتے ہین اُنکا ازدحام یمنی جماعت کی کثرت اور بے تمیزی کو بھی بھلادیتا ہے۔ احرام کعبہ کے روز مقام کریم کی جگہ سے لکڑی کا قبہ اُٹھا لوہے کا رکھدیا جاتا ہے۔ اگر لوہے کے سوا کسی اور چیز کا قبہ ہوتا تو غالبًا عجمی اُسکو کھاجاتے۔ کیونکہ ان لوگونکو اسی زیارت کے دیکھنے اور اُسپر گرنے کا بہت شوق ہے اللہ تعالی اُنکے اخلاص کی جزا عطا فرمائے۔

اٹھائیسوین تاریخ منگل کے دن معزول شیبی اپنے بیٹون کے ساتھ بڑے ناز و تبختر سے حرم شریف مین آیا۔ کعبہ کی کنجیان اُسکے ہاتھ مین تھین۔ یہ خدمت پھر اُسے مل گئی۔ اُسنے

کعبہ کا دروازہ کہولا اور اپنے بیٹوں سمیت رسیوں کے ذریعہ سے کعبہ مین داخل ہوا
یہ رسیان کعبہ شریف کی چہت پر لوہے کی میخون مین باندھ کر نیچے لٹکادی ہین
اور رسیّون مین مخمل کی قطع کی ایک لکڑی بندہی ہوی ہے جب کبہی ہوا سے کوئی
پردہ پہٹ جاتا ہے شیبیون مین سے ایک شخص اُسمین بیٹہتا ہے۔ اور رسّی کو چرخیو نکے
ذریعہ سے کہینچتے ہین تب وہ شخص اُس مقام پر پُہنچکر پردہ کو درست کر دیتا ہے ہمنے معزول
شیبی سے عفو جرم کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ پانسو دینار ملکیہ قرض لیکر تاوان
مین داخل کئے تب جرم بخشی ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ کارروائی کچہ کعبہ شریف
کی غیرت کے خیال سے نہ تھی۔ تعجب ہے کہ ایسے مقدس مقام مین ان لوگونکے ہاتھون
اسطرح کے فساد ہون۔ اُنکا حال اس آیت شریف کے مطابق ہے ان الظالمین بعضہم
اولیاء بعض۔

دار الخیزران کی زیارت

اُنیسوین تاریخ بدھ کے دن ہم دار الخیزران مین گئے۔ اسی مکان مین اسلام نے
نشو و نما پائی ہے۔ یہ مکان صفا کے سامنے ہے۔ مکان مین داخل ہوتے وقت
داہنے ہاتھ کو اُس سے ملا ہوا ایک اور چہوٹا سا مکان ہے جسمین حضرت بلال رضی اللہ عنہ
عنہ رہا کرتے تھے۔ یہان ایک عمارت سراے کے طور پر ہے۔ اُسمین حجاج کے کرایہ
رہنے کے واسطے بہت سے مکان بنے ہوتے ہین۔ اُسکی تعمیر جدید ہے جمال الدین
مذکورہ سابق نے ایک ہزار دینار مین اُسے درست کرایا ہے۔ مکان مین داخل ہونے

والے کے داہنی طرف ایک دروازہ ہے اور اُسمین ایک بڑا اور خوشنما قبہ ہے
اس قبہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور وہ پتھر بھی نصب ہے
جسپر آپ تکیہ لگاتے تھے۔ قبہ کے دہنی طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جائے
قیام اور اُسکے داہنے جانب کو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی قیام گاہ ہے جس
پتھر سے حضرت علی شیر خدا تکیہ لگاتے تھے وہ ایک دیوار کے اندر بطور محراب کے لگا
ہوا ہے۔ اسی دار الخیزران مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوکر اور آپکے ہاتھ سے
اسلام کا اظہار ہوا۔ اللہ تعالی ان مقامات مقدس کی برکت سے ہمین کامیاب
کرے اور اس گروہ مطہر کی محبّت مین ہمارا انجام فرماے۔

حالات ماہ ذی الحج ۹ ھ

پندرہوین مارچ کو جمعرات کی شب مین چاند کی بابت قاضی کے سامنے گواہیان گذرین
رویت کے بارہ مین یہان عجیب و غریب شعبدے اور بہتان کئے جاتے ہین تاکہ
یوم حج جمعہ کو واقع ہو۔ گویا اُنکے نزدیک جمعہ کے سوا اور کسی دن حج نہین ہوتا۔ بدھ کے
دن اُنتیسوین تاریخ تہی اور مطلع پر بالکل ابر گھرا ہوا تھا۔ اس ابر پر غروب کے بعد شفق کی کچھ سرخی
نمایان ہوئی۔ لوگونکو گمان ہوا کہ شاید بادلونکے شگاف مین سے چاند نظر آجائے
سب لوگ اسی جستجو مین تھے کہ یکبیک ایک شخص نے تکبیر کہی اور اُسکے ساتھ
آدمی تکبیرین کہنے لگے اور چاند دیکھنے کی فکر مین مبتلا ہوے۔ ہر شخص اپنے وہم
گمان پر اشارہ کرتا تھا اور خیالی چاند دیکھنے مین مصروف تہا۔ اسی بنا بر مصر اور مغرب کے

لوگ بہت سی شہادتین بناکر قاضی کے سامنے اداے شہادت کے واسطے
حاضر ہوے - قاضی نے اُنکی شہادتون کو جرح کے وقت بڑی فضیحت سے رد کیا -
اور کہا اگر کوئی ایسے ابر مین سورج کی بھی گواہی دیتا تو مین قبول نکرتا اُنتیسوین [۲۹] تاریخ کے
ہلال کا تو کیا ذکر ہے - اور کہا شاید تمہاری ابرو کا کوئی بال نظر کے سامنے آگیا ہوگا
اسکو تمنے ہلال تصور کیا - اس قاضی جمال الدین کی تحقیق اور تنقیح اس معاملہ مین قابل تحسین و
آفرین ہے - کیونکہ مناسک حج اہل اسلام کے واسطے بڑی معتبر چیزین - اُنکے واسطے
دور دراز سے لوگ جمع ہوتے ہین اگر اس مین رعایت اور مروت کیجائے تو سب کی
سعی بیکار ہوجائے - جمعہ کی شب مین بادلو نمین سے چاند نظر آیا - اور تیسوین [۳۰] تاریخ کے
باعث دیر تک روشن رہا - اسواسطے عوام نے بہت شور و غوغا کیا اور جمعہ کے حج کی
بشارت دینے لگے - گویا اُنکے نزدیک علاوہ جمعہ کے اور ایام کا حج غیر مقبول ہے
جمعہ کے روز اس گروہ نے قاضی کے سامنے حاضر ہو کر صحت رویت پر بے سر و پا
گواہیان دین - قاضی نے اُنکی گواہیان رد کین اور کہا - کب تک اپنی نفس پرستی سے
کجروی اختیار کروگے - امیر ملک کا حکم ہے کہ اگر جمعہ کے روز عرفات مین جانیکا قصد ہو
تو شب کو وہین رہو اور ہفتہ کے دن بھی عرفات مین ٹھر کر اتوار کی شب مین مزدلفہ مین
قیام کرو - اگر حج کا دن خاص جمعہ ہوگا تو مزدلفہ کے قیام مین تاخیر کرنا ائمۂ اہل اسلام کے
نزدیک جائز ہے - اور اگر ہفتہ کے دن حج ہوگا تو اُسی روز عرفات کی حاضری
ضرور ہے - لیکن صرف جمعہ کا دن مقرر کرنے مین مسلمانونکے واسطے نقصان ہے

اور اُنکے مناسک مین باعث فساد ہے۔ اسلیئے کہ وقفۂ عرفات یوم ترویہ یعنی آٹھوین ذالحجہ کو جائز نہین۔ اس تقریر سے سب رضامند ہوگئے اور قاضی کاشکر ادا کرکے چلے آئے۔ اشہر الحرام مین سے یہ تیسرا مہینا ہے اور اسکا عشرۂ اولی مخلوق کے جمع ہونے کا زمانہ اور حج کا وقت ہی۔ تکبیرین پڑہنے۔ قربانی کرنے۔ اور نزول برکت ورحمت کا یہ مہینا ہے۔ اللہ تعالی ہمین بھی اس ماہ مبارک کے حسنات سے مالا مال کرے اور بار معصیت سے سبکدوش فرمائے۔ اب سب کو امیر الحاج عراقی کے آنے کا انتظار ہے۔ اُمید ہے کہ اُسسے پورے طور پر چاند کی صحت ہوگی۔ ان گذشتہ ایام مین اقوام سرو اور دیگر حجاج مع سامان ضرورت اہل مکہ اس کثرت سے آئے ہین کہ سوائے خدا کے اُنکی تعداد کوئی نہین جانتا۔ اس شہر کی یہ ظاہر کرامت ہی کہ آبادی کا ایک چھوٹا سا میدان ہے جسکی چوڑائی ایک پرتاب تیر کے فاصلہ کی قدر یا اس سے بھی کم ہوگی اور اسقدر بڑی جماعت کی اُسمین گنجائش ہی!!! اگر یہ مجمع کسی بڑے شہر مین ہوتا تب بھی اسقدر مخلوق کو کافی نہوتا۔ اس شہر کی بزرگیان اگرچہ بیان بشری سے باہر ہین مگر علما نے صرف اسقدر تشبیہ دی ہے "اہل درود کے واسطے اس شہر کی وسعت اسیطرح ہے جسطرح رحم مادر کی وسعت مولود کے لیئے"۔ اسیطرح مقام عرفات اور تمام زیارات اس مبارک شہر کے برکات اور کرامات سے معمور ہین۔ اس ماہ مبارک کی شروع سے عرفات کے جانے تک روزمرہ صبح وشام اور نماز کے وقت امیر مکہ کے حکم سے نقارے بجتے ہین گویا یہ ایام حج کا اعلان ہے۔

پیر کے روز چوتھی یا پانچوین تاریخ امیر عثمان بن علی حکمران عدن سیف الاسلام کے
خوف سے بھاگ کر یہان آیا۔ اُسنے عدن مین سیف الاسلام کی آمد کی خبر سُنکر بہت سا
مال و اسباب کشتیون مین بھرکر براہ دریا بھاگنے کا قصد کیا۔ مگر کشتیان ساحل تک پہنچین
نہین کہ سیف الاسلام کی جماعت نے آگھیرا اور کشتیونکا مال لوٹ لیا۔ عثمان اپنے خدام مین سے
تھوڑے سے آدمیون کے ساتہ بھاگکر بعافیت ساحل پر پہنچ گیا اور وہان سے مکہ شریف کو آیا
اول رات مین اپنا نقد وجنس خدام کے ساتہ شہر مین بہیجا اور انکو خود شہر مین آکر اپنے مکانین
جو پہلے سے بنا رکہا تہا مقیم ہوا۔ اسکا حال بہت طول وطویل ہے۔ وہ مدت تک یمن
مین حکمران رہا اور خوب مال جمع کیا۔ رعایا کے ساتہ اُسکا برتاو بہت بُرا تہا۔ تاجرونکا مال
طرح طرح سے لوٹتا تھا۔ صلاح الدین کو اُسکے حالات کی خبر نہتی۔ جب کسب ناجائز سے
خزانہ قارون جمع کرلیا اُسوقت اعمال کے وبال نے بلامین پہنسا دیا۔ سچ ہے۔ "دنیا اپنے
احباب کو فنا کرنے والی اور اپنی اولاد کو کہانے والی ہے" طاعت خداوندی سب سے
بہتر غنیمت اور ثواب آخرت سب سے عمدہ ذخیرہ انسان کی بہبودکا ہی۔

اس ماہ مبارک کے چاند کی تحقیقات ہنوز درپیش ہے۔ جا بجا خبرین جمعرات ہی کی شب کے
چاند کی آئین اس امر پر بہت سے شریف اور ثقہ لوگون نے جو یمن اور مدینہ طیبہ سے آئے ہین
قاضی کے سامنے گواہیان دین لیکن قاضی کو ابتک امیر الحاج عراقی کا انتظار ہے تاکہ
بارہ مین اس سے تحقیق کرلے۔ ساتوین تاریخ بدہ کے دن ایک جاسوس کی معرفت امیر العراقی
کے آنے کی خبر معلوم ہوئی اور جمعرات کی شب کا چاند پایۂ ثبوت کو پہنچا۔ امیر کثر کی بداعمالیو

باعث خلیفہ کو اس سے رنج ہے اسلئے اہل مکہ کے قلبون مین امیر العراقی کی تاخیر ورود
سے ایک تشویش پیدا ہوگئی تھی مگر اس جاسوس کے خوش وخرم آنے سے وہ پریشانی
جاتی رہی - الغرض متواتر اخبار سے غرہ ذی الحجہ جمعرات کا ثابت ہوا تب آج قاضی نے
بعد ظہر حسب دستور قدیم خطبہ پڑہا اور اسمین مناسک حج کی تعلیم کی اور کہا کہ کل یوم ترویہ ہے
اور حجاج کے منی مین پہنچنے کا دن ہے اور جمعہ یوم حج اور عرفات مین حاضر ہونے کا روز ہے
حدیث شریف مین اس دنکے حج کا ثواب ستر حجونکی برابر ہے - اور اس دنکے حج کو اور ایام کے
حج پر اسطرح فضیلت ہے جسطرح کہ جمعہ کو اور ایام پر فضیلت ہے -

حالات حج

جمعرات کی صبح کو سب لوگ منی کی طرف روانہ ہوئے اور وہانسے عرفات کو جانے
لگے - منی مین رات کا قیام سنت ہے مگر بنی شعبہ کے خوف سے جو حجاج کو راہ مین لوٹتے
ہین یہ سنت ترک کرنا پڑی - اس سال امیر عثمان عدنی نے حجاج کی حفاظت مین ایسی
کوشش کی کہ امید ہے اسکے صلہ مین اسکی تمام گذشتہ خطائین معاف ہوگئی ہون -
مزدلفہ اور عرفات کی راہ مین دو پہاڑیونکے درمیان ایک تنگ راہ ہے اسجگہ بائین
طرف کی پہاڑ سے شعبی قوم کے لوگ اتر کر حجاج کو لوٹ لیتے ہین - اس گھاٹی مین امیر عثمان
اپنے مسلح ہمراہیونکے ساتھ حاجیونکی حفاظت کرتا رہا اور ایک چھوٹا سا خیمہ کھڑا کرکے
وہان خود حاضر رہا ایک سوار کو حکم دیا کہ وہ اپنا گھوڑا دوڑا کر بائین طرف کی پہاڑ پر چڑھ گیا
اس پہاڑ کی راہ ایسی دشوار گذار ہے کہ پیدل بھی اسپر چڑہنا مشکل ہے مگر اس سوار پر سب کو

تعجب تہا کہ کس خوبی سے پہاڑ پر گہوڑا دوڑا کر لے گیا۔ غرضکہ اس امیر کے باعث تمام حجاج امن مین ہین سبب امیر نے دو اجر حاصل کئے۔ ایک حج کا اور دوسرے جہاد یعنی بندگان خدا کی جان و مال کی حفاظت کا۔

آج تمام دن اور تمام رات جمعہ کی صبح تک لوگ عرفات کو جاتے رہے۔ عرفات مین اسقدر آدمی جمع ہوے کہ سوائے خدا کے اُسکا شمار کوئی نہین جانتا۔ مزدلفہ عرفات اور منی کے درمیان مین ہے۔ منی سے مزدلفہ اور مزدلفہ سے عرفات کا فاصلہ اسقدر ہے جسقدر کہ مکہ سے منی کا فاصلہ ہے۔ یعنی ہر ایک مقام کا درمیانی فاصلہ پانچ پانچ میل ہے۔ مزدلفہ کے تین نام ہین۔ ایک تو **مزدلفہ**۔ دوسرا **مشعر الحرام**۔ اور تیسرا **جمعًا**۔ اس سے میل بھر ورے **وادے محسّر** ہے۔ یہ میدان منی اور مزدلفہ کی حد ہے۔ واپسی کے وقت اسجگہ دوڑ کر چلنے کا قدیم سے دستور چلا آتا ہے۔ مزدلفہ دو پہاڑونکے درمیان ایک کشادہ میدان ہے۔ اور اُسکے چارون طرف **زبیدہ خاتون** کے زمانہ کی بنائی ہوئی حوضین اور آبریزین ہین۔ اس میدانکے بیچ مین ایک اونچے ٹیلے پر ایک قبہ ہے اُسپر ایک مسجد ہے مسجد کے دونون طرف سیڑہیان ہین۔ عرفات کو جاتے وقت لوگ یہان جمع ہوتے ہین۔ واپسی مین شب کو اسی جگہ قیام کرتے ہین اور مسجد مین نماز پڑہتے ہین۔ عرفات بہت فراخ اور وسیع میدان ہے۔ اُسکی وسعت حشر مخلوق کے لئے کافی ہے۔ اُسکے چارونطرف بکثرت پہاڑ ہین اور بیچ مین جبل رحمت ہی۔ جبل رحمت کے گرد مین اور اُسکے اوپر موقف عرفات ہی پہاڑ کے سامنے دو میل کے فاصلے پر دو نشان ہین۔ ان میلون (نشان)

سے کے سامنے عرفات تک کل میدان داخل حلت ہی اور اسکے سوا داخل حرمت ہی۔
ان میلونکے قریب عرفات کی طرف کو بطن عرنہ ہی یہ وہ مقام ہے جہان کھڑے
ہونے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے عرفات کلہا موقف
وارتفعوا عن بطن عرنہ (کل عرفات موقف ہی اور بطن عرنہ سے ہٹ جاؤ) اسلئے
اسجگہ کھڑے ہونیوالے کا حج صحیح نہین ہے۔ حجاج کو اس مقام کا ضرور خیال رکھنا چاہیے
کیونکہ اکثر ساربان شام سے قریب حجاج کو جلد نکل چلنے کا لالچ دیکر رفتہ رفتہ اُن نشانون
کی طرف لیجا کر بطن عرنہ تک پہنچا دیتے ہین۔ بلکہ اُس سے بھی آگے بڑھا کر حج باطل کر دیتے
ہین۔ ہر شخص کو چاہیے کہ غروب سے پہلے موقف عرفات سے جدا ہونیکا ارادہ نہ کرے۔

جبل **رحمت** وسط میدان مین اور پہاڑون سے منقطع ہے اور اُسکے پتھر بھی ایک دوسرے
سے علیحدہ ہین۔ چڑھائی بہت سخت تھی مگر جمال الدین وزیر نے چارونطرف ایسی سیڑہیان
بنادی ہین کہ بار برداری کے جانور بھی چڑھ سکتے ہین۔ اس پہاڑ پر ایک قبہ حضرت اُمّ سلمہ
رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے۔ قبہ مین ایک مسجد بھی ہی اُسمین تبرکًا نماز پڑھتے ہین مسجد کے
چارونطرف کشادہ اور وسیع سطح ہے وہانسے عرفات کا تمام میدان نظر آتا ہے اور سطح
پر قبلہ رو ایک دیوار ہے وہان بھی نمازین پڑھتے ہین۔ عرفات مین قبلہ مغرب کی طرف ہے
اسلیئے کہ کعبہ شریف یہانسے مغرب کو ہے۔ اس پہاڑ کے نیچے اگر قبلہ رو کھڑے ہون
تو بائین طرف کو ایک پُرانا مکان ہے۔ اُسپر بالاخانہ ہے اور بالاخانے مین کھڑکیان ہین
یہ مکان حضرت آدم علیہ السلام سے منسوب ہے۔ اس مکان کے بائین طرف ایک پتھر پہاڑ سے

ملا ہوا ہے۔ حج کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسپر کہڑے ہوا کرتے تھے جبل رحمت
اور اس مکان کے اطراف مین حوض اور کنوین کثرت سے ہین۔ مکانونسے قریب بائین طرف کو
ایک چہوٹی سی مسجد ہے۔ مذکورہ بالا دونون میلونکے بائین طرف ایک نہایت وسیع پرانی
مسجد ہے۔ اُسکی صرف قبلہ رو دیوار باقی ہے۔ یہ مسجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہے
حج کے دن اسی مسجد مین خطبہ ہوتا ہے اور ظہر وعصر ملا کر پڑہتے ہین۔ اسی سمت مین
دور تک اراک کے درختونکا سرسبز جنگل ہے۔ جہان تک نظر کام کرتی ہے ہرا بھرا
نظر آتا ہے۔

جمعرات کے دن اور جمعہ کی شب مین تمام حجاج عرفات مین آکر جمع ہوئے۔ اسی شب مین
ایک پہر رات رہے امیر الحاج عراقی نے عرفات مین پہنچکر جبل الرحمت کی دہنی طرف ایک
کشادہ میدان مین خیمہ نصب کیا۔ جمعہ کے دن صبح کو عرفات مین اسقدر مجمع تہا کہ اُسکی
مثال سوائے حشر کے اور کوئی سمجھ مین نہین آتی۔ مگر یہ حشر حصول ثواب کی واسطے ہے نہ حساب
کے لئے۔ بڑے بڑے محققین کا خیال ہے کہ عرفات مین پہلے کبھی اسقدر اجتماع نہین ہوا
ہارون الرشید کی عہد مین بھی ایسا ازدحام نہین ہوا حج کرنیوالے مومنین سے یہ آخری خلیفہ تھا۔
اللہ تعالی اس جماعت کو مرحوم ومعصوم فرمائے۔ جب نماز ظہر اور عصر سے فراغ ہوا تمام حاضرین
عرفات مین بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ کہڑے ہوئے۔ آنکھونسے آنسو جاری تھے
اور زبانین تکبیر ودعا مین مصروف تہین۔ ہمنے اس دن سے زیادہ کسی مجمع مین سر جھکے آنسو بہتے
اور دل خوف وہیبت سے بھرے ہوئے نہین دیکھے۔ غروب آفتاب تک یہی ہنگامہ رہا

اور آفتاب کی تمازت سنے چہرونکو جلادیا۔ امیر الحاج بہی اپنے زرہ پوش سپاہیونکے ساتہ
چہوٹی مسجد کے قریب پتہرونکے متصل کہڑا تہا۔ یمنی اقوام سرو نے اپنے مقامات موروثی اور
مقررہ پر قیام کیا۔ اُنکی وراثت مین یہ مقامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے
پشت بپشت چلے آتے ہین۔ اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کے مقام پر تصرف نہین کرسکتا
اس گروہ کا مجمع اِسے سال اور سالونکے نسبت زیادہ ہے۔ اسیطرح امیر العراقی کے ہمراہ بہی
امرائے خراسانی اور ذی عزت عورتین بہت سی آئی ہین۔ ان عورتونکو خواتین کہتے ہین جسکا
واحد خاتون ہے۔ سب حجاج نے بازگشت حج کے وقت مالکی امام کا اقتدا کیا اسلئے کہ مالکیہ کے
نزدیک بازگشت کا وقت بعد غروب آفتاب ہے۔ لیکن یمنی سرو جماعت نے اس سے پہلے ہی
بازگشت شروع کردی۔ جب بازگشت کا کامل وقت ہوگیا امام مالکی نے دونون ہاتہونسے
اشارہ کرکے اپنے مقام سے حرکت کی۔ اِسکے ساتہ ہی تمام گروہون نے یکبارگی اس جوش
کے ساتہ بازگشت کی کہ زمین ہلنے لگی اور پہاڑ تہرانے لگے۔ یہ موقف بہی کیسا مبارک
اور مسعود تہا۔ روح کا سرور اور دلونکا مقصود تہا۔ اللہ تعالی ہمین اس موقف کے گروہ خاص مین
شامل فرمائے اور اپنی نعمتونسے مالامال کرے۔

امیر العراقی کی قیام گاہ نہایت خوش منظر اور بارونق تھی۔ طرح طرح کی نادر الصنعت خیمے اور
اور خرگاہین استادہ تہین۔ سب سے عجیب خاص امیر کی خرگاہ تھی۔ اُسکے چارونطرف چاردیواری
کی طرح کتان کا سراچہ استادہ تہا۔ یہ سراچہ گویا باغ کا احاطہ تہا۔ اُسکے اندر خیمونکے قبہ سفیدی
مین سیاہ نقوش سے بھرے ہوئے نئے نئے رنگ کے نظر آتے تھے۔

دور سے اِن قبون کی صورت بلغ کے شگوفون کی سی معلوم ہوتی تھی - سراچہ پر روچہان
طرف سفیدی ہین سپر کی طرح کے سیاہ نشان بنے ہوے تھے - دیکھنے والونکو
دور سے اُسکی عظمت کے باعث کالی کالی ڈھالین معلوم ہوتی ہین - دروازے بہت
بلند ہین اور بجاے خود ایک محل ہین - دروازونکے اندر ڈیوڑہیان اور اوٹین ہین اُنھین
سے گذر کر اُس میدان مین پھنچتے ہین جہان خیمے نصب ہین - گویا یہ امیر ایک ایسے
شہر مین مقیم ہے جو اُسکی رفتار کے ساتھ متحرک ہوتا ہے اور قیام کے ساتھ ٹھر جاتا ہے
یہ سب سامان ملوکانہ عظمت و اقتدار کا ہے - اس قسم کا سامان شاہان مغرب کے
پاس نہین ہے - دروازے اسقدر بلند ہین کہ سوار مع نشان کے بغیر سر جھکاے داخل
ہو سکتا ہے - سراچہ کتان کی رسیونسے بہت مضبوطی سے میخون مین بندھا ہوا ہے
اور میخین ترتیب وار اشکال ہندسیہ مین چارونطرف گڑی ہوئی ہین - باقی سردارونکے
خیمے اس سراچہ سے علحدہ ہین لیکن سب اسیطرح قبہ دار اور خوشنما ہین گویا اُنپر تاج
رکھے ہوے ہین - غرضکہ یہ مقام ہر قسم کی آرائش کے سامان سے آراستہ ہے
اور اُسکا وصف بہت طول وطویل ہے - اس قسم کے سامان کی زیادتی ان لوگون کی
کثیر المالی اور مرفہ الحالی پر دلالت کرتی ہے - اِن لوگون کی سواری کے اونٹونپر بھی خوبصورت
سایہ دار قبّے ہین اور لکڑی کے محملون پر نصب ہین - اِن محملون کو **غشاوات** کہتے ہین
اور اُنکی شکل جوف دار صندوق کی سی ہے - یہ محمل مرد اور عورتونکے واسطے مثل جھولے
کے ہین - اندر نرم نرم بستر بچھے ہین اُنمین بیٹھنے والے کو ایسی راحت ملتی ہے جیسے بچّے کو

جہولے مین آرام ملتا ہے - اسیطرح مقابل کے دوسرے حصہ مین سایہ دار قبہ لگا ہوا ہے
اُسطرف اُس مرد کی عورت یا کوئی دوسرا مرد آرام سے بیٹہا ہوتا ہے - یہ دونون شخص سوتے
ہوسے یا جو اُنکا جی چاہے کام کرتے ہوئے بہ آسائش تمام چلے جاتے ہین منزل
پر پُہنچکر اگر صاحب مرتبہ ہوتے ہین اُنکے واسطے سراچہ لگایا جاتا ہے اُسکے اندر مع محمل کے
داخل ہوکر سیڑہی کے ذریعہ سے اُترتے ہین - اور بغیر ہوا لگے محمل کے سایہ سے نکل کر قبہ
منزل مین پُہنچ جاتے ہین ان لوگون کو نہ قافلے سے پیچہے رہجانے مین کوئی تکلیف ہوتی ہے اور
نہ محمل کے کہولنے باندہنے کی مصیبت اُٹہانا پڑتی ہے - سفر مین انسان کے واسطے اسقدر
آرام بہت کافی ہے اُنین سے کم درجہ کے لوگ محارات مین سوار ہوتے ہین - اُنکی شکل
شقدفونکی سی ہوتی ہے - مگر شقدف چوڑا چکلا ہوتا ہے اور یہ تنگ و کوتاہ ہوتے ہین محارات
پر بھی آفتاب کی تمازت سے بچنے کے لئے سایہ ہوتا ہے - جنکی مقدرت اس سے بھی کم ہے
اُنکو ان سفرونمین عذاب الیم کا سامنا ہے -

قصہ کوتاہ بعد غروب آفتاب عرفات سے پلٹ کر عشا کے وقت مزدلفہ مین آئے یہان مغرب
اور عشا کی نماز انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے موافق ملا کر پڑہی - آجکی رات تمام مشعرالحرام
یعنی مزدلفہ مشعل اور شمع کی کثرت سے منور ہورہا ہے - روشنی کی کثرت سے مسجد کا یہ حال ہے
کہ دیکہنے والے کو گمان ہوتا ہے شاید آسمان سے تارے ٹوٹ پڑے ہین شب جمعہ مین
یہی حالت جبل رحمت اور اُسکی مسجد کی بھی تھی - عجمی اور عراقی بڑی عالی ہمتی سے اِن متبرک
مقامات کے واسطے شمعونکا انبار ہمراہ لایا کرتے ہین اسی سبب سے اِن لوگونکے قیام کے

زمانہ تک حرم شریف مین بھی شمعون کی کثرت ہوتی ہے - حرم مین آنے کے وقت ہر شخص
کے ہاتہ مین ایک شمع ہوتی ہے - انکا مجمع اکثر امام مالکی کے مصلّے پر ہوتا ہے اسلئے کہ یہ سب
اسی مذہب کے مقلد ہین - ہمنے انکی لائی ہوئی بڑی بڑی شمعین دیکہین جنمین سے ایک مالکی امام کے مصلّے
کے سامنے لگی ہوئی ہے - وہ شمع بجائے خود ایک عمود کے درخت کی برابر ہے - دو تین آدمی بھی
آدمیون نسے بھی اُسکا اُٹھانا دشوار ہے - الغرض ہفتہ کی شب مین سب لوگ مزدلفہ مین رہے -
صبح کو نماز کے بعد کچھ دیر دعا کی اور پھر منی کو روانہ ہوئے - اکثر نے یہاں سے جمرہ کے واسطے
کنکریان چُن لین کیونکہ یہاں سے کنکریان لیجانا مستحب ہے بعض نے مسجد الخیف کے
پاس سے کنکریان جمع کین منی کو آتے وقت وادی محسر مین دوڑکر آنا پڑا - اس وادی کی حد مین
دوڑکر چلنے کا دستور ہے - منی مین پہنچکر پہلے جمرۃ العقبہ پر سات کنکریان مارین - پھر
قربانی کی اور تقیدات احرام سے فراغت پائی مگر خوشبو کا استعمال اور عورت سے قربت
کی تا طواف افاضہ ممانعت ہے - قربانی کے بعد بعض لوگ اسی دن مکہ کو جاکر طواف افاضہ کرتے ہین
اور بعض دوسرے دن جاکر فارغ ہوتے ہین - باقی لوگ تیسرے دن جاکر طواف افاضہ کرتے ہین
اور یہی دن مکہ مین واپس آنے کا ہے - قربانی کے دوسرے دن زوال کے وقت
تینون جمرون پر سات سات کنکریان مارین - اول جمرۃ الاولی پر اور پھر جمرۃ الوسطی پر اول الذکر
دونون مقامون پر کنکریان مارکر دعا کی مگر جمرۃ العقبہ پر کنکریان مارکر دعا نہ کی - اسلئے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسیطرح کیا ہے - آج کنکریان مارنے کے بعد مسجد الخیف مین
خطیب نے خطبہ پڑہا - اور ظہر وعصر کی نماز ملاکر پڑہی - یہ خطیب امیر العراقی کے ہمراہ خلیفہ کی طرف سے

مکہ کی حکومت قضا اور خطبہ خوانی کے واسطے آیا ہی۔ اسکا تاج الدین نام ہے۔ بظاہر شخص غبی اور کم فہم معلوم ہوتا ہے۔ اسکی خطبہ خوانی سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کیونکہ زبان فصیح نہین ہی قربانی کے تیسرے روز کنکریان پوری کرکے سب لوگ مکہ کو واپس آئی بعض نے عصر کی نماز راہ مین اور بعض نے حرم شریف مین آکر پڑھی ہی۔ جو لوگ پہلے چلے آئے تھے اُنھون نے ظہر کی نماز راہ مین ادا کی۔

پہلے منی مین قربانی کے بعد تین روز ٹھہر کر ستّر کنکریان پوری کرنا قدیمی سنت تھی۔ مگر اس زمانہ مین اقوام بنی شعبہ اور دیگر غارتگرونکے خوف سے وہ رسم ترک کرکے اس آیت شریف کے مطابق دو روز پر اکتفا کیا گیا ہے فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ ومن تاخر فلا اثم علیہ (پھر جو شخص جلدی کرے اور دو ہی دنمین چل کھڑا ہو اُسپر بھی کچھ گناہ نہین اور جو دیر تک ٹھرا رہے اُسپر بھی کچھ گناہ نہین۔ سورۂ بقر آیت ۲۰۳) منی سے واپسی کے وقت مکہ کی حبشیوں اور عراق کے ترکون مین بڑی جنگ وجدل ہوئی۔ دونون فریقون مین تلوارین کھچین اور کمانین چڑہین۔ اکثر آدمی زخمی ہوے۔ اس ہنگامے مین بعض سوداگرونکا مال بھی لُٹ گیا۔ کیونکہ منی مین تین روز تک ہر قسم کی بیش قیمت وکم قیمت اشیاء کا بازار لگایا جاتا ہے اسلئے کہ ہر ولایت کا آدمی اس مقام پر جمع ہوتا ہے۔ القصہ بعنایت الٰہی یہ فتنہ جلد فرو ہوگیا اللہ تعالی کا شکر ہی کہ حجاج نے اپنے تمام مناسک سے بخیر وخوبی فراغت پائی۔

کعبہ شریف کا تبدیل غلاف

قربانی کے دن امیر العراقی کے فرودگاہ سے کعبہ شریف کا غلاف چار اونٹون پر لادکر جلد

قاضی کے ہمراہ بھیجا گیا۔ قاضی کا سیاہ لباس تھا۔ اور دو سیاہ نشانون کے سایہ مین وہ جا رہا تھا۔ پیچھے پیچھے نقارے بجتے جاتے تھے۔ بڑے شیبی محمد بن اسمعیل کا چچیرا بھائی قاضی کے ساتھ تہا۔ سنا جاتا ہی کہ محمد بن اسمعیل شیبی کو خلیفہ نے اُسکی بدچلنی کی خبر سنکر معزول کر دیا ہے۔ اُس روز یہ غلاف کعبہ شریف کی چہت پر رکہا گیا۔ اور تیرہوین تاریخ منگل کے دن سب شیبی غلاف چڑہانے مین مشغول ہوے۔ یہ غلاف بہت سبز تھا اور اُسپر سُرخ خطوط تھے۔ مقام کریم کے سامنے دروازہ والی دیوار کے پردہ پر بسم اللہ الف کے بعد لکہا ہے۔ ان اول بیت وضع للناس الخ چارون پردونپر خلیفہ کا نام اور اُسکے حق مین دعائین تحریر ہین۔ تحریرونکے گرد دو دو سرخ جدولین ہین اور انمین چہوٹے چہوٹے سفید دائرے ہین۔ دائرون کے اندر باریک حرفون مین آیات قرآنی اور خلیفہ کے حق مین دعائین تحریر ہین جب کعبہ کا لباس درست کرچکے تو عجمیون کے ہاتھونسے پردونکو محفوظ رکہنے کے واسطے اُسکے دامن اونچے کردیے اسلیے کہ یہ لوگ پردونکو بیدریغ کہینچتے ہین اور بشوق تمام اُنپر گرتے ہین۔ ان پردونمین کعبہ شریف کا جمال ایسا نظر آتا ہے گویا دُلہن کو دیبائے سبز کا لباس پہنا دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک مشتاق کو اُسکی لقاے پرانوار سے مالا مال کرے۔

آجکل اہل عراق وخراسان کے واسطے خانۂ کعبہ روز کہلتا ہے۔ داخلی کے وقت انلوگونکا ہجوم۔ ایک دوسرے پر گرنا اور سرونپر سے کود کود کر جانا ایک ایسا ہولناک ہنگامہ ہے جسمین ہاتہ پاؤن ٹوٹنے اور جان جانے کا اندیشہ ہے۔ لیکن اس گروہ کو فرط سرور اور غلبۂ شوق

کے باعث کسی بات کی پروا نہین ہے - چارو نطرف سے خانۂ اقدس پر اسطرح گرتے ہین
جیسے شمع پر پروانے - بلکہ بعض لوگ اس ہنگامہ مین جانسے بہی جاتے رہتے ہین -
بعض عورتین جو اس ازدحام سے نکالی گئین اُنکے جسم کی کہال بہیڑ کی گرمی اور نفاس شوق
کی حرارت سے پک گئی تہی - انکی یہ حالت دیکھکر اقوام سدوم کا مجمع یاد آگیا - لیکن ان
لوگو نمین اُنکی نسبت بہت تمکین و وقار ہے -
پندرہوین تاریخ جمعرات کی شب مین عشا کے بعد مقام کریم کے سامنے منبر رکہا گیا
اور ایک خوبصورت اور خوش شمائل خراسانی نے منبر پر چڑہکر عربی اور عجمی دونون زبانونمین
وعظ کہا - اُسکی فصاحت اور خوبیِ بیان قابل تحسین ہے - عجمی زبان مین بہی اس دلچسپی کے
ساتھ بیان کو رونق دی کہ تمام عجمیونکے دل شوق سے بھر گئے اور آہ وزاری ہونے لگی -
حق تو یہ ہے کہ اس شخص نے دونون زبانونمین سحر حلال ظاہر کیا - دوسری شب حطیم حنفی کے سامنے
منبر رکہا گیا اور ایک بزرگ سفید ریش - صاحب عظمت نے خطبہ شروع کیا اس خطبہ مین آیت الکرسی
کے کلمہ کلمہ کو تضمین کیا تہا - اسکے بعد فنون علمی کا بیان اور دونون زبانونمین وعظ شروع کیا
اُسکے بیان سنے قلبونکو ہلا دیا اور اُمید وبیم سے بھر دیا اسی اثنا مین بعض مسائل پر کچھ لوگون نے
جرح کی - اُنکے جواب اس بلاغت اور بیباکی سے دیتا تہا کہ اہل فضل وکمال کو حیرت ہوتی تہی
الغرض ہر شخص اُسکے بیان پر متعجب تہا - گویا بیان کا القا ہوتا تہا - ممالک مشرقیہ کے واعظون
کی یہ طرز بیان اُنکے فضل وکمال اور طلاقت لسانی کا نمونہ ہے - یہ لوگ ایک ہی فن مین نہین بلکہ
مختلف فنون مین کامل دستگاہ رکہتے ہین - کسی فن مین اعتراض کیا جائے طرفۃ العین مین معقول

جواب دیتے ہین - اِن واعظون کے آگے قاری اس خوش الحانی سے قرات کرتے ہین
کہ پہاڑونکو جنبش ہوتی ہے گویا نغمۂ داؤدی ادا کرتے ہین - ان سب خوبیونکا جمع ہونا تعجبات
سے ہے - اس معمر واعظ نے احادیث کی اسناد مین ہر راوی کے پانچ پشت تک
سلسلہ وار نام اور القاب بیان کئے - یہ شخص اس فن مین کامل استعداد رکھتا ہے -
حج کے موسم مین حرم شریف مین بہت بڑا بازار لگتا ہے - اُسمین غلہ سے لیکر جواہر تک
ہر قسم کی جنس فروخت ہوتی ہے - آٹے کی دکانین دار الندوہ مین باب بنی شیبہ کی طرف
ہوتی ہین - اور بڑا بازار غرب سے شمال کی جانب اور شمال سے غرب کی جانب گرد والا نہین
ہوتا ہے - خدا جانے یہ خلاف شرع کام کس وجہ سے جاری ہے -
بیسوین تاریخ (یکم اپریل) اتوار کے روز ہمنے بیرون شہر امیر العراقی کی فرودگاہ مین آکر قیام کیا - اور
ایک ساربان سے موصل تک کا ہمارا کرایہ طے ہوگیا - موصل بغداد سے دس منزل آگے ہے -
اس فرودگاہ مین ہم تین روز رہے - روزمرہ کعبہ شریف کی زیارت کو آتے تھے اور واپسی کے
وقت وداع کرکے جاتے تھے - یہ پڑاؤ شہر سے دو میل ہے -

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو روانگی اور راہ کے حالات

بائیسوین تاریخ کو جمعرات کے دن دوپہر کے وقت قافلہ کا کوچ ہوا - مگر نا وقت کوچ کرنے کے
باعث تھوڑی منزل طے کرکے بطن مر مین مکہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر قیام کیا -
ہم مکہ معظمہ مین آٹھ مہینے دس دن جسکے کل دو سو چھیالیس دن ہوتے ہین ہمارا قیام رہا - کیونکہ
ہم ۱۳ ربیع الآخر ۸۷۹ھ کو جمعرات کے دن اس مقدس شہر مین داخل ہوئے اور ۲۲ ذی الحجہ

سنہ مذکور کو جمعرات کے دن اس مقام مبارک سے کوچ کیا - ان تمام ایام مین صرف تین دن کعبہ شریف کی زیارت سے محروم رہی - ایک عرفات کے دن - دوسرے قربانی کے دن - اور تیسرے کوچ سے ایک روز قبل یعنی ۱۲ ذالحجہ کو بدہ کے دن -

القصہ ہم جمعرات کے روز نماز ظہر کے بعد یہانسے رخصت ہوکر بطن مرّ مین پہنچے - یہ مقام نہایت سرسبز و شاداب ہی - خرمے کے درخت بکثرت ہین اور جابجا چشمے جاری ہین اسکے اطراف بہت وسیع ہین اور کثرت سے اسمین گاؤن آباد ہین - یہانسے میوہ وغیرہ مکہ کو جاتا ہی - جمعہ کے روز ایک خاص وجہ سے یہان ٹھرنا پڑا - اسکی یہ تفصیل ہی کہ ملکہ خاتون شاہ ارمن کی بیٹی اس قافلے کے ساتہ ہی - جمعہ کی شب مین وہ اپنے چند خاص خدام کے ساتہ یہانسے مکہ معظمہ کو چلی گئی صبح کو اسکی تلاش مین امیر العراقی نے اپنے معتمدون کو روانہ کیا - یہ عورت جلیل القدر ہے اسلئے اسکے انتظار مین آج مقام کرنا پڑا - ہفتہ کی شب مین سوتے وقت ملکہ واپس آئی - اسکے اس طور پر چلے جانے مین مختلف اقوال ہین - کوئی کہتا ہی امیر العراقی سے ناراض ہوکر چلی گئی تھی - کوئی کہتا ہی جذبات شوق کے باعث بیتابانہ خانہ کعبہ کی زیارت کو گئی تھی مگر حقیقت اصلی معلوم نہوئی - اس عورت کی عمر پچیس سال کی ہی اور اسکے تمام افعال خیر و صلاح کے ہین - حجاج کی آسائش کیواسطے تیس اونٹ آبکش مقرر کردیے ہین اور اسیقدر اونٹ انکے سامان خور و نوش کیواسطے مامور ہین انکے خاص متعلقین کیواسطے سو اونٹ پر کہانے پینے کا سامان اور کپڑا وغیرہ لدا ہوا ہے - اسکا باپ امیر مسعود - دروب - ارمن - اور بعض قطعات ممالک روم کا فرمان روا ہی - اسکی سلطنت

بہت وسیع اور فوج نہایت قوی ہی۔ کہتے ہین فوج مین ایک لاکھ سوار ہین۔ اس ملکہ کا شوہر
نورالدین ممالک **آمد** وغیرہ کا حکمران ہے۔ اُسکی سرکار مین بھی بارہ ہزار سوار ملازم ہین۔
اسیطرح اس قافلہ مین دو اور جلیل القدر عورتین ہین۔ ایک تو **معزالدین** حاکم موصل کی ماں
اور نورالدین ملک شام کے بھائی امیر بابک کی بی بی ہے۔ اور دوسری دقوس مالک صفہان
کی بیٹی ہے۔ اِن تینون خاتونونکے افعال خیر اور امورات جود وسخا کی اس راہ مین بہت
کثرت ہی۔ اور سامان زینت و آرائش ملوکانہ کی بھی ایسی ہی افراط ہی۔ یہ خاتونین امیرالعراقی
کی ذمہ داری مین ہین۔ امیرالعراقی کا نام **ابوالمکارم طاسگین** ہے۔ یہ شخص آٹھ برس سے
خلیفہ کی جانب سے اس خدمت پر مامور ہے۔

۲۴۔ تاریخ ہفتہ کے دن اس مقام سے روانہ ہوکر **عُسفان** کے قریب جاکر ٹھہرے اور
پھر آدہی رات سے کوچ کرکے صبح کو عسفان مین پہُنچے۔ یہ جگہ پہاڑونکے درمیان مین ایک ہموار
زمین کا قطعہ ہی۔ اور یہان ایک کنوان (آبار) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منسوب ہی
ایک برج دار قلعہ ویران پڑا ہے۔ بی مرمتی اور ویرانی کے سبب سے قلعہ مین کہنگی کے آثار پیدا
ہین اور جابجا سے عمارت گر پڑی ہی۔ اس جنگل مین مقل کے درختونکی بہت کثرت ہی۔ یہان
آرام کے واسطے تھوڑی دیر قیام کیا اور بعد نماز ظہر یہانسے روانہ ہوکر **خُلیص** مین پہنچے۔
خلیص بھی ایک ہموار قطعہ زمین ہی۔ خرمے کے باغات کی کثرت ہی۔ اس میدان مین ایک
ویران قلعہ ہے اور اُسکے قریب ہی ایک پہاڑ پر پختہ قلعہ ہے۔ یہان ایک چشمہ بھی ہی
اور اُسکے قریب چہ بچے ہین۔ چشمے کا پانی اُنمین جمع ہوتا ہی اور لوگونکے صرف مین آتا ہی

اہل قافلہ نے یہان سے کافی پانی بھر لیا اسلئے کہ اگلی منزل مین پانی کی قلت ہی۔ پھر کے
روز پانی بھرنے اور اونٹون کو پانی پلانے کی واسطے یہان ٹھہرنا پڑا۔ اس قافلے مین اہل عراق
اور انکی حمایت مین خراسانی اور موصلی وغیرہ تمام اطراف کے آدمیون کی یہ کثرت ہی کہ انکا
شمار سوا خدا کے کوئی نہین جان سکتا۔ اس انبوہ نے تمام روئے زمین کو گھیر لیا ہی اور عرصہ
بیابان انپر تنگ ہی۔ انکے بوجھ سے زمین دبی جاتی ہے اور جنبش کے ساتھ متزلزل
ہوتی ہی۔ اس قافلہ کے باعث سی سطح زمین ایک دریاے موج خیز کی صورت نظر آتا ہی
جسکا پانی بالکل سراب ہی اور قافلہ کی رفتار مانند موج آب ہی۔ شتران باربردار ہین گویا سبک رفتار
کشتیان ہین اور محملونکے سایہ فگن قبے بادبانون کی طرح نمودار ہین۔ ان کشتیون کی
رفتار ایسی ہی جیسے ابر کے ٹکڑے ایک دوسرے پر چڑھتے چلے جاتے ہین اور باہم رگڑتی
ہین۔ اس ہنگامہ کی کشمکش اور محملونکے تصادم سے خوف و ہراس پیدا ہوتا ہی۔ جسنے
یہ قافلہ نہ دیکھا گویا عجائبات دنیا مین سے کچھ بھی نہ دیکھا۔ اسکا کچھ ذکر بطور تحفہ اہل سماعت
کی خدمت مین پیش کرتا ہون۔ اسکی عظمت کا ادنی نمونہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس قافلے مین سے
کسی کام کو جاتا ہے۔ اگر اسے اپنے مقام کا پورا نشان یاد نہو تو پلٹ کر مقام پر نہین آتا
ہر طرف بھٹکا بھٹکا پھرتا ہی۔ البتہ اگر خوش قسمتی سے امیر کی بارگاہ مین پہنچ جاے اور اپنا
حال بیان کرے تو امیر کے حکم سے ایک سانڈنی سوار اسکو اپنے پیچھے بٹھا کر تمام قافلے
مین اس شخص کا اور اسکے وطن کا نام لیکر منادی کرتا ہے۔ اور اسکے ساربان کا نام لیکر پکارتا ہے
جہان کہین پتا ملتا ہی اسکو پہنچا کر ساربان کے سپرد کردیتا ہی۔ سواے اس ترکیب کی

اور کسی صورت سے اونٹ نہین ملسکتا۔ اگر اتفاق سے کسیکو ملجائے تو وہ نادر ہے اسکے علاوہ اور بہت سی خوبیان اس قافلے اور اہل قافلے کی بیان سے باہر ہین ان جلیل القدر خواتین کے سبب سے اہل قافلہ کو پانی وغیرہ کا بہت آرام ہے۔ اگر کسی سال انکا آنا نہین ہوتا ہے تو انکے معتمد شتران آبکش لیکر حجاج کے ساتھ آتے ہین اور تمام راستے میں خصوصاً جہان پانی کی کمی ہوتی ہے راہگیرونکو پانی پلاتے ہین۔ عرفات اور مسجد الحرام مین بھی انکی طرفسے پانی پلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب عورتونکو ملتا ہے۔ شتران آبکش کے محافظ مسافرونکو پانی کے واسطے بلاتے ہین اور سب لوگ اپنے اپنے برتنون مین پانی بھر لاتے ہین یہ منادی کرنے والے اُن عورتونکا نام لیکر انکے افعال خیر کا اعلان کرتے ہین اور مخلوق کو انکی دعا سے خیر کی طرف توجہ دلاتے ہین اور کہتے ہین۔ "اللہ تعالی فلان ملکہ کو قائم رکھے۔ جسنے ایسے کار خیر کے جاری کرنے کا حکم دیا" لفظ خاتون کو ہم پہلے بیان کر چکے ہین یہ لفظ انکے ہان مثل سیدہ کے امیر عورتونکے واسطے معین ہے۔ باوجود مخلوق کی اس کثرت وغیرہ کے۔ اس قافلے مین یہ عجیب بات ہے کہ اگر قافلہ کسی منزل پر ٹھہرے اور ٹھہرتے ہی امیر کے حکم سے کوچ کا نقارہ بجایا جائے تو نقارے کا آواز سنتے ہی دوبارہ سامان وغیرہ لادکر نقارے کی تیسری آواز تک قافلہ روانہ ہوجاتا ہے۔ یہ محض مستعدی اور شدائد سفر کی مہارت کا نتیجہ ہے۔ شب کو قافلے کا کوچ مشعلونکی روشنی کے ساتھ ہوتا ہے مشعلین آدمیونکے ہاتھو نمین ہوتی ہین۔ کوئی محمل ایسا نہین ہوتا جسکے آگے مشعل نہو گویا یہ لوگ تارونکے جھرمٹ مین چلتے ہین اور زمین کو تارون بھرے آسمان سے مقابلے کا دعوی ہے

اسکے سوا مصالحات دینی اور آسائش حیوانی وغیرہ کے سامان اس قافلے مین اسقدر ہین کہ انکی توصیف احاطۂ انحصار سے باہر ہے۔

الغرض پیر کے دن ظہر کے وقت خلیص سے روانہ ہوکر عشا تک برابر چلتے رہے عشا کے وقت تھوڑی ہی دیر آرام کیا تھا کہ پھر کوچ کا نقارہ بجا۔ اسوقت سے جنگل کی دوپہر تک قطع منازل مین مصروف رہے۔ اسکے بعد ایک مقام پر تھوڑا آرام کیا اور ظہر کے بعد پھر روانہ ہوکر عشا کے وقت وادی السمک مین پہنچے۔ یہ نام اس سرزمین پر صادق نہین آتا۔ پانی بھرنے کے واسطے یہان صبح تک قیام کیا۔ پانی تالابون مین جمع ہے کہین کہین کھود کر بھی نکالا ہے یہانسے بدہ کے روز ظہر کے قریب کوچ کیا۔ رات کو وقت ایک دشوار گذار پہاڑی مین سے راستہ ملا۔ اس راہ مین بہت سے سارباونکی جانین تلف ہوئین پھر ایک میدان مین قیام کیا اور آدھی رات تک سوتے رہے اسکے بعد کوچ کیا۔ یہانسے ریگستان شروع ہوا جہانتک نظر جاتی ہے ریت ہی ریت نظر آتا ہے۔ راہ کی کشادگی کے سبب سے ساربان بے ترتیب ادہر اودہر چل رہے ہین۔ جمعرات کو دن تھوڑی دیر آرام کے واسطے ٹھہرے۔ اسجگہ سے بدر دو منزل ہے یہانسے ظہر کے وقت کوچ ہوا اور شب کو بدر کے قریب ایک مقام ٹھہرے وہانسے آدھی رات کو روانہ ہوکر دن نکلتے نکلتے بدر مین داخل ہوے۔

اس موضع مین خرمے کے بہت باغ ہین اور آب روانکا ایک چشمہ ہی۔ موضع کا قلعہ بلند ٹیلے پر ہے اور قلعہ کا راستہ پہاڑونکے بیچ مین سے ہے۔ وہ قطعہ زمین نشیب مین ہی جہان اسلامی لڑائی ہوئی تھی اور اللہ تعالی نے اسلام کو عزت اور اہل شرک کو ذلت دی۔ آجکل اس زمین مین خرمہ کا

باغ ہی اور اُسکے بیچ مین گنج شہیدان ہے۔ اس آبادی مین داخل ہوتے وقت بائین طرف
جبل رحمت ہی لڑائی کے دن اس پہاڑ پر فرشتے اُترے تھے۔ اس پہاڑ کے سامنے
جبل الطبول ہے۔ اُسکی قطع ریت کے ٹیلے کی سی ہے۔ کہتے ہین ہر شب جمعہ کو اس پہاڑ سے
نقارے کی صدا آتی ہے اسلئے اُسکا نام جبل الطبول رکھا ہے۔ ہنوز حضرت نبوی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی یہ بھی ایک کرامت باقی ہے۔ اس بستی کے عرب باشندے نے بیان کیا
کہ مینے اپنے کانون سے نقارون کی آواز سُنی اور ہر جمعرات اور پیر کو یہ آواز آیا کرتی ہے
اس پہاڑ کے سطح کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تشریف رکھنے کی جگہ ہی اور اُسکے
سامنے میدان جنگ ہی نشیبی زمین کے قریب جہان آجکل نخلستان ہی ایک مسجد بھی ہے
کہتے ہین یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ناقہ کے آرام کی جگہ ہے یہان سے صفرا ایک
منزل ہے اور اُسکا راستہ پہاڑونکے درمیان مین ہے۔ راہ کے دونون طرف چشمہ اور
باغ ہین۔ یہ راستہ نہایت خوشنما اور دلچسپ ہی صفرا مین ایک پختہ قلعہ ہی۔ اُسکے گرد بہت سے
اور قلعے ہین۔ اُنمین سے دو قلعونکو تو آسیح کہتے ہین۔ اور ایک کا نام حسنیہ اور
ایک کا نام جدید ہے۔ اسیطرح بہت سے قلعے ہین۔ اور اس آبادی کے گرد بہت سے گاؤن
آباد ہین۔

حالات ماہ محرم سنہ ۸۰ھ

چودھوین اپریل کو ہفتہ کی شب مین چاند دکھائی دیا۔ بدر سے چاند دیکھکر روانہ ہوئے اور
عشا کے بعد صفرا مین پہنچے۔ یہان پانی وغیرہ بھرنے کے واسطے شب کو قیام کیا۔

صبح کو تمام قافلے نے پانی بھر لیا اور ظہر تک یہین آرام کیا۔ یہانسے مدینہ منورہ تین منزل ہی ظہر کے وقت یہانسے روانہ ہوے۔ عشا کے بعد تھوڑا آرام لیکر آدھی رات سے پھر کوچ کیا۔ یہ راہ بالکل پہاڑونکے اندر ہے اتوار کے دن ایک پہر دن چڑھے ایک کنوئین کے قریب مقام ہوا۔ اس کنوئین پر ایک نشان بنا ہوا ہی۔ کہتے ہین یہان حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے ایک جن کو قتل کیا تھا۔ کنوان بہت عمیق ہی۔ ہر ایک رسّی پانی تک نہین پھنچتی پانی بہت صاف ہی۔ ظہر کے بعد یہانسے روانہ ہوکر عشا کے وقت **شعب** علی رضی اللہ عنہ مین قیام کیا اور وہانسے آدھی رات کو کوچ کرکے پیر کے دن ایک پہر دن چڑھے مقام **تُربان** مین پہنچے۔ یہ مقام ایک خشک میدان مین ہے اُسکی زمین پست اور سیلاب زدہ ہی۔ مدینہ منورہ یہانسے سامنے نظر آتا ہی۔ اس میدان کے کنارے مسجد **ذوی الحلیفہ** ہی اسی جگہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندہا ہے اور مدینہ منورہ یہانسے پانچ میل ہے۔ اس مقام سے مشہد حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور مسجد قبا تک مدینہ منورہ کا حرم تصور کیا جاتا ہے اور یہانسے مسجد قبا کا سفید منار دکھائی دیتا ہے۔ ظہر کے بعد اس مقام سے کوچ کرکے مدینہ شریف کر باہر قیام کیا اور شام کے قریب روضۂ مقدس و مطہر کی زیارت کی واسطے حاضر ہوے۔

حالات مدینہ منورہ مقدسہ

روضۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہوکر سلام کیا اور زیارت شریف کی قریب کی خاک کو بوسہ دیا۔ منبر اور مزار مبارک کے درمیان مین تھوڑی سی جگہ ہے اُسکو **روضہ** کہتے ہین

وہاں پر تہجد کی نماز پڑھی - اسکے بعد منبر قدیم کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدم رکھنے
کی جگہ ہے آنکھوں سے لگایا - روضہ کے سامنے داہنی طرف ایک عمود مین ستون حنانہ
کا باقی ماندہ ٹکڑا جڑا ہوا ہے - اُس لکڑی کو بوسہ دیا - یہ ستون حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ
کے واسطے رویا تھا - اسکے بعد نماز مغرب باجماعت ادا کی - ہمین یہ تنہائی کا موقع خوب
مل گیا تھا - کیونکہ ہمارے قافلے کے لوگ اپنے خیمون اور اسباب کی درستی مین مصروف
تھے - ہمنے اس موقع کو غنیمت جانکر شرف آستان بوسی حاصل کیا اور صاحبین کرمین
حضرات صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت اقدس مین رسم سلام ادا کی - اور اپنے
قیام گاہ کو خوش و خرم پلٹ آئے - اب ہمارے دل مین کوئی آرزو باقی نہ رہی - اللہ تعالیٰ
نے اپنے فضل و کرم سے سب اُمیدین پوری فرمائین - اب ہمارا دل سب آرزوؤن سے فارغ
ہوکر وطن کی بازگشت کی جانب مصروف ہوا - اللہ تعالی انجام کار بخیر فرماتے اور اپنے
افضال کو ہمارے حال پر تمام کرے - اُسکے احسانات اور انعامات کا ہزار ہزار شکر ہی -
اُسکی ذات حمد اور شکر کے لائق ہے -

حالات مسجد نبوی و روضۂ مقدسہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

مسجد مبارک مستطیل ہے اور چارو طرف دالان بنے ہوے ہین درمیان مین صحن ہے
اور ریت بچھا ہوا ہے - قبلہ کی سمت یعنی مغرب سے مشرق کی لائن مین پانچ درجہ کا دالان
ہے اور اُسکے مقابل مین بھی اسیطرح پانچ درجہ کا دالان ہی - مشرقی سمت مین تین درجہ کا اور
مغرب کی طرف چار درجہ کا دالان ہے - روضۂ اقدس قبلہ کی سمت کے دالان مین مشرقی گوشہ

مین واقع ہے۔ روضۂ مبارک کی عمارت صحن کے طرف کی درجہ سے شروع ہو کر اندر کی دوسری
درجہ تک منتہی ہوئی ہے اور بقدر چار بالشت کے تیسرے درجہ مین تجاوز کر گئی ہے۔ اسیطرح چوڑائی
مین شرقی سمت کی دو درجہ تک منتہی ہوئی ہے۔ ان دونون دالانونکے چھہ ستون روضۂ مبارک
کی عمارت کی اندر آگئے ہین۔ قبلہ رو دیوار چوبیس بالشت اور شرق رو دیوار تیس بالشت عرض بعض ہی
شرقی گوشہ سے شمالی گوشہ تک انتالیس بالشت ہی اور وہانسے قبلہ رو دیوار کے کونے تک
چوبیس بالشت کا فاصلہ ہی۔ روضۂ مقدس کے پانچ گوشے اور پانچ دیوارین ہین۔ اس عمارت کی
قطع ایسی عجیب ہی جسکی نظیر تعمیر ہونی محال ہے۔ قبلہ کی طرف سی اُسکو اسقدر ترچھا کر دیا ہی کہ
اُسکی طرف مُنہ کر کے نماز کے واسطے نہین کھڑے ہو سکتے اسلیے کہ اسطرف مُنہ کر کے کھڑے
ہونے سے استقبال قبلہ صحیح نہین ہوتا۔ مولانا شیخ ابوابراہیم اسحق بن ابراہیم التونسی کی زبانی ہمین
معلوم ہوا کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اس عمارت کو اس خوف سے ترچھا کر دیا کہ لوگ اسکو
کہین مسجد نہ بنا لین۔ روضہ مطہرہ کی سرہانے کی دیوار مین آبنوس کا ایک صندوق آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سر مبارک کی مقابل نصب ہی صندوق پر صندل کی پچے کاری کی ہوئی ہے
اور نہایت چمکیلے چاندی کے پتر جڑے ہوے ہین۔ پانچ بالشت کا طول تین بالشت کا عرض
اور چار بالشت کی بلندی ہے۔ رکن شمالی اور غربی کے درمیان مین ایک مقام پر پردہ
پڑا ہوا ہے۔ یہ جگہ جبرئل علیہ السلام کے نزول کی ہی۔ تمام روضۂ مقدس کی وسعت چارون
طرفسے دو سو بہتر بالشت سی کچھ زیادہ ہی۔ ہر دیوار کا ایک ثلث حصہ زیرین جسکو اجارہ (ازار)
کہتے ہین خوبصورت ترشے ہوے پتھرونسے بنایا ہی۔ اوپر کے دوسرے ثلث حصہ پر مشک کی

عنبر وغیرہ عطریات سے نصف بالشت موٹی کہگل کی ہے۔ سب سے اوپر کے ثلث حصہ
مین لکڑی کی جالیان ہین اور یہ جالیان مسجد کی چہت سے ملی ہوئی ہین اسلئے کہ روضۂ مطہر کا
حصۂ اعلی مسجد کی بلندی سے ملا ہوا ہے۔ روضۂ مقدس کے پردے اجارے دازار تک
لٹک رہی ہین۔ پردونکا لاجوردی رنگ ہی اور درمیان مین چوچہل اورہشت چہل سفید بوٹی
ہین بوٹونکے اندر گول دائرے اور اُنکے گرد مین سفید نقطے ہین۔ اور اجارے کی پیشانی پر سفیدی
مائل جدول ہے۔ غرضکہ اُسکا منظر نہایت خوشنما اور دلچسپ ہی۔ قبلہ رو دیوار پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روے مبارک کے محاذی چاندی کی میخین نصب ہین۔ اُنکے
سامنے سلام کے واسطے کہڑے ہوتے ہین۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم مبارک کے پاس ہی۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دوش کے
قریب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر مقدس ہی۔ پہلے قبلہ کی طرف پشت کرکے روضۂ مطہر کی
سامنے سلام کے واسطے کہڑے ہوتے ہین۔ پھر داہنی طرف کو تھوڑا سرک کر صاحبین رضی اللہ
عنہما کی خدمت مین سلام عرض کرتے ہین۔ اسطرف کی دیوار کے سامنے بیس قندیلین آویزان
ہین۔ انمین دو سونے کی اور باقی چاندی کی ہین۔ روضۂ مقدس کے شمال مین پتھر کا ایک
چھوٹا سا حوض ہی اور اُسمین قبلہ رو ایک محراب ہی۔ بعض اُسکو سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا
رضی اللہ عنہا کا مکان اور بعض قبر شریف بیان کرتے ہین۔ اصل حال خدا کو معلوم ہے۔ روضۂ مطہر
کے داہنی طرف بیالیس قدم کے فاصلے پر منبر شریف ہی۔ یہانسے روضۂ اقدس تک
ڈیڑہ بالشت بلند اور چہہ قدم چوڑا پتھر کا فرش ہی۔ منبر اور روضۂ صغیرہ کے درمیان مین آٹھ

قدم کا فاصلہ ہے۔ حدیث شریف مین اس روضہ کو ریاض جنت مین سے فرمایا ہے
اُسمین حصول برکت کے واسطے لوگ نماز پڑہتے ہین اُسکے سامنے قبلہ کی جانب ایک
عمود ہے۔ کہتے ہین یہ عمود ستون حنانہ کی باقیماندہ لکڑی پر چڑہا ہوا ہے۔ ستون حنانہ
کی لکڑی عمود مین سے نظر آتی ہے اُسکو بوسہ دیتے ہین اور اُسپر مُنہ رگڑتے ہین۔ روضہ صغیرہ
کے کنارے قبلہ کی طرف سرہانے والا صندوق ہے۔ منبر شریف زمین سے قد آدم
بلند ہے۔ پانچ قدم لمبا اور پانچ بالشت چوڑا ہے۔ آٹھ سیڑہیان ہین اور ایک جہروکے دار
دروازہ ساڑہے چار بالشت کا بلند لگا ہوا ہے۔ یہ دروازہ مقفل رہتا ہے جمعہ کو کہلتا ہے کل منبر اینوس
کی لکڑی جڑی ہوی ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ اوپر نظر آتی ہے
اُسپر کسیقدر اونچا کرکے آبنوس کا تختہ لگا دیا ہے تاکہ اُسجگہ کوئی نہ بیٹھ سکے۔ اس مقام مبارک کو
لوگ ہاتھ ڈالکر چھوتے ہین منبر کے دہنے بازو کے سرے پر جہان خطبہ کے وقت خطیب
ہاتھ رکہکر کہڑا ہوتا ہے چاندی کا ایک گہومتا ہوا حلقہ لگا ہے۔ اُسکی قطع درزی کے انگشتانہ کی سی
مگر اُس سے کسیقدر بڑا ہے۔ کہتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کے وقت حضرات
حسنین علیہم السلام اُس سے کہیلا کرتے تھے۔

مسجد مبارک کا طول ایک سو چہیانوے قدم اور عرض ایک سو چہبیس قدم ہے۔ دو سو نوے
ستون ہین۔ ستون چہت سے ملے ہوے ہین مگر محرابین نہین ہین۔ خیمے کے ستونون کی طرح
ہین۔ پتھر کے گول ترشے ہوے ٹکڑون سے ستون بنے ہین۔ ہر ٹکڑے مین سوراخ ہے۔ ایک
ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کے سوراخ مین پھنساکر اور گرم سیسا ڈالکر جوڑ ملا دیا ہے اوپر سے

چونے کی قلعی کرکے اسطرح گہوٹتا ہے کہ دیکھنے مین بالکل سنگ مرمر کے معلوم ہوتے ہین
قبلہ رو دالان کے آخری درجہ مین مقصورہ ہے اور اُسی مین محراب ہی لیکن امام روضۂ صغیرہ مین
نماز پڑہاتا ہے مقصورہ کی محراب کی پیشانی پر بالشت بھر کا ایک زرد رنگ کا پتھر بہت چمکیلا
لگا ہوا ہے۔ اُسکو کسریٰ کا آئینہ بتاتے ہین۔ محراب کے اندر ایک چہوٹا سا ڑیا کیل مین ٹنگا ہوا رہتا ہے
کہتے ہین یہ کسریٰ کا جام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب مقصورہ کے سامنے شرقی گوشے مین
دو خزانے ہین اُنمین مسجد مبارک کی کتب موقوفہ رکہی جاتی ہین۔ روضۂ صغیرہ اور مزار مقدس کے
درمیان مین بہت بڑی تپائی پر مقفل صندوق ہے کہ اندر کلام اللہ شریف رکہا ہے۔ یہ قرآن اُن
چار قرآنون مین سے ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چہار دانگ عالم مین بہیجے تھے۔
شرقی دالان کے دوسرے درجہ مین ایک زمین دوز دروازہ تہ خانہ کا مقفل ہے۔ اسکے اندر
جانے کے لئے سیڑہیان بنی ہوئی ہین۔ یہ تہ خانہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان مین
منتہی ہوتا ہے اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آمد و رفت کا راستہ تھا۔
اس تہ خانہ کے قائم رکہنے کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
خلیفۂ اول کے مکان کے سامنے حضرت عمر اور اُنکے صاحبزادہ عبداللہ رضی اللہ عنہما کے مکان
ہین۔ روضۂ مقدس کے آگے ایک بڑا صندوق ہے۔ اُسمین خاص روضۂ مبارک کی روشنی کا
سامان شمعین اور شمعدان وغیرہ رہتے ہین۔
شرقی حصہ مین ایک لکڑی کا مکان ہے۔ آستانۂ مقدس کے شب کو نگہبان رات کو اُسمین رہا
کرتے ہین۔ یہان کے خدام نوجوان حبشی اور صقلابی خوبرو اور خوش لباس ہین یہان کا معمول ہے

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے ہے۔ شمال کی طرف ایک نیا قبہ ہے۔ جسکو قبۃ الزیت کہتے ہین۔ اسمین مسجد مبارک کا تمام سامان رہتا ہے۔ اس قبہ کے سامنے صحن مین خرمے کے پندرہ درخت ہین۔ مسجد کی تمام دیوارون پر نیچے سے نصف بلندی تک سنگ رخام کا اجارہ بنا ہوا ہے۔ یہ پتھر مختلف الالوان اور مینا کار ہین۔ اوپر کی نصف دیوارون پر نگینے ہین ان نگینونکا سونا فسیفسار کہلاتا ہے نگینون کی ترتیب مین بڑی صناعی کی ہے۔ قسم قسم کے درخت بناکر انمین پھلونکے بوجھہ سے جھکی ہوی بہت خوشنما ڈالیان دکھلائی ہین خصوصاً قبلہ رو دالان کی صحن والی اور آخر کی دیوار۔ اسیطرح اسکے مقابل کے دالان کی دونون دیوارین اور شرقی و غربی دالانون کی صرف صحن والی دیوارین نہایت خوشنما اور منبت کار ہین۔ انکے اوپر طرح طرح کے رنگونسے اس خوبی سے جدولین کھینچی ہین کہ انکا وصف احاطہ بیان سے باہر ہے۔ مگر اس مسجد مبارک کا روضۂ مقدس کے گرد تعمیر ہونا ہی تمام زینتون پر فائق ہے۔ مسجد کے انیس دروازے ہین۔ چار تو کھلے ہوئے ہین۔ باقی بند ہین۔ کھلے ہوے دروازون مین سے دو دو دروازے غرب اور شرق کو ہین غربی دروازون مین سے ایک کا نام باب الرحمت اور ایک کا نام باب الخشیہ ہے۔ شرقی دروازون مین سے ایک کو باب جبریل علیہ السلام اور ایک کو باب الرجاء کہتے ہین۔ بند دروازون مین سے پانچ غرب کو۔ پانچ شرق کو ایک قبلہ رو۔ اور چار شمال کو ہین۔ باب جبریل علیہ السلام کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکان ہے اور اسی مکان مین آپکو شہید کیا تھا۔ مشرقی حصہ مین جمال الدین موصلی کا مزار ہے جسکے آثار خیر پہلے بیان ہو چکے ہین۔ اسکے مزار اور روضۂ اقدس کے درمیان مین مسجد کی دیوار

تین لوہے کی جالی لگی ہوئی ہے اُسکے ذریعہ سے بوے فردوس اُسکے مشامِ جان کو معطر کرتی ہے۔ مسجد میں تین مینارے ہیں۔ ایک قبلہ رو دیوار میں شرقی کونے پر اور دو شمالی دالان کے گوشوں پر ہیں۔ مگر یہ آخر الذکر دونوں مینار برجوں کی طرح چھوٹے چھوٹے ہیں۔

حالات زیارات متبرکہ بقیع الغرقد وجبل احد

سب سے پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مشہد کا ذکر لکھا جاتا ہے۔ یہ مشہد جبل احد کے قبلہ کی جانب دامن کوہ میں واقع ہے اور جبل احد مدینہ شریف سے شمال کی طرف تین میل کے فاصلے پر ہی۔ مشہد میں ایک مسجد ہے اور اُسکے سامنے شمال کی طرف میدان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ اور مزار کے سامنے گنج شہیدان ہے۔ اس میدان کے محاذی جبل احد کے اسفل میں وہ غار مبارک ہی۔ جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھا کرتے تھے۔ گنج شہیدان کے گرد کی سرخ زمین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہی۔ اس مٹی سے لوگ برکت حاصل کرتے ہین۔

بقیع الغرقد مدینہ شریف کی شرق مین ہے۔ شہر کے جس دروازہ سے اس مقام کو راستہ گیا ہی اُسکو **باب البقیع** کہتی ہین۔ دروازہ سے نکلتے ہی داہنی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی مان بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا کا مزار ہے۔ اس مزار کے سامنے مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا مزار ہے اور اُسپر چھوٹا سا قبہ ہے اُسکے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام کا مزار ہے اُسپر بھی سفید قبہ ہے اور قبر پر لکڑی کی تختے لگے ہوے ہین اور اُنپر خوبصورت برنجی کام ہے۔ اس قبہ کے دہنی طرف

عبدالرحمن الاوسط ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مزار ہے جنپر حضرت عمر نے حد جاری کی تھی اور اُسی
صدمے سے بیمار ہوکر وفات پائی - اس قبر کے قریب عقیل بن ابی طالب اور عبداللہ
جعفر الطیار رضی اللہ عنہم کے مزار ہین - اُنکی برابر ایک روضہ مین ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی تربتین ہین - اس روضہ کے برابر ایک چھوٹے سے مرقد مین آنحضرت صلی اللہ
وسلم کی تین اولاد ونکی قبرین ہین - اسکے برابر حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت حسن
بن علی رضی اللہ عنہم کے مزار ہین - ان مزارونپر بہت بلند قبہ ہے اور باب البقیع سے نکلتے
ہین - داہنی طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پائنتی حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر
ہے - یہ دونون قبرین بہت عریض اور زمین سے بلند ہین - قبرونپر نہایت خوشنما تختے
ہین اور تختونپر برنجی چادر کی کٹی ہوئی بیلین جڑدی ہین - اس آرائش سے منظر نہایت پُر اثر
ہوگیا ہے - اس قبہ کی برابر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا بیت الحزن
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ اسی مکان مین رہا کرتی تھین
بقیع کے آخر مین حضرت عثمان شہید مظلوم رضی اللہ عنہ کا مزار ہے اور اُسپر ایک چھوٹا سا قبہ
اسکے قریب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا مزار
اور اس مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے "ما ضم قبر احد کفاطمہ بنت الاسد رضی اللہ تعا
وعن بنیہا" - اسکے سوا بقیع مین مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کے بیشمار مزارات ہین -
مقام **قبا** مدینہ شریف سے قبلہ کی طرف دو میل کے فاصلے پر ہے - پہلے یہ جگہ بہت آباد تھی
مدینہ منورہ سے وہان تک برابر آبادی تھی - مگر آجکل یہانسے وہان تک خرمے کے باغ

ہین۔ یون تو مدینہ کے چارون طرف باغون کی کثرت ہی۔ لیکن سب سے زیادہ مشرق اور قبلہ کیطرف اور سب سے کم مغرب کی جانب ہین۔ قبا ہی مین وہ مسجد ہے جسکی بنا تقوی پر ہوی ہے۔ اس مسجد کی جدید ترمیم ہوی ہے اور عرض و طول مین مربع ہے۔ مینار نہایت بلند اور سفید ہے بہت دور سے نظر آتا ہے۔ وسط مسجد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ناقہ کے آرام کرنے کا مقام ہے چھوٹے روضہ کی طرح اُسکے گرد چار دیواری بنادی ہے مسجد کے صحن مین قبلہ کی جانب ایک چبوترہ پر محراب ہے۔ اس جگہ حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پہلے آکر نماز پڑہی تھی۔ مسجد مین سات درجے کا دالان ہے اور سات ہی درطول مین ہین۔ قبلہ کی طرف کی دیوار مین محرابین ہین اور مسجد کا ایک ہی دروازہ ہے مسجد کے سامنے قبلہ کی سمت ابی ایوب ابن نجار انصاری کا مکان ہے۔ مغرب کی جانب میدان مین ایک کنوان ہی۔ کنوین کے پاس پتھر کا کھدا ہوا ایک حوض ہے حوض کی شکل چلیہ کی سی ہے۔ اُسمین لوگ وضو کرتے ہین۔ ابن نجار کے مکان کے برابر حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضرت ابی بکر صدیق اور حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہم کے مکانات ہین۔ ان مکانون کے سامنے بیر اریس (کنوان) ہی۔ پہلے کھاری تھا مگر آنحضرت کے لعاب دہن سے میٹھا ہوگیا۔ اس کنوین مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کی انگوٹھی گری تھی۔ یہ ایک مشہور قصہ ہے۔ اسکے قریب **دار الصفہ** ہے۔ یہان عمار اور سلمان وغیرہ رضی اللہ عنہم رہا کرتے تھے۔ اس آبادی کے آخر مین ایک ٹیلہ ہے اُسکا نام عرفات ہی۔ عرفہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُس ٹیلے پر کھڑے ہوتے تھے آپکے واسطے زمین سمٹ جاتی تھی اور حاضرین کو میدان عرفات نظر آجاتا تہا۔ غرض کہ اس

آبادی کے زیارات اور تبرکات احاطہ تحریر سے باہر ہین۔

مدینہ منورہ کی دوہری چار دیواری اور چار دروازے ہین۔ انمین سے ایک لوہے کا دروازہ ہے اسکا نام **باب الحدید** ہے دوسرے کا نام **باب الشریعۃ** ہے تیسرے کا نام **باب القبلہ** ہے آجکل یہ دروازہ بند ہے۔ چوتھے دروازہ کا نام **باب البقیع** ہے مغرب کی سمت فصیل شہر سے ایک پرتاب تیر کے فاصلے پر وہ خندق ہے جو مخالفین دین کے ہجوم کے وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیار کرائی تھی۔ خندق کے کنارے پر ایک ویران قلعہ پڑا ہوا ہے اسکا نام **حصن العزاب** ہے کہتے ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عزاب[1] مدینہ منورہ کے واسطے یہ قلعہ تعمیر کیا تھا۔ خندق اور مدینہ منورہ کے درمیان مین راستے کے داہنی طرف ایک پانی کا چشمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہے اسکے گرد لمبی دیوار کھنچی ہوی ہے۔ گویا مستطیل حوض کی شکل ہوگیا ہے حوض کے بیچ مین پانی کا منبع ہے اور اسکے اطراف مین دو مستطیل سقاوے ہین۔ ان سقاوونکی دیوارے چشمہ کی دوہری چار دیواری ہوگئی ہے۔ دونون سقاوے چشمہ کے سطح سے نیچے ہین انمین سے ہر ایک سقاوے مین اترنے کی پچیس پچیس سیڑہیان ہین۔ اور دونون مین چشمے کا پانی آتا ہے۔ سقاوونمین لوگ نہاتے ہین اور کپڑے دہوتے ہین چشمہ کا پانی صرف پینے یا باہر لیجانے کے کام مین آتا ہے۔ مدینہ منورہ کے علاوہ اس چشمہ سے چارون طرف کے آدمی سیراب ہوتے ہین۔ مدینہ منورہ کی جانب اس چشمہ کے قریب ایک قہوہ[?]

---

[1] عزاب رانڈ اور رنڈوے مرد عورت اور کنوارے کو کہتے ہین۔

حجر الزیت نامی ہے - اس قبہ مین وہ پتھر ہے جسمین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے روغن زیت ٹپکا تھا - قبہ کے شمال مین بیر بضاعہ ہے اور اسکے بائین طرف جبل الشیطان ہی اس جگہ سے شیطان نے جنگ احد کے دن مسلمانون کو ندا کی تھی کہ تمھارے نبی مارے گئے - اسکے آگے مغرب کو بیر رومہ ہی - اس کنوین کا نصف حصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار دینار کو خرید کیا تھا - جبل احد کے راستے مین حضرت علی اور سلمان رضی اللہ عنہم کی مسجدین ہین - انکے علاوہ ایک مسجد الفتح ہے - اسجگہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورۂ فتح نازل ہوئی تھی - مدینہ منورہ کے اندر باب الحدید کے قریب تین سقاوے ہین اندر جانے کے واسطے سیڑھیان ہین انکا پانی صاف اور خوش ذائقہ ہی یہ سقاوے حرم شریف کے قریب ہین، حرم شریف سی قبلہ کی جانب ایک مکان مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا دار الہجرۃ ہی حرم شریف کے چارونطرف شارع عام مین ترشے ہوئے پتھرونکا فرش ہے - جلدی مین صرف اسیقدر حال مدینہ منورہ اور زیارات کا لکھا گیا -

۶ محرم کو جمعرات کے دن شام کو امیر مسعود مالک ارمن کی لڑکی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے اپنی خواصونکے ساتھ محل مین سوار ہوکر روضۂ اقدس کی زیارت کو آئی اسکی جلو مین حبشی اور صقلابی جوان ہاتھون مین لوہے کی چھڑیان لیے ہوے آگے آگے بھیڑ کو روکتے جاتے تھے اور قاری کچھ پڑھتے جاتے تھے - بعض خدام بہ آواز بلند اسکے اوصاف بیان کرکے دعائین دیتے جاتے تھے مسجد مبارک کے دروازے پر پہنچکر محل سے اتری اور ایک چادر کی آڑ مین جسکو خدام ہر طرف سے تانے ہوتے تھے آگے بڑھی - پہلے روضۂ اقدس کے سامنے حاضر ہوکر سلام کیا - پھر روضۂ صغیرہ

مین نماز پڑہی - پھر اُس حوض مین جو منبر کے سامنے ہے دوگانہ ادا کیا - اِسکے بعد غربی دیوار کے جانب جاکر مہبط جبرئیل علیہ السلام مین ٹھر گئی - اُسجگہ خدام پردے ڈالکر باہر کھڑے ہو گئے اور اُسکے احکام کی تعمیل کرتے رہے - اِن تمام حالتون مین وہ عورت چادر کی آڑ مین پھرتی رہی - اُسکے گرد مخلوق بہت جمع تھی اور محافظ آگے آگے آدمیونکو بچاتے جاتے تھے - مسجد مبارک مین خیرات کے واسطے اسکے ساتھ دو اونٹ سامان کے آئے تھے - وہ رات تک اُسی مقام متبرک مین حاضر رہی -

اتنے مین صدرالدین اصفہانی رئیس العلماء شافعیہ کی آمد آمد کی خبر ہوئی - اس شخص کے علم اور تبحر کی بہت شہرت ہی - رئیس العلما آبائی و اجدادی لقب ہے - آج رات اُسکے وعظ کی مجلس منعقد ہوئی - امیر العراقی کے انتظار مین اُسکے آنے مین دیر ہوئی - تمام حرم شریف منتظرین سے بھر گیا رات گئے یہ عالم مسجد نبوی مین پہنچا اور امیر العراقی بھی آیا - امیر مسعود کی بیٹی بھی اسوقت تک حرم شریف مین بیٹھی رہی - وعظ کے واسطے روضۂ اقدس کے سامنے منبر رکھا گیا اور واعظ اُسپر چڑہا - قاریون نے نہایت خوش الحانی اور خوش آوازی سے قرأت شروع کی - واعظ ذکی نے انکھیونسے روضۂ اقدس کی طرف دیکھا اور بہ آواز بلند رونے لگا - اسکے بعد اپنی تصنیف سے ایک سحر بیان خطبہ شروع کیا - خطبہ کے بعد عربی اور عجمی دونون زبانون مین وعظ کہنے لگا - اثنائے وعظ مین اکثر اپنی تصنیف کے اشعار استعمال کرتا تہا - اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر مبارک پر روضۂ اقدس کو اشارہ سے بتاتا تھا اور یہ شعر پڑہتا تھا

هاتيك روضة تفوح نسيما　　　صلّوا عليه وسلّموا تسليما

(تمہارے سامنے یہ روضۂ مبارک ہے جسکی خوشبو مہک رہی ہے اُنپر درود اور سلام پڑہو) وعظ کے وقت اس مقام متبرک کی عظمت وجلال کا اقرار کرکے اپنی تقریر کے قصور کا اعتراف کیا۔ اور کہا کہ اس بے زبان عجمی کی کیا قدرت کہ ایسے افصح العرب کے حضور مین زبان تکلم کہولے۔ آخرکار یہانتک بیان کیا کہ خوف ورقت سے دل بھر گئے۔ اور دماغ سے ہوش وحواس اُڑ گئے اہل عجم خائف وبدحواس ہوکر منبر کے گرد جمع ہوکر اظہار توبہ کرنے لگے اور سب نے واعظ کے سامنے سر جھکا دیئے۔ اُسنے قینچی طلب کرکے سب کی پیشانیونکے بال کترے۔ اور ہر شخص کے سر پر اپنا عمامہ رکھتا تھا۔ اُس عمامے کو اُسکے ہمنشین از روے تعظیم لے لیتے تھے۔ اور اُسکے عوض دوسرا عمامہ رکھدیتے تھے۔ اسیطرح بہت سی پیشانیان کتری گئیں اور عمامے پہنائے گئے پھر مجلس ختم ہوئی اور واعظ نے تمام حاضرین سے مخاطب ہوکر کہا۔ "اے گروہ حاضرین! مینے ایک شب حرم بیت اللہ مین تمہارے واسطے کچھ بیان کیا۔ اور آج رات کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین تمکو پند ونصیحت کی۔ اب تم لوگونسے میری ایک درخواست ہے اور واعظ کو سوال سے کوئی چارہ نہین ہے۔ اگر تم اُس سوال کے پورا کرنے کا اقرار کرو تو مین اپنی حاجت بیان کرون۔" سب نے بڑے شوق سے حاجت روائی کا اقرار کیا۔ اور اشتیاق کے نعرے بلند ہوے۔ واعظ نے کہا۔ "میری یہ آرزو ہے کہ تم سب سر برہنہ ہوکر اس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہاتھ پہیلاکر میرے واسطے عرض کرو کہ مجھ گنہگار سراپا قصور سے خود بھی رضامند ہون اور خداوند ذوالجلال کو بھی رضامند کرین۔" اور بہت سی اپنی خطائین شمار کرکے معترف قصور ہوا۔ تمام حاضرین نے سر برہنہ کئے اور رو رو کر اُسکی درخواست کے

ہوا فق سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور مین عرض کرنے لگے۔ اُسوقت اُس جماعت پر
کچہ ایسی دہشت اور رقت طاری ہوئی کہ اس سے قبل ہمنے کوئی ایسا خشوع اور خضوع کا مجمع نہین دیکہا
اسکے بعد جماعت منتشر ہوی۔ امیر عراقی اپنی قیام گاہ کو روانہ ہوا اور ملکہ ارمنی بھی حرم شریف سے
رخصت ہوے۔ وعظ کے شروع ہونے پر ملکہ کے سامنے کا پردا اُٹھا دیا تھا مثل اور عورتونکے
چادر مین چہپی بیٹھی تھی اُسکے مصاحب اور خدام کا مجمع نہایت پر تکلف اور بارونق شاہی سامان کے
ساتہ تھا۔ واعظ کے ہمراہ خادم۔ غلام۔ اور دیگر سامان ملوکانہ اس افراط سے ہے کہ بعض بادشاہوں کو
بھی میسر آنا دشوار ہے۔ اُسکی ظاہری صورت۔ وجاہت۔ زینت۔ اور زیبایش بالکل امیرانہ ہے
خیمہ نہایت بلند ہے اور اُسکے کئی دروازے ہین۔ خیمہ کا قبہ بہت خوبصورت دور سے تاج کی طرح
چمکتا ہے۔ ہم اُسکی مجلس مین جاکر اُسکے کلام نظم و نثر سے مستفید ہوئے۔ مجلس نہایت بارونق اور
عظیم الشان تھی۔ اُسکی طلاقت لسانی دلونمین گھر کرتی تھی اور تواضع و اخلاق سے لوگ مجذوب ہوتے تھے
اللہ تعالی نے حسن صورت اور خوبی سیرت سے کامل حصہ عطا فرمایا ہے۔ ہمنے اس شخص کو اسطرف کے
علما مین بہت بزرگ اور کامل پایا۔

ساتوین محرم کو جمعہ کے روز ہمنے اس مقام مین ایک ایسی بدعت دیکھی جس سے ہر اہل اسلام کو پناہ
مانگنا چاہیے۔ اس مسجد کا امام جو نماز فریضہ پر مامور ہے جمعہ کے روز نماز پڑہانے آیا۔ کہتے ہین کہ
یہ شخص عادات نامناسب اور حرکات نازیبا مین شیخ العجمی کا بالکل ضد ہے ایسے مقام متبرک کے
واسطے شیخ العجمی ایسے صاحب خیر و برکت کا امام ہونا زیبا ہے۔ جب موذن نے اذان کہی امام
خطبہ کے واسطے منبر نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر چڑہا۔ اُسکے آگے آگے دو سیاہ نشان تھے دو منبر

ادہر اُدہر رکھے گئے اور اُنکے درمیان مین کہڑے ہوکر امام نے خطبہ پڑہا خطبۂ اولی ختم کرکے جلسہ کیا
مگر اور خطیبون کے جلسے سے جسکی سرعت ضرب المثل ہے یہ جلسہ بہت طویل تھا۔ جلسے کے وقت
امام کے خادمون مین سے چند گمراہ صفونکو چیرتے اور کاندہونپر سے کودتے ہوے امام کے واسطے
بھیک مانگنے حاضرین کے سامنے آئے۔ کسی نے چادر کسی نے عمامہ کسی نے نفیس کپڑے
بعض نے چاندی کے ٹکڑے۔ اور اکثر نے سونے کے دینار و غیرہ اُن لوگونکے نذر کیے۔ عورتون نے
بہت سے پازیب اور انگوٹھیان پیش کین جسکو استطاعت نتھی اُسنے کورے کپڑے کا ٹکڑا دیکر نجات
پائی۔ غرضکہ اس کسب ناجائز سے امام کے سامنے ایک انبار جمع ہوگیا۔ امام اتنی دیر تک منبر پر
بیٹھا ہوا کن انکھیون سے اس تحصیل ناروا کو دیکھتا رہا۔ اور طمع مال کی افزونی کی اُمید مین اسقدر تاخیر کی
کہ نماز قضا ہونے کا وقت قریب آگیا بعض اہل دین اس تاخیر سے برہم ہوکر چلانے لگے اور ادای نماز کی
تاکید کی لیکن امام اُنکی طرف متوجہ نہین ہوا اور اہل تحصیل کے ہاتھونکی طرف دیکھتا رہا۔ اُسکے چہرے پر
اُسوقت حیا کا نام نتہا۔ تحصیل سے فارغ ہوکر خطبہ پورا کرکے نماز پڑہائی۔ بعد نماز اہل دین نے
بہت افسوس کیا اور بچشم پُر آب مکانونکو واپس آئے۔

آج شام کو روضۂ مقدس سے رخصت ہونے کا وقت ہی۔ یہ رخصت کیا ہی گویا جان کا وداع کرنا ہی
اس وداع کے خیال سے دل پگھلا جاتا ہی اور حواس گم ہین۔ مفارقت کے ارادے سے جگر ٹکڑے
ہوا جاتا ہے اور آنکھین پرنم ہین۔ ہر ذی شعور خیال کرسکتا ہی کہ ایسے مقام کی جدائی جہان سید الاولین
والآخرین۔ امام المرسلین۔ خاتم النبیین۔ رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہون
کیسی سخت اور دشوار ہے۔ ایسی جدائی کے صدمے سے دلکا پانی پانی ہوکر بہنا اور ہوش و حواس کا

جاتا رہنا کچھ بعید نہین ہے - ہزار افسوس اُس حسرت زدہ پر جسکا دست شوق اس مقام کی جا
دامن کشان اور پنجۂ قضا جدائی کی طرف گریبان گیر ہو - ایسی حالت مین نہ مجال اقامت ہو اور
یارائے صبر مفارقت ہی - بلکہ یہ بیت حسب حال ہے -

مجبتی تقتضی مقامی وحالتی تقتضی الرحیلا

دل نمیخواہد کہ برخیزم ز درگاہ تو زود
لیک چون سازم سرمن لائق کوئیت نبود

اللہ تعالی ہمین اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی برکت سے منزل مبارک کو پہنچائے
اور قیامت کے دن اُسکی شفاعت سی سرفراز کرے - اور اُسکے جوار رحمت مین مقام خاص عطا فر
کیونکہ وہ اپنے بندونپر مہربان اور رحیم ہے - ہمارا قیام مدینہ منورہ مین پانچ روز رہا - پیر کو حاضر
اور جمعہ کو رخصت ہوئے -

مدینہ منورہ سے عراق کا سفر

آٹھوین محرم کو (۲۱ اپریل) ہفتہ کے دن ایک پہر دن چڑھے ہمارا قافلہ مدینہ منورہ سے عراق
کی جانب روانہ ہوا - یہانسے تین روز کا پانی ہمراہ لیا - تیسرے روز یعنی پیر کے دن **وادی عروس**
مین مقام ہوا - یہان کنوان کہود کر پانی نکالا - صاف اور شیرین پانی اس کثرت سی نکلا کہ کل قافلے
بیشمار انسان اور حیوانون کو سیراب کر دیا - اب یہانسے بیابان نجد شروع ہوا - اور زمین تہامہ
پیچھے رہگئی - نجد کی ہوا دماغون مین راحت اور نفسونین سرور پیدا کرنے لگی - ہوا کی خنکی اور سبکی
جسم کو آرام دینے لگی - یہانسے ایک کشادہ میدان مین راہ ہی جسکے اطراف تک نظر کا پہنچنا
دشوار ہے - منگل کے دن **ماء العسیلہ** پر مقام ہوا - یہانسے چلکر بدھ کے دن **نقرہ** مین قیام کیا

یہان کنوین اور پانی کے بہت سے خزانے بڑے بڑے حوضونکی طرح ہین - ایک حوض بارش کے
پانی سے بھرا ہوا تھا سب قافلے نے وہی صرف کیا اور پانی بدستور رہا ہمارے قافلے کا قاعدہ
ہے کہ آدہی رات کو چلکر پھر دن چڑھے ٹھرتا ہے اور ظہر کے بعد کوچ کر کے عشا کے وقت
قیام کرتا ہے - ۱۳ محرم کو جمعرات کے دن مقام **قروری** مین ہمارا قیام ہوا یہان بارش کا پانی
چپہ چپے اور کولونمین بھرا ہوا ملا - یہ جگہ بیابان نجد کا وسط ہی - زمین نہایت کشادہ اور سبزہ زار ہے
ہوا مین اعتدال اور گوارای ہے - یہانکی خاک بہت پاکیزہ اور فضا خوشنما ہی اور موسم صحت بدن
اور قوت نفس کے واسطے بہت مفید ہی - نجد مین اس مقام سے بہتر کوئی جگہ نہین ہے - اور
اسکی تعریف مین تقریر کو گنجائش نہین ہی - جمعرات کی صبح کو **حاجر** مین ٹھرے یہان بھی
چپہ چپہ نمین پانی بھرا ہوا ملا - کچہ گڑھے بھی کہود کر پانی نکالا - ان گڑہونکو احفار کہتے ہین (حفر واحد ہے)
ہمین اس راہ مین پانی کا خوف تھا خصوصًا ایسے مجمع انسان وحیوان کے واسطے کہ اگر دریا پر
بھی ٹھرے تو سب پانی ختم کر دے مگر اللہ تعالی کے کرم سے اس نواح مین ایسی بارش ہوئی
کہ جل تھل بھر گئے - اور جنگل مین جا بجا پانی جاری ہے - آج ہمین دو وادی پانی سے بھری ہوئے
ملے - تالاب اور جہیلونکا تو کوئی شمار نہین ہے - جمعہ کے دن صبح کو مقام **سمیرہ** مین قیام ہوا
یہ ایک آباد گانون ہی اُسکے میدانمین ایک گڑھے مین بہت سے آدمی آباد ہین - بستی مین کنوئین
بہت ہین مگر پانی کھاری ہے - تالاب اور جہیلین بھی ہین - یہانکے باشندے دودہ - گھی
اور گوشت وغیرہ فروخت کو لائے - خرید و فروخت کا بازار گرم ہوا - مگر یہ لوگ تمام اشیا کپڑے کے
عوض بیچتے ہین - اسلیئے بدوی لوگونکے مشورے کے موافق اُنکے لیئے یہ سامان ہمراہ لائے تھے - ہفتہ

کی صبح کو ہمارا قیام **جبل المخروق** پر ہوا یہ پہاڑ صاف میدان میں ہی۔ اور اُسکی چوٹی پر ایک وار پار سوراخ ہے اُسمین سے ہوا آتی ہے۔ یہان سے آگے بڑھکر رات کو **وادی الکروش** میں ہین۔ یہان پانی نہین ملا۔ یہان سے چلکر اتوار کی صبح کو **فید** مین پہنچے۔ یہ ایک بہت بڑا قلعہ میدان مین واقع ہی۔ اور اُسکے گرد بطور شہر پناہ پختہ چار دیواری ہے۔ اُسمین بدوی لوگ رہتے ہین اُنکا ذریعہ معاش حجاج کے ساتھ تجارت ہی۔ یہان پر اکثر حجاج ضرورت سے زیادہ سامان اپنے شناساؤن کے پاس چھوڑ جاتے ہین اور یہ مقام بغداد اور مکہ معظمہ کے وسط مین ہی۔ یہان سے کوفہ بارہ منزل ہے اور راہ بہت صاف ہی۔ پانی جا بجا ملتا ہی۔ امیر العراقی اس آبادی مین اپنے ساز و سامان اور فوجی انتظام کے ساتھ داخل ہوا اسلئے کہ اُسے خوف تھا شاید بدوی حجاج کے مال مین طمع کر کی دغا سے پیش آئین بدوی اپنے اپنے مکانون سے سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے رہی مگر اُن تک رسائی کی قدرت نہتی۔ یہان آبادی مین بہت کنوین ہین اور اُنمین زمین کے چشمون سے پانی آتا ہی۔ ایک چہ بچہ بارش کے پانی سے بھی بھرا ہوا ملا۔ اُسے اہل قافلہ نے ایک دم مین خشک کر دیا۔

یہان قافلے والون نے دنبے اور بکریان کثرت سے خریدین۔ کوئی خیمہ یا راؤٹی ایسی نتھی جس کے پاس ایک دو بکریان نہ بندہی ہون۔ بعض نے راستہ کی مدد کے واسطے اُونٹ بھی خرید کئے۔ شہد۔ دودہ۔ اور گھی کا تو یہ حال تھا کہ کوئی فرد بشر ایسا نتھا جسنے بقدر حاجت اور استطاعت نہ خرید کیا ہو۔ آج بڑی خوشی کا دن ہی اسلئے یہین قیام ہوا اور سفر کی ماندگی سے افاقہ حاصل کیا۔ پیر کے دن ظہر کے بعد کوچ ہوا۔ اٹھارہوین محرم کو منگل کی صبح مقام **اجفر** مین پہنچے۔ یہان اس جگہ کو **موضع جمیل** اور **بثینۃ العذریین** کہتے ہین یہانسے

ٹھہر کو چلکر عشا کے وقت ایک میدان مین قیام کیا اور وہانسے آدہی رات کو کوچ کرکے بدہ کی صبح کو بزرود مین پہنچے۔ یہ جگہ ایک بیابانی زمین اور نشیب مین ہے۔ اور اسکے میدانکے چارون طرف ریت کے ڈہیر ہین بستی خوب آباد ہے۔ آبادی کی صورت گڑہی کی سی ہے۔ اندر چہوٹے چہوٹے مکانات ہین۔ اُنکو یہان والے قصر کہتے ہین۔ کنوؤن کا پانی کہاری ہے۔ بیسوین محرم کو (۳ مئی) جمعرات کے روز **ثعلبیہ** مین قیام کیا۔ یہان ایک ویران گڑہی پڑی ہے۔ اُسکے سامنے بارش کے پانی سے بہرا ہوا ایک بہت بڑا حوض ہے اور حوض کے تین طرف اندر اُترنے کی سیڑہیان ہین۔ اس پانی سے کل قافلہ سیراب ہوا۔ دیہات کے لوگ کثرت سے دُنبے۔ گھی۔ دودہ اور اونٹونکے واسطے چارہ وغیرہ فروخت کرنے لائے۔ اُنکی وجہ سے ایک بڑا بازار قائم ہوگیا۔ یہان پانی بھرنے کے واسطے اسقدر ازدحام ہوا کہ سات آدمی پانوؤنسے کچل کر اور پانی مین گرکر مرگئے اللہ تعالیٰ اُنکی مغفرت فرمائے۔ یہانسے کوفہ تک صرف تین منزلونمین پانی کی کثرت ہے۔ ایک زبالہ دوسری واقصہ تیسرے نہر فرات۔ ان منزلونکے درمیانمین بھی پانی ملتا ہے مگر قافلے کے واسطے کافی نہین ہے اور ان تینون منزلونمین اسقدر پانی ہے کہ کل قافلہ اور تمام اونٹ بخوبی سیراب ہوسکتے ہین۔ جمعہ کے دن **برکۃ المرجوم** مین ٹھہرے۔ یہان راستہ کے کنارے اونچے ٹیلے کی طرح ایک قبر ہے اس راہ سے جو شخص جاتا ہے اُس ٹیلے پر ضرور پتھر پھینکتا ہے۔ کہتے ہین یہ کسی بادشاہ کی قبر ہے اُسکو یہان سنگسار کیا تھا یہان بدوؤنکے بہت سے مکان ہین وہ کھانے پینے کی چیزین قافلے مین فروخت کو لائے۔ اسجگہ پانی کا ایک حوض بھی ہے اور اُسکے کنارے پر پانی گرنے کے واسطے چہ بچہ بنا ہوا ہے۔ اُسمین بہت اونچے سے پانی گرتا ہے۔ یہ تعمیر بہت مستحکم اور استوار ہے۔ غالبًا صرف کثیر مین تیار ہوئی ہوگی۔ وہ حوض بارش کے

پانی سے لبریز تہا۔ تمام قافلہ اس پانی سے سیراب ہوا۔ بغداد سے مکہ معظمہ تک تمام منزلون میں حوضین۔ تالاب اور کنوین زبیدہ بنت جعفر بن منصور ہارون الرشید کی بی بی کے بنوائے ہوئے ہین اُسنے اپنی حیات مین حجاج کے آرام کے واسطے یہ سب سامان مہیا کئے تھے۔ اگر یہ چیزین نہوتین تو اس راہ سے کوئی سفر نہ کرتا۔ ہفتہ کی صبح کو ہمارا قافلہ شُقوق مین پُہنچا۔ یہان میٹھے پانی سے بھرے ہوئے دو حوض ملے۔ لوگون نے یہان سے پانی بھر لیا اور پانی کی افراط کی ہم اہیو نکو خوشخبری دینے لگے۔ اُنمین سے ایک حوض اسقدر بڑا تہا کہ اچھا تیراک مشکل سے اُسکو عبور کر سکتا ہے اور دو قامت سے زیادہ گہرا ہے۔ اس پانی مین اکثر آدمی تیرے اور غسل کیا۔ بعض نے کپڑے دہوئے۔ آج یوم راحت یعنی قیام کا دن ہے اس راستہ کے مسافرون پر اللہ تعالی کی اسقدر رحمت ہی کہ اگر حج کو جاتے وقت ان حوضون اور چہ بچون مین پانی نہین رہتا ہی تو باران رحمت سے تمام حوض اور تالاب لبریز ہو جاتے ہین تا کہ قافلون کو واپسی کے وقت آرام دین۔ اسجگہ سے روانہ ہو کر موضع تنانیر مین رات بسر کی یہان بھی حوض پانی سے بھرے ہوئے تھے۔ تیئسوین محرم کو اتوار کی صبح ہمارا قافلہ زبالہ مین سے ہو کر گزرا۔ یہ بستی خوب آباد ہے۔ بدویونکے مکانون مین ایک پختہ چونے کا مکان بنا ہوا ہے۔ پانی کی حوض اور کنوین بھی ہین۔ یہ جگہ اس راہ کے مشہور مقامونمین سے ہی۔ یہان سے تھوڑی دور آگے ہیثمین مین قافلہ ٹھہرا۔ پانی کے حوض یہان بھی بھرے ہوئے ملے۔ اللہ تعالے کے کرم سے اس راہ مین کسی دن پانی نہ ملنے کا موقع نہین آیا۔ پیر کی شب مین ایک مقام پر پانی کے کنارے قیام ہوا۔ اور رات ہی مین اہل قافلہ نے پانی بھر لیا۔ یہان سے عقبۃ الشیطان

قریب ہے۔ صبح کو اس گھاٹی سے قافلہ گزرا۔ یہ عقبہ کچھ بہت دشوار گزار نہین ہے لیکن چونکہ
اس راہ مین اس مقام سے زیادہ کوئی سخت جگہ نہین ہے۔ اسلئے شہرت ہوگئی ہے یہانسے آگے
بڑھکر قافلہ ٹھیرا مگر پانی کے حوض خالی ملے۔ راہ مین ہر جگہ پانی کے حوض ہین اور ہمنے جسقدر حوض دیکھے
اُنکے کنارے قصر یعنی بدویونکی قلعے کے مکان بنے ہوئے پائے۔ اللہ تعالیٰ اُس بنانے والے کو
اجر عظیم عطا فرمائے جسکو مسافرونکی آسائش کا اسقدر پاس و لحاظ تھا۔ منگل کی صبح کو واقصہ
پہنچے۔ یہ جگہ کشادہ میدان مین ہے۔ مگر زمین نشیبی سے۔ پانی کے حوض لبالب بھرے ہوئے
ہین حوضونکے قریب ایک بہت بڑا قصر ہے۔ یہان سب بدوی رہتے ہین اسجگہ سے کوفہ تک
سوائے **مشارع مار الفرات** کے اور کوئی مشہور منزل نہین ہے۔ کوفہ یہانسے تین دن کی راہ پر ہے
یہان اکثر اہل کوفہ حجاج سے آکر ملے اور اُنکے واسطے کھجورین۔ آٹا۔ اور روٹی سالن وغیرہ لائے
بعض کو صحت و سلامتی کی مبارکبادی۔ بدھ کی رات مقام **لوزہ** مین قیام ہوا۔ یہان پانی سے بھرا ہوا
ایک بڑا حوض ملا۔ سب نے نیا پانی بھر لیا اور اونٹونکو پلایا۔ یہانسے چلکر موضع **قرعاء** پر گذر ہوا۔
یہان بھی ایک بڑا حوض دیکھا۔ اُسکے قریب چھ خزانے چھوٹے چھوٹے حوضون کی طرح
ہین اُنہین سے بڑے حوض مین پانی آتا ہے۔ اور بڑے حوض ہی مین سب لوگ پانی بھرتے ہین
اس راہ مین حوضون کی یہ کثرت ہے کہ اُنکے انضباط اور شمار کی کتاب مین گنجائش نہین ہے
جمعرات کی شب کو ایک جگہ بہت بڑے حوضونکے کنارے آرام کیا۔ صبح کو **منارۃ القرون**
مین ٹھیرے۔ یہان بیابان مین عمود کی شکل اینٹونکا بنا ہوا ایک منارہ ہے۔ کوئی اور عمارت اُسکے
قریب نہین ہے منارہ مین چہل اور ہشت پہل خاتم بندی کی ہوئی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اسکے

منار پر ہرن کے سینگ نصب ہین۔ دور سے سیپی کی پیٹھ کی طرح چمکتا ہی۔ اسکے متعلق کچھ
ایسی بے سر و پا روایتین بیان کیجاتی ہین کہ کوئی ٹھیک بات سمجھ مین نہین آتی۔ اس منار سے
تھوڑے فاصلے پر چونے کا پختہ قصر ہے اور اُسکے دو برج ہین۔ سامنے پانی سے بھرا
ایک بڑا حوض ہی۔ شام کے قریب وادی العُذَیب مین گذر ہوا۔ یہ میدان نہایت سبز
اور خوش منظر ہی۔ وسط مین ایک عمارت ہی اور اُسکے چارو نطرف سبزہ زار ہے۔ کھجور
مقام بارِق یہانسے قریب ہی یہانسے آگے بڑھکر خُضَیرہ مین پہنچے۔ اسجگہ بکثرت عمارتین
ہین۔ آبادی کے متصل پانی کا ایک چشمہ جاری ہے۔ اس بستی سے تین میل آگے قافلہ ٹھہرا
اور وہانسے آدھی رات کو کوچ کیا راہ مین قادسیہ پر گذر ہوا۔ یہ ایک بڑا گانو ہے
خرمے کے بہت باغ ہین اور نہر فرات کے چشمے جابجا جاری ہین۔ جمعہ کی صبح کو نجف مین
گذر ہوا۔ نجف حوالیِ کوفہ مین سے ایک مقام ہی گویا کوفہ اور بیابان کی درمیان ایک حد ہے
اسکی زمین نہایت سخت اور سنگلاخ ہے۔ مگر میدان بہت کشادہ اور دلچسپ ہے۔ یہانسے چلکر
۲۸ محرم کو جمعہ کے دن طلوع آفتاب کے وقت کوفہ مین داخل ہوے۔

حالات شہر کوفہ

یہ شہر بہت بڑا اور آبادی بہت پُرانی ہے۔ ویرانی نے زیادہ تصرف کیا ہی۔ ویران
عمارتین آباد سے زائد ہین۔ اسکی ویرانی کا باعث زیادہ تر قبیلہ خفاجہ کے لوگ ہین
یہ لوگ شہر کے آس پاس کثرت سے رہتے ہین اور رات دن لوٹ مار کرتے ہین۔ اکثر مکانات
یہان اینٹ کے ہین۔ آبادی کی چار دیواری نہین ہے۔ مسجد جامع آبادی کے آخر مین شرق

کی جانب واقع ہے۔ پھر اُس سے اُدھر کوئی عمارت نہین ہی۔ مسجد نہایت پرانی اور مضبوط ہے
قبلہ کی جانب پانچ درجہ کا دالان ہے اور باقی سمتونمین دوہرے دالان ہین۔ دالان پتھر کے بلند
ستونون پر قائم ہین اور ستونونکے ٹکڑے سیسے سے جوڑے ہین ہمنے آجتک اسقدر بلند ستون اور
اتنی اونچی چھت نہین دیکھی۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ان ستونون پر بھی محرابین بنی ہین
اس مسجد مین بہت سے متبرک مقامات ہین۔ محراب کے سامنے قبلہ رو کھڑے ہون تو داہنی طرف
ایک مکان ہی۔ کہتے ہین یہ مقام ابراہیم علیہ السلام کے نماز پڑہنے کی جگہ ہے۔ یہان سیاہ پردہ پڑا
ہوا ہے۔ اور خطبہ جمعہ کے واسطے امام اسی مکانسے سیاہ لباس مین برآمد ہوا۔ لوگ اُس مکانکے
اندر تبرکاً نماز پڑہتے ہین۔ اس مکانکے قریب ایک محراب کے گرد ساگ[1] کی لکڑی کا کٹہرا لگا ہوا ہے
گویا ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ یہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی نماز کی جگہ ہے۔ اسی مقام پر
آپکو عبدالرحمن ابن ملجم نے تلوار سے شہید کیا تہا۔ یہان بھی لوگ نماز کے واسطے حاضر ہوتے ہین
اور رو رو کر دعائین مانگتے ہین۔ قبلہ رو اور غربی دالان کے آخری کونے مین اسیطرح کا ایک
لکڑی کے کٹہرے کے اندر اور مکان ہے۔ کہتے ہین یہ جگہ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفانکا
مخرج یعنی جائے فَارَ التَّنُّور ہے۔ اس مکانکی پشت پر بیرون مسجد حضرت نوح علیہ السلام کے
رہنے کا مکان ہے اور اُسکے برابر حضرت ادریس علیہ السلام کی عبادت گاہ ہی۔ ان مکانونکے
سامنے مسجد کی قبلہ رو دیوار کے نیچے ایک میدان ہے۔ بیان کرتے ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام
نے اسجگہ کشتی بنائی تھی۔ اس میدانکے آخر مین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا مکان ہے

[1] شاید ساگونسے مراد ہو۔

اسی مکان میں آنکو غسل دیا تھا اُسکی برابر ایک اور مکان ہے جسکو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کا
مکان کہتے ہیں۔ ہمنے پرانے آدمیونسے ان مقامات کے حال دریافت کرکے لکھے ہیں صحت
حالات سے خدا سے کریم واقف ہی۔ مسجد کے شرق مین ایک بلندی پر چھوٹے سے مکان مین
حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ مسجد کے سامنے تھوڑے فاصلے پر بڑے
بڑے تین حوض ہین۔ اُنمین نہر فرات کا پانی جمع ہوتا ہے۔ اور اہل شہر کے صرف مین آتا ہے
شہر سے تین میل غرب کی جانب حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ کے اسم مبارک سے ایک
عالیشان مقبرہ بنا ہوا ہے۔ یہ عمارت اُسجگہ ہی جہان وہ ناقہ بیٹھ گیا تھا جسپر نعش مقدس کو کفنا کر
رکھدیا تھا۔ بعض اس مقام پر قبر شریف بتاتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس مقدس مقام کی
زیارت کی ہمکو مہلت نہین ملی اسلیئے کہ ہم صرف ایک رات کوفہ مین رہی۔
ہفتہ کی صبح کو یہانسے روانہ ہوکر ظہر کے قریب ایک نہر کے کنارے ٹھہرے۔ یہ نہر فرات سے
نکلی ہے اور فرات کوفہ سے ڈیڑھ میل مشرق کی جانب ہی۔ شہر کی اس سمت مین تمام باغات
بھرے ہوئے ہین جہانتک نظر جاتی ہے سبزہ زار نظر آتا ہے۔ یہانسے آگے بڑھکر شب کو
حلّہ کے قریب ٹھہرے تیئسوین محرم کو اتوار کی صبح کو حلہ مین پہنچے۔

حالات شہر حلّہ

یہ شہر بہت بڑا اور پرانی قطع کا ہے۔ آبادی فرات کے شرقی کنارہ پر دور تک لمبی چلی گئی ہی
شہر کے گرد مٹی کی ایک پرانی دیوار بھی ہے۔ بازار بہت آباد ہی۔ ہر قسم کی ضرورت کی چیزین
اور ہر طرح کی صنعت کا سامان میسر آتا ہے۔ عمارات اور باغات بکثرت ہین۔ شہر کے اندر

اور باہر چارو نظرف باغ ہی باغ نظر آتے ہین اور ختونکے بیچ مین رہنے کے مکان بنے ہوے ہین
آدمی بہت کثرت سے آباد ہین شہر کے نیچے بڑی بڑی کشتیونسے فرات کا پل باندہا ہے
کشتیونکے دونو نظرف کے سرے موٹی موٹی زنجیرونسے آپسمین جکڑے ہوے ہین اور زنجیرونکے
سرے دونون کنارونپر موٹی موٹی لکڑیان گاڑکر انمین باندہ دیئے ہین - پل کی وسعت اور
استحکام سے ثابت ہوتا ہی کہ بڑی کوشش اور صرف کثیر سے تیار ہوا ہوگا یہ پل خلیفہ کی حکم سے
حجاج کی آسائش کی واسطے بنا ہی - ورنہ اس سے قبل کشتیون پر عبور کیا کرتے تھے جبتک
مین خلفا حج کو جایا کرتے تھے یہ پل نتہا -

اتوار کے روز ظہر کے وقت ہمنے اس پل پر سے عبور کیا اور فرات کی کنارے شہر سے تین میل پر
قافلہ ٹھرا - اس دریا کا پانی اپنے نام کے موافق بہت شیرین اور ہلکا ہی - پاٹ بہت بڑا اور پانی گہرا ہی
دونون کنارونپر کشتیان بکثرت آتی جاتی ہین - یہانسے بغداد تک راہ نہایت صاف اور ہموار ہے
راستے کے دونون جانب آباد بستیان کثرت سے ملتی ہین اور نہر فرات کی شاخین چارو نظرف جاری
ہین - ہر طرف سبزہ زار نظر آتا ہے - اس سرسبزی اور تازگی سے نظر کو لطف اور طبیعت کو راحت
ہوتی ہی - بڑے شکر کی جگہ ہی کہ اس خوبی اور لطافت کی ساتھ یہ راہ بیخوف و خطر بھی ہی -

حالات ماہ صفر ۵۸۰ھ

۱۳ مئی کو بیر کی شب مین چاند نظر آیا - اس رات مین ہم فرات کی کنارے شہر حلہ کے سامنے مقیم رہے
پیر کی صبح کو یہانسے روانہ ہوکر نیل نامی نہر کے پل سے عبور کیا - یہ نہر بھی فرات کی شاخون مین سے
ہے پل پر آدمیونکا بڑا ہجوم تھا - بہت سے آدمی اور جانور پانی مین ڈوب گئے - ہم بھیڑ چھٹنے تک ادہر

اُدھر ٹہلتے رہے اور آرام لیتے رہے جب مجمع کم ہوگیا تو آرام کے ساتھ بعافیت تمام پار اُترے۔
یہانسے قافلے کی رفتار نہایت معتدل اور مسلسل ہے۔ آگے پیچھے دور تک قطارین پھیلی
ہوئی ہین کچھ لوگ آگے۔ کچھ درمیان مین اور کچھ پیچھے ہین۔ پچھلونکو درمیانی گروہ پر اور درمیانی گروہ کو
آگے والون پر سبقت کی ضرورت نہین ہے۔ اسلئے کہ اب راستے کا خوف سبکے دلونسے کم ہوگیا
جہان چاہتے ہین اُترکر آرام و استراحت کرتے ہین پہلے ہر شخص کی یہ کیفیت تھی کہ کوچ کے نقارے
کی آواز سُنتے ہی دلونمین لرزہ پیدا ہوجاتا تھا۔ ہر ایک کو روانگی کی عجلت اور سب سے اول مقام پر
پہنچنے کا اضطراب بڑھ جاتا تھا۔ بعض خواب مین نقارے کی آواز سُنکر سوتے سے چونک پڑتے تھے
اب اس طرفسے بالکل اطمینان ہوگیا اسواسطے کہ امیر الحاج حلہ مین ٹھہر گئے۔ تین روز یہان رہکر خلیفہ کی
خدمت مین حاضر ہونگے۔ یہ مقام اُنکا دار الحکومت ہے۔ حجاج کے ساتھ مراعات مہربانی اور اُنکی حفاظت و
نگہبانی مین یہ امیر بے مثل ہے۔ اُنکے اخلاق اور تواضع قابل ستائش ہین۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اس
نیک نیتی کا اجر عطا کرے اور مسلمانونکو اُنکے ہاتھ سے نفع پہنچائے۔ اس راہ مین نہر اور پلون کی
یہ کثرت ہے کہ کوئی میل ایسا نہین گذرتا جسمین ایک دو پلونکو عبور نکرنا پڑے۔ یہ سب نہرین فرات سے
نکلی ہین۔ بعض پلونکے قریب خیمے استادہ ہین خلیفہ کی طرفسے راہ کی حفاظت کے واسطے
جو سپاہی مامور ہین وہ اُنمین رہتے ہین اور رات دن حجاج کی حفاظت کرتے ہین کسی سے ایک
پیسہ طلب نہین کرتے۔ اس راہ مین قافلے کے منتشر اور دور دور چلنے کا ایک یہ بھی سبب ہے کہ
اگر اسقدر مجمع کسی پل پر پہنچ جائے تو پار اُترنا دشوار ہوجائے اور سب ایک دوسرے پر گرکر ڈھیر
ہوجائین۔ آج عصر کے وقت موضع **قنطرہ** مین قافلے کا قیام ہوا۔ یہ مقام بہت کشادہ اور جاذب نظر

نہرین جاری ہین - ہر قسم کے میوے کے سرسبز شاداب درخت ہین - دور تک سایہ ہی سایہ
نظر آتا ہے - غرضکہ نہایت خوبصورت اور خوشنما منظر مقام ہے - یہان بھی فرات کی شاخون کے
ایک نہر پر پل بندھا ہوا ہے - پل بیچ مین بلند ہے - اس طرف سے چڑھکر اُس طرف کو اترتے ہین
اسی پل کی وجہ سے گاؤن کا نام قنطرہ ہے - اس جگہ کو حصن بشیر بھی کہتے ہین - ہمنے یہان
اس زمانہ مین چند کھیت کٹتے ہوے دیکھے - دوسری صفر منگل کی صبح کو یہانسے کوچ ہوا - دوپہر
کے وقت فراشہ مین آرام کیا - اس گاؤن مین عمارتون کی کثرت ہے - آبادی کے بیچ مین ایک
نہر جاری ہے اور بستی کو چارون طرف سبزہ زار ہے - حلہ سے بغداد تک جسقدر بستیان
ہین ایسی ہی دلفریب اور خوشنما منظر ہین - یہان آبادی مین ایک بڑی سراے بھی ہے - اُسکی دیوار
بہت بلند ہے اور اوپر چھوٹے چھوٹے کنگورے ہین یہانسے چلکر شام کو قصبہ ذریحان
مین مقام کیا - یہ آبادی وسعت - کشادگی - اور حسن و خوبی مین دنیا کی اکثر آبادیونسے ممتاز ہے یہان کے
باغات اور کھجور کے درختون کی افراط ہے - اور جگہ کے بازارونسے یہانکا بازار بارونق اور وسیع ہے
یہانکی سرسبزی کا اس امر سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اُسکے شرقی حصہ کی دجلہ اور غربی حصہ
کی فرات سے آبپاشی ہوتی ہے - اور وہ دونون نہرونکے درمیان مین دلھن کیطرح جلوہ گر ہے
اِن دونون نہرونکے درمیان مین کھیتیان اور گاؤن بہت قریب قریب واقع ہین آبادی کے
سامنے شرق کی جانب **ایوان کسریٰ** ہے اور اُس سے آگے تھوڑے فاصلہ پر شہر مدائن ہے
ایوان کسریٰ نہایت بلند اور بہت سفید ہے - اُسکے بعض مکانات ہنوز باقی ہین - ہمنے اس
عمارت کو ایک میل کے فاصلے سے بہت بلند اور چمکتا ہوا دیکھا - مدائن کے ویرانے سے بدھ کی

صبح کو گذر ہوا۔ یہ جگہ گو بالکل برباد اور ویران پڑی ہے۔ مگر اسکا عرض وطول دیکھنے سے تعجب ہوتا ہے۔ اس قصبہ کی شرافت کا ایک اور باعث ہی۔ یہانسے ڈیڑھ میل شرق کی جانب حضرت **سلمان فارسی** رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ اس دفینہ کی وجہ سے یہانکی خاک کا ورزمینون پر شرف واختصاص حاصل ہی۔ مزار شریف دجلہ کے اُس پار اور اس قصبہ کی آبادی اِس پار ہے اور یہانسے بغداد پورا ایک منزل ہے۔ ہم سُنا کرتے تھے کہ بغداد کی ہوا نفس مین سرور اور قلب مین انبساط پیدا کرتی ہی۔ جو مسافر یا غریب الوطن وہان پہنچتا ہی اُسکے دماغ مین سوائے جوش طرب کے اور کوئی خیال نہین رہتا۔ اسکی آج ہمین تصدیق ہوی۔ جون ہی ہم اس آبادی مین جو بغداد سے ایک منزل ورے ہے داخل ہوے اور یہان کی سبک ہوا اور ٹھنڈے پانی سے سوزش تشنگی کو بجھایا تو باوجود زحمت مسافرت اپنی طبیعتون مین ایسے سامان طرب مہیا پائے جیسے کسی غربت زدہ کو سفر دور دراز سے اپنے وطن مین پہنچکر حاصل ہوسکتے ہین۔ جوش طرب نے دل کو ایسا گدگدایا کہ ایام جوانی کے جلسے اور احباب کی صحبتونکا سا یاد آگیا جب ایک مسافر غریب الوطن کا یہ حال ہی تو یہانکے باشندونکا کیا حال ہوگا جو اپنے اہل وعیال کی ملاقات کے مشتاق ہین

سقی اللہ باب الطاق صوب غمامۃ   وردالی الاوطان کل غریب

(اللہ تعالی باب الطاق کو ہمیشہ ابر کرم سے سیراب رکھے اور ہر مسافر کو اپنے وطن مین پہنچا دے)

الغرض تیسری صفر بدہ کی صبح کو یہانسے روانہ ہوکر مدائن کے ویرانون پر سے گذرتے ہوے صرصر مین پہنچے۔ یہ بستی بھی زریران کی طرح خوبصورت ہی۔ آبادی کے قبلہ کی سمت مین فرات کی شاخو نمین سے ایک نہر جاری ہی۔ نہر پر کشتیونکا ایک بڑا پل ہی۔ اور حلہ کے پل کی طرح یہ کشتیان

بھی موٹی موٹی زنجیر ونسے جکڑی ہوی ہین پل کو عبور کرکے بستی کی قریب تھوڑی دیر قیام کیا یہانسے بغداد تین فرسخ یا نو میل ہے۔ آبادی مین بازار بہت آباد اور پُر رونق ہے۔ ایک نو تعمیر اور وسیع جامع مسجد بھی بنی ہے۔ الغرض یہ آبادی بھی خوشنما اور پر فضا بستیونمین سے ہے دجلہ و فرات دونون نہرین شہرت کی باعث محتاج توصیف نہین ہین۔ دونون شمال سے جنوب کو بہتی ہین واسط اور بصرہ کے درمیان مین باہم ملکر سمندر مین گرتی ہین۔ اسیطرح نیل بھی فیض و برکت مین ان دونون نہرونکا گویا بڑا بھائی ہے۔ یہان ظہر سے پہلے روانہ ہوکر عصر کے قریب بغداد مین پہنچے۔ شہر مین داخل ہوتے وقت اسقدر سبزہ زار اور باغات دیکھنے مین آسے جنکی تعریف بیان سے باہر ہے

حالات مدینۃ الاسلام بغداد

اس شہر کی آبادی بہت قدیم ہی۔ مگر کثرت حوادث نے تباہ کر رکھا ہے۔ اگر خلفاے عباسیہ کا دار الخلافت نہوتا تو ابتک بجز نام کے نشان بھی باقی نرہتا۔ حوادث سے قبل یہانکی رونق قابل دید تھی اور اسکا ثبوت منہدم عمارتین زبان حال سے دے رہی ہین۔ اب اُسکی ایسی حالت نہین ہے کہ کسی مقام پر متعجبانہ نظر ڈالی جائے یا کوئی چیز انسان کی توجہ کو اپنی طرف مائل کرے۔ البتہ دریاے دجلہ جو شرقی اور غربی بغداد کے بیچ مین جاری ہے ہزارون حُسن پیدا کرتا ہے۔ دریا نہین بلکہ جوہری کنگھی مین آئینہ لگا ہوا ہے یا کسی کے حسین گلے مین موتیونکا ہار پڑا ہوا ہے۔ یہ دریا اس شہر کو تر و تازہ رکھتا ہے۔ شہر مین سے دریا صاف آئینہ کی طرح نظر آتا ہے۔ اُسکی آب و ہوا سے نشاط پیدا ہوتی ہے اسی لیئے یہانکی آب و ہوا طرب انگیز مشہور ہی۔ اور ہر ذی حیات اُسکے فساد سے مجبور ہے۔ مگر جسکو خدا محفوظ رکھے وہ بچ سکتا ہی۔ باشندگان شہر عُجب و غرور کے متوالے اور نشۂ نخوت سے بدمست ہین

ظاہری تواضع پر مرتے ہیں۔ غریبوں سے ترش روئی سے پیش آتے ہیں۔ مسافروں کو حقیر جانتے ہیں۔ ہر ایک کی تعریف سنکر برا مانتے ہیں۔ ہر شخص کا اپنے ذہن میں یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے شہر کا مثل دوسرا شہر آباد ہونا دشوار ہے۔ وہ بجز اپنے شہر کے کسی شہر کو اچھا نہیں جانتے گویا اُنکے نزدیک خدا کی خدائی میں نہ اُنکے شہر کے سوا کوئی شہر ہے اور نہ اُنکی ذات کے سوا کوئی بندہ ہے۔ لباس کا دامن غرور سے زمین پر گھسیٹتے چلتے ہیں اور حکم الٰہی کی مخالفت سے نہیں شرماتے۔ شاید اُنکے نزدیک عمدہ لباس کو خاک آلودہ کرنا سرمایۂ افتخار ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ حدیث شریف کے موافق اسکا انجام عذاب دوزخ ہے۔ زر کی خرید و فروخت فرض ہوئی ہے اور کوئی حکم الٰہی کی بجا آوری نہیں کرتا۔ یہاں کوئی دینار ایسا نہیں ہے کہ قرض نہ لیا گیا ہو اور کم تولنے والوں کے ہاتھوں میں نہ گیا ہو۔ یہاں نہ کوئی شخص صاحب عصمت ہوسکتا ہے اور نہ کوئی دکاندار سورۃ التطفیف کی وعید سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اس روش کو وہ برا نہیں جانتے گویا یہ فرقہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے باقی ماندہ اصحاب مدین میں سے ہے۔ غریب الوطن اُنکے نزدیک قابل رحم نہیں ہے۔ کوئی شخص اس آبادی میں ایسا نہیں کہ نفاق سے پاک ہو یا کسی کے ساتھ ایک تنکے کا بھی احسان کرے۔ گویا سب نے اتفاق کرکے ایک ہی طرز اختیار کرلی ہے۔ اُنکی طرز معاشرت کی برائی نے یہاں کی آب و ہوا میں بھی اثر پیدا کردیا ہے۔ اُنکے حالات سننے سے سماعت میں بے لطفی پیدا ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ اُسکے وبال سے بچائے مگر یہاں کے واعظین اور فقہا نہایت مقبول اور پند و نصیحت میں رات دن سرگرم ہیں۔ تخویف اور تحذیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ گویا اُنکے انفاس کی برکت سے یہ زمین عذاب آسمانی سے محفوظ ہے اور اس

گروہ کی طفیل مین رحمت الٰہی سب کی شامل حال ہے۔ جسکے باعث ان لوگونکے بہت سے گناہ معاف کیئے جاتے ہین اور برائیان دامن عفو سے چھپائی جاتی ہین لیکن اس مقدس گروہ کی کوشش ایسے گمراہ فرقے کے ساتھ گویا سر دلوہے کو کوٹنا یا سخت پتھر سے پانی نکالنا ہے۔ کوئی جمعہ ایسا نہین ہوتا کہ مجلس وعظ منعقد نہو اور بہت سے لوگ حاضر نہون۔ ہم پچھلی بار شیخ رضی الدین قزوینی امام شافعیہ اور مدرس مدرسہ نظامیہ کی مجلس وعظ مین شریک ہوئے۔ یہ شخص علوم دین مین اس نواح کے علماسے مشہور اور ممتاز ہے۔ پانچوین صفر کو جمعہ کے دن مدرسہ نظامیہ مین مجلس وعظ ہوئی۔ واعظ جب منبر پر چڑھ چکا قاریون نے منبر کے سامنے کرسیون پر بیٹھکر بڑی خوش الحانی سے قرأت شروع کی۔ اسکے بعد شیخ نے بہت متانت اور وقار سے خطبہ پڑھا اور علوم و فنون مین مثل تفسیر و حدیث کے گفتگو شروع کی۔ گفتگو مین ہر طرف سے علمی مسائل پر سوال ہونے لگے شیخ نے معقول جوابون سے سبکی تسکین فرمائی اور چشم و ابرو کیسطرح کا انقباض ظاہر نہین ہوا۔ بعض نے تحریری سوال پیش کیئے اُن سب کو اپنے ہاتھ مین لیکر ہر ایک کا جواب لکھکر حوالے کیا۔ یہ مجلس نہایت خیر و برکت کی تھی۔ متحمل سے متحمل آدمی کے بے اختیار آنسو جاری تھے خصوصاً اختتام کے وقت تو لوگ بیقرار ہوگئے اور آنکھون سے مینہ برسانے لگے۔ چارونطرف سے توبہ کا شور بلند ہوا۔ اکثر نے شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی اور بہت سی پیشانیونکے بال تراشے گئے۔ اسکے بعد مجلس ختم ہوئی اور جماعت منتشر ہوگئی۔ حق یہ ہے کہ شیخ کی ذات مقدس باعث رحمت اور ذریعہ نجات ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندگان خاص کے مراتب مین افزونی کرے اور اُنکے تصدق مین اہل معصیت کو وبال اعمال سے بچائے۔

دوسرے جمعہ کو بھی اس شیخ کی ایک اور مجلس وعظ دیکھنے مین آئی - اس مجلس مین امام صدر الدین خجندی رئیس الائمہ شافعیہ بھی تشریف لائے تھے - انکی جلو مین کچھ فوجی افسر بھی آئے امام کے اوصاف جمیلہ مشہور و معروف ہین - اور تمام اکابر و علماے دین کے پیشوا ہین - انکے آنے سے لوگونکو بڑی خوشی ہوئی - شیخ رضی الدین نے بڑے ذوق و شوق سے وعظ شروع کیا اور پہلی مجلس کے موافق علوم و فنون مین بہت خوبی کے ساتھ بحث کرکے مجلس کو ختم کیا -

چھٹی تاریخ ہفتے کی صبح کو دجلے کے شرقی کنارے **باب البصلیہ** کے قریب ایک اور مجلس وعظ ہوئی - یہ دروازہ شہر کے شرقی حصہ کا آخری دروازہ ہے اور خلیفہ کے محل کے قریب ہی ہر ہفتہ کو یہ مجلس امام فاضل شیخ کامل فخر ابنائے زمان - قرۃ العین ایمان شہسوار میدان فصاحت مبارز معرکہ بلاغت - رئیس الائمہ حنبلی **شیخ جمال الدین ابی الفضل بن علی الجوزی** کے وعظ کے واسطے منعقد ہوتی ہے - یہ شخص علوم و فنون مین یگانہ اور فہم و فراست مین فرزانہ عالم ہے نظم و نثر مین شہرۂ آفاق ہی - یکتائے زمان اور رشک قس و سحبان ہے جسوقت امام منبر پر بیٹھا قاریون نے الحان طرب انگیز کے ساتھ قرأت شروع کی - قاریون کی جماعت بیس آدمیو سے زیادہ تھی - دو یا تین آدمی ملکر ایک آواز مین قرأت شروع کرتے تھے ایک آیت کے ختم پر دوسرے قاری فوراً شروع کردیتے تھے - اسی ترتیب سے اسقدر آیات متشابہات پڑھی گئین کہ ذہین سے ذہین آدمی سے بھی انکا شمار نہین ہوسکا - اور نہ کوئی ترتیب خیال مین آئی - قرأت کے ختم پر امام نے خطبہ کی ابتدا کی - اور زبان معجز بیان سے صدف سماعت مین گوہر افشانی کرنے لگا خطبہ سے پہلے قاریون نے جسقدر آیتین پڑھین تھین انکے ابتدائی الفاظ کو نہایت خوبی سے منتظم کیا تھا - انجام کا

خطبہ آخری آیت پر ختم ہوا - حاضرین مجلس سے اگر کوئی شخص اُن آیتونکے ترتیب وار نام بھی لینا چاہتا تو کسیطرح ممکن نتہا - مگر اس عالم بے بدل نے تمام آیتونکے الفاظ کو بہت خوبی سے ایسی بلیغ عبارت کے ساتہ بے تردد منتظم کیا - یہ کوئی سحر نہین ہے بلکہ فضل خداوندی ہے افسوس کہ ہمارا بیان اُنکے اوصاف کے واسطے کافی نہین ہے - خطبہ کے بعد سلسلۂ پند و نصیحت مین کچہ ایسا حسن بیان دکہایا کہ شوق سے دل بھر گئے اور خوف سے کلیجے پہٹ گئے ہر طرف سے گریہ وزاری اور آہ و بکا کا شور بلند ہوا - گروہ کے گروہ تائب اور خائف امام پر پروانونکی طرح فدا ہونے لگے - امام کے سامنے سب نے پیشانیان جہکائین اور اُسنے اپنے ہاتہ سے پیشانی کے بال کترے - اور سرون پر دست شفقت پہیر کر دعائے خیر کی - ہمنے اس مجمع کو بغور دیکہا - سب کے چہرونسے انفعال اور ندامت کے آثار نمایان تھے - اور سب کے دل ہول قیامت سے خائف و ترسان تھے - بعض کو ایسا صدمہ ہوا کہ بیہوش ہوگئے - اُنکو ہاتھو ن ہاتھ امام کی خدمت مین لے گئے اور اُسنے سب پر شفقت فرمائی - اسی اثنا مین بعض لوگون نے مسائل مین گفتگو کی اور چارون طرف سے نوشتے آنے لگے - امام نے ہر ایک کی جواب باصواب طرفۃ العین مین تسکین کردی - حق تو یہ ہے کہ یہ مجلس نہایت نفیس اور بابرکت تھی - اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہمین اُسنے ایسے شخص کی ملازمت سے سرفراز کیا جسکا ثانی تمام عالم مین ملنا دشوار ہے اور جسکے فضل و کمال کا جمادات کو بھی اقرار ہے - اگر اس شخص کے فیض صحبت اور برکت مجلس سے مستفید نہوتے تو ہمارا کوہ و بیابانمین چلنا اور دریاؤنمین سفر کرنا بالکل بیکار تھا -

گیارہوین تاریخ جمعرات کی صبح کو اس عالم متبحر کی ایک اور مجلس **باب** بدر کے قریب خلیفہ کے

محل کے اندر ایک میدان مین منعقد ہوئی مجلس کے ایک طرف خلیفہ - اُنکی والدہ اور بیبیان
وغیرہ چہرونکو چھپائین بیٹھی ہوئی وعظ سُن رہی تہین - اور دوسری طرف تمام مخلوق کے واسطے ایک
دروازہ کھولدیا تھا اور تمام میدان مین فرش بچھا ہوا تھا - امام نے منبر پر بیٹھکر اس مقام کی تعظیم کی
باعث سیاہ چادر سر سے سرکائی اور قاریون نے منبر کے سامنے کرسیون پر بیٹھکر بڑے ذوق وشوق سے
پچھلی مجلس کی طرح قرأت شروع کی اس مرتبہ جسنے شمار کیا تو مختلف سورتونمین سے نو آیتین پڑہی
گئین - قاریونکے دردانگیز الحانسے بے اختیار آنسو بہنے لگے - قرأت کی بعد امام نے اُن سب
آیتونکے ابتدائی الفاظ ترتیب وار خطبے کے ساتہ منتظم کر کے خطبہ پڑہنا شروع کیا - اور خطبہ کو آخری
آیت کے سب سے آخری لفظ کے ساتہ مقفی کیا جب خطبہ اس آیت شریف پر پہنچا اللہ الذی جعل
لکم اللیل لتسکنوا فیہ والنہار مبصرا ان اللہ لذو فضل علی الناس
(اسد وہ قادر مطلق ہے جسنے تمہارے لیئے رات بنائی ہے تاکہ تم اُسمین آرام کرو اور دن بنایا ہے
کہ اپنی روشنی مین تمکو سب چیزین دکھائے - بیشک اسد لوگونپر بڑا ہی مہربان ہے - سورۂ مومن
آیت ۶۱) اس آخری سین پر نہایت صنعت اور خوبی سے خطبہ کو تمام کیا - آج کا بیان پچھلی دفعے سے
بھی بہتر تہا - خطبہ کے بعد خلیفہ اور اُسکے ماں کے حق مین دعا وثنا کی - اثنا خطبہ مین خلیفہ کی ماں کو
ستر الاشرف اور جناب الارأف سے مخاطب کرتا تھا - اسکے بعد وعظ شروع کیا اور دوبارہ
اُن آیتونکو جو قاریون سنے پڑہی تہین ترتیب وار وعظ مین شامل کیا - اس فاضل بیمثال کا تمام
بیان بغیر کسی تفکر اور تعمق کے کچھ ایسا پر تاثیر تہا کہ آنکھونسے دریا اُمنڈ آئے - اور دلونمین جذبات
شوق جوش کرنی لگے - عقلین زائل ہوگیئن اور ہوش وحواس جاتے رہے پہلو سے دل

اور دلسے صبر رخصت ہوا۔ نفسوں پر کچھ ایسی حالت طاری ہوئی کہ سب کی زبان پر بے اختیار توبہ جاری تھی۔ وعظ کے بیان میں چند اشعار آبدار ایک غزل کے اس خوبی سے شامل کیے کہ سامعین کے وجد و سرور میں اور بھی افزونی ہوئی۔ انہیں سے آخری شعر یہ ہیں۔

این فوادی اذا بدا الوجد　　این قلبی فما صحا بعد

یا سعد زدنی جوی بذکرھم　　باللہ قل لی فدیت یا سعد

(دل اب کہاں ہے۔ شوق نے اُسے پگھلا دیا۔ قلب اب کہاں ہے جدائی نے اُسے کھو دیا۔ اے ہمدم تجھے خدا کی قسم اور تجھپر جان قربان اُنکے ذکر سے مرے سوز و گداز کو بڑھا) ان شعروں کی اسقدر تکرار کی کہ انفعال کے آثار اُسکے چہرے سے ظاہر ہونے لگے اور وفور گریہ سے آواز بند ہوگئی۔ ناچار بدحواس منبر سے اُتر آیا۔ اور سامعین کو آتش بیقراری پر تڑپتا چھوڑا۔ ہر ایک کی آنکھوں سے خون کی نہر جاری تھی کوئی خاک پر لوٹتا تھا۔ کوئی چلّا چلّا کر روتا تھا۔ عرصۂ مجلس گویا مقتل کا نمونہ تھا۔ اُسکے خوشا نصیب جس نے اس ہنگامہ کو نظر عبرت سے دیکھا۔ اللہ تعالی ہمیں بھی اُسکی برکت سے فیضیاب کرے۔ اور بندگان مرحوم میں داخل فرماے۔ آخر امام نے اپنے اشعار ختم کرکے مجلس کو ہلا دیا اور اسیطرح سحر بیانی کرتا رہا ابتدا میں اس امام نے خلیفہ کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا تھا اُسکا یہ مطلع ہے۔

فی شغل من الغرام شاغل　　من ھاجہ البرق بسفح عاقل

(وہ شغل غم میں مشغول ہے جسکی عقل کو برق شوق نے زائل کر دیا۔)

اور خلیفہ کے ذکر کے وقت اسطرح گریز کی ہے۔

یاکلمات اللہ کونی عوذۃ من العیون للامام الکامل

(اے اسمائے الٰہی امیرالمومنین کو نظر بد سے بچانے کے لئے تم تعویذ ہو جاؤ)

واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جو اوصاف تسخیر قلوب کے اس مجمع کمالات کو عطا کئے ہیں غا
کسی دوسرے کو عطا نہ ہوئے ہونگے - وہ مختار ہے جسکو چاہے اپنی عنایت کے ساتھ مخصو
فرمائے - ہم اس شہر مین اکثر علما کی مجلسونمین جو ہمارے مغربی علما سے بدرجہا بہتر ہین شریک
اور حرمین شریفین مین بھی بہت سی فضلا کے وعظ سُنے جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے - مگر وہ تما
اس امام محققین کی مجلس کے مقابل بے فروغ ہین اور اس مجلس کے بعد اُنکا تذکرہ محض بیفائدہ
ہے ؏ چہ نسبت خاک را با عالم پاک - تیرہوین تاریخ ہفتہ کو ہمنے امام برگزیدہ ابن جوزی کی ا
اور مجلس وعظ کی شرکت کا شرف حاصل کیا - آج بھی ایسی معجز بیانی کے جوہر دکھلائے کہ ہر فقر
پر دل کھنچتے تھے - اور آنکھوں سے سیلاب جاری تھی - آخر مین چند شعر زہد و تقوے کے متعلق
بے اختیار رونے لگا اور بیخود ہو کر منبر سے کود پڑا - اُسکے گرد حاضرین جمع ہو کر زار زار رو
اور بیقراری سے جانین کھوتے تھے - سب حلقہ باندھے ہوئے اُسکے چارونطرف گھومتے
اور غلبہ سرور سے ستونکی طرح حرکات بیخودی مین مصروف تھے - یہ اللہ تعالی کی صنعت کاملہ
کہ اس برگزیدہ بارگاہ کو مرجع خواص و عوام اور مخلوق کی ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے -

یہانسے ہم پھر بغداد کے حالات کی جانب رجوع کرتے ہین - یہ شہر دجلے کے دونو طرف
شرقی اور غربی حصہ مین آباد ہے - غربی حصہ اکثر خراب اور بے رونق ہے - ویرانی نے
دست تصرف دراز کیا ہے - اس سے پہلے بہت آباد تھا - شرقی حصہ کسیقدر بارونق ا

جدید العمارت ہی۔ اس حصہ (شرقی) مین سترہ محلے آباد ہین اور ہر محلہ بجاے خود ایک شہر ہے ایک ایک محلہ مین دو دو تین تین حمام گرم ہوتے ہین۔ خصوصًا جامع مسجد مین آٹھ حمام ہین سب سے بڑا محلہ قرافہ ہی۔ ہمارا قافلہ اس محلہ کے پڑاؤ مین دجلہ کے کنارے پل کے قریب ٹھرا ہوا ہی اس پڑاؤ کا نام مربع ہے۔ یہان کا پل دجلے کے سیلاب سے ٹوٹ گیا ہی۔ آجکل کشتیون مین عبور ہوتا ہے بے تعداد اور بیشمار کشتیان راتدن چلتی ہین۔ آمدورفت کی کثرت کے باعث ہمیشہ دریا پر دو پل رہتے ہین۔ ایک خلیفہ کے محل کے پاس اور دوسرا اُس سے کسیقدر اوپر ہی۔ آجکل ان کشتیون کی کثرت سے بڑی رونق ہے۔ کسیوقت اُنکی آمدورفت بند نہین ہوتی۔

دوسرا محلہ کرخ ہی۔ شہر کی طرح اس محلہ کی چار دیواری ہے۔ اسکے بعد باب البصرہ محلہ ہی اُسکی چار دیواری بھی پختہ ہے۔ اور اسی محلہ مین منصور کی جامع مسجد ہی۔ مسجد نہایت نفیس اور عالیشان ہے چوتھا محلہ شارع ہی۔ یہ بھی ایک شہر کی طرح آباد ہے۔ یہ چارون محلے بہت بڑے۔ آباد۔ اور معمور ہین۔ باب البصرہ اور شارع کے درمیان سوق المارستان ایک چھوٹا سا محلہ ہے اسی محلہ مین بغداد کا مشہور شفاخانہ ہی۔ شفاخانے کی بہت عالیشان عمارت دجلہ کے کنارے ہے اسکے اندر بہت خوبصورت مکانات کثرت سے ہین۔ تمام شاہانہ آرائش کا سامان موجود ہی۔ اُسمین دجلے سے پانی آتا ہی۔ ہر جمعرات اور پیر کو طبیب بیمارونکی حالت ملاحظہ کرنے آتے ہین۔ اور ہر شخص کے مناسب حال دوا اور غذا تجویز کرتے ہین۔ خدام کھانا پکانے اور دوا بنانے پر مامور ہین اور طبیب کی ہدایت کے موافق ہر شخص کو دوا اور غذا پہنچاتے ہین۔ ان محلون مین سے ایک کا نام وسط ہی۔ اور یہ محلہ دجلے اور فرات کی ایک شاخ کے درمیان مین واقع ہی۔ فرات کی شاخ دجلہ مین

گرتی ہے۔ اور اُسکے ذریعہ سے فرات کے اطراف کا تجارتی مال یہان آتا ہے۔ فرات کی دوسری شاخ باب البصرہ مین گذرتی ہوی دجلے مین ملی ہی۔ ایک محلہ کا نام عتابیہ ہی اُسمین عتابیہ کپڑا جو ریشم اور مختلف الالوان سوت سے بنا جاتا ہے تیار ہوتا ہی۔ سب سے آخر مین حربیہ محلہ ہے۔ اسکے آگے سواے بغداد کے دیہات کے اور کوئی آبادی نہین ہی۔ کل محلون کے نام لکھنے مین سواے طول کلام کے اور کوئی فائدہ نہین ہی۔ انھین مین سے ایک محلہ مین حضرت معروف الکرخی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ یہ صاحب مشہور اولیا مین سے ہین۔ باب البصرہ کے راستے مین ایک عظیم الشان مقبرہ ہی۔ اندر بہت چھوٹی قبر ہے۔ اُسپر یہ عبارت تحریر ہی۔

هذا قبر عون ومعين اولاد امير المومنين علی ابن ابی طالب رضی الله عنه

اسیطرح حصہ غربی مین ایک بڑا قبرستان ہی اور بہت سے اولیا اور صالحین کے مزار ہین۔ اُسی قبرستان مین حضرت موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ حصہ شرقیہ کے ایک محلہ کا نام رصافہ ہی۔ اور اُسمین دجلے کے کنارے باب الطاق نامی ایک مشہور دروازہ ہے۔ رصافہ کے سامنے شہر کی آبادی سے الگ ایک بڑا محلہ ہے۔ اُسمین حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مقبرہ نہایت بلند سفید گنبد کا بنا ہوا ہی اور امام صاحب ہی کے نام سے یہ محلہ مشہور ہی۔ اسی محلے کے قریب حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کا مزار ہی۔ اور اسی سمت مین حضرت شیخ ابوبکر شبلی اور حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہما کی قبرین ہین۔ اسکے سوا بہت سے صالحین اور اولیاء عظام کے اس شہر مین مزار موجود ہین۔ شہر کے غربی حصہ مین بالکل نخلستان اور باغات ہین۔ ہر قسم کا میوہ یہان سے شرقی حصہ مین جاتا ہے۔ آجکل شرقی حصہ کو بڑا شرف ہی کہ اُسمین دار الخلافت اور خلیفہ کا محل ہے

خلیفہ کے مکانات اس حصہ کے آخر مین واقع ہین اور زمین کا چہارم حصہ اُن مکانونسے گھرا ہوا ہی اسلیئے کہ
تمام عباسیہ خاندان کے لوگ اِنھین مکانات مین نظربند ہین۔ اُنکے واسطے معقول وظیفے مقرر
ہین۔ نہ یہ لوگ باہر نکلتے ہین نہ کسیکو نظر آتے ہین۔ مکانات کا بڑا حصہ خلیفہ کے تصرف مین ہے
اُسقدر حصہ مین خوبصورت قصر۔ خوشنما غرفے۔ اور نفیس باغیچے ہر قسم کے موجود ہین۔ آجکل خلیفہ کا
کوئی وزیر نہین ہی۔ ایک خادم نائب وزارت ہی۔ یہ شخص دیوان اموال خلافت مین حاضر ہوکر حکم
احکام جاری کرتا ہے۔ تمام مکانات عباسیہ کی پاسبانی اور خلیفہ کے آباؤاجداد کی حرم اور اُنکے
متعلقین کی نگہبانی مجدالدین سے متعلق ہی اُسکا خطاب استاد الدار ہی۔ اور خلیفہ کی دعا کے
بعد اُسکے لیئے بھی دعا کیجاتی ہے۔ اُسکی طرف سے تمام مکانونپر نگہبان مقرر ہین۔ راتدن اُنکی حفاظت
اور قفلونکی دیکھ بھال اور تمام امور کی نگہداشت استاد الدار سے متعلق ہے۔ ان امور کے انصرام کے
باعث اُسے تمام خلائق سے ملنے کی کم فرصت ہوتی ہی۔ اس ملک کی زیادہ تر رونق شاہی خدام
اور حبشی خواجہ سراؤن سے ہے۔ اُنمین سے ایک شخص کو ہمنے راہ مین دیکھا اُسکا نام خالص ہی
اور لشکر کا سردار ہی۔ پچاس آدمیونکے قریب اُسکے گرد ننگی تلوارین لیئے حلقہ کیئے ہوئے تھے اور بہت سے
ترکی اور دیلمی افسر پیچھے پیچھے چلے آتے تھے اُسکی حالت دیکھکر ہمین بہت تعجب ہوا۔ دجلہ کے
کنارے اُسکے عمدہ مکانات ہین بعض اوقات خلیفہ بھی دجلہ کی سیر کو کشتی مین سوار ہوکر آتا ہے
اور گاہے گاہے شکار کے واسطے جنگل کو بھی جاتا ہے لیکن ان سب حالتونمین مختصر سامان کے ساتھ
نکلتا ہی تاکہ عوام کو اُسکے باہر آنے کی اطلاع نہو۔ گو یہ احتیاط اور زیادہ شہرت کا باعث ہوتی ہے
[illegible] اُسکے حضور مین

ہین اور آسائش ہے۔ سب اسے مبارک اور مسعود حاکم جانتے ہین اور شب و روز چھوٹے بڑے
اُسکے حق مین دعا کرتے ہین۔ خلیفہ کا نام ابو العباس احمد الناصر لدین اللہ بن المستضی بنور اللہ
ابی المحمد الحسن بن المستنجد باللہ ابی المظفر یوسف ہے۔ اور سلسلہ نسب ابو الفضل جعفر المقتدر باللہ تک
منتہی ہوتا ہے۔ ہمنے خلیفہ کو حصہ غربی کی طرف محل خلافت کے مقابل مین کشتی پر سوار ہوتے ہوئے
دیکھا۔ کشتی مغربی ساحل سے محلات شاہی کو واپس جا رہی تھی۔ خلیفہ جوان آدمی۔ سفید رنگ
خوبصورت معتدل القامت اور خوش منظر ہے۔ عمر پچیس سال کے قریب ہوگی۔ ڈاڑھی کے
بال چھوٹے اور سُرخ ہین۔ اُسوقت لباس مین زرنگار سفید قبا اور سر پر زرین ٹوپی تھی جو
نہایت بیش قیمت سمور کے قسم کے سیاہ اون کا حاشیہ تھا۔ اس لباس مین ترکون کی
وضع بناکر اپنی شان کو چھپایا تھا مگر آفتاب کہین چھپانے سے چھپ سکتا ہے۔ اُس روز
صفر کی سولھوین ہفتہ کا دن اور شام کا وقت تھا۔ دوسرے دن اتوار کی شام کو ہمنے خلیفہ
غربی کنارے اپنے محل کے جھروکے مین بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ہم بھی اُس مقام کے قریب
ایک جگہ بیٹھے تھے۔

القصہ یہ شرقی حصہ نہایت آباد۔ خوش قطع اور بارونق ہے۔ بازار نہایت وسیع ہین بہت
باشندے ہین۔ اس حصہ مین تین جامع مسجدین ہین اور تینون مین جمعہ کی نماز ہوتی ہے خلیفہ کی
جامع مسجد محل خلافت کے قریب ہے۔ یہ مسجد بہت عالیشان ہے اور اُسمین طہارت وغیرہ کا سامان
افراط سے مہیا ہے۔ پانی کے حوض وغیرہ بہت وسیع ہین۔ بیرون شہر ایک مسجد جامع سلطانی
مشہور ہے۔ مسجد کے قریب ایک محل ہے وہ بھی سلطانی کہلاتا ہے۔ یہ سلطان خلیفہ کے اجداد کی

سر پرست تھا اور اُسکا لقب شاہنشاہ تھا۔ اس جگہ اُسنے بود و باش اختیار کی تھی اور یہ مسجد اپنے واسطے
بنوائی تھی۔ اس مسجد سے ایک میل کے فاصلے پر محلہ رصافہ مین ایک اور جامع مسجد ہی۔ محلہ رصافہ
مین خلفائے عباسیہ کے مزارات ہین۔

غرضکہ تمام شہر مین گیارہ جامع مسجدین ہین۔ باقی مسجدین شمار اور حساب سے باہر ہین۔ اسیطرح
شہر کے حامونکی تعداد نہین ہے۔ شہر کے ایک بزرگ کا بیان ہی کہ شرقی و غربی دونون حصونمین
دو ہزار کے قریب حمام ہین۔ اکثر حامون پر روغن قیر لگا کر اُسکو ایسا گھونٹا ہی کہ دور سے سیاہ پتھر
کی عمارت معلوم ہوتی ہے۔ یہانکے حمام اکثر اسی صورت کے ہین اس لئے کہ یہان قیر کی بہت
بہت کثرت ہی۔ یہ روغن بصرہ اور کوفے کے درمیان مین ایک چشمے سے نکالکر لاتے ہین
اس چشمہ کے پانی مین اللہ تعالی نے یہ مادّہ رکھا ہے کہ اُسکے چارو نطرف روغن کیچڑ کی طرح کثرت
سے جم جاتا ہے۔ اُسکو پھاوڑو نسے کھینچکر نکال لیتے ہین۔

بغداد مین تیس مدرسے ہین۔ سب مدرسے شرقی حصہ مین واقع ہین۔ ہر مدرسہ کی عمارت خوبی
مین نادر محلات سی بہتر ہے۔ سب سے بڑا اور مشہور مدرسہ نظامیہ ہی۔ نظام الملک نے اُسے بنایا تھا
اور سنہ ۔۔۔ھ مین اُسکی تجدید ہوئی ہے۔ مدرسون کے واسطے جاگیرین اور اوقاف مقرر ہین اُنکا
کل اہتمام مدرسونکے سپرد ہے۔ جو طلبا مدارس مین رہتے ہین اُنھین معقول وظیفے ملتے ہین۔
اِن ممالک کو ان مدارس اور شفاخانون سے بڑا فخر ہے۔ اللہ تعالی اُنکے بانیون اور
اس کار خیر کے قائم رکھنے والونکو اجر عظیم عطا فرمائے۔

شہر کے حصہ شرقیہ کے چار دروازے ہین۔ پہلا دروازہ دجلے کے اوپر کے کنارے پر ہے

اُسکا نام **باب السلطان** ہے۔ دوسرے کا **باب الصفریہ**۔ تیسرے کا **باب الحلبہ** اور
چوتھے کا **باب البصلیہ** نام ہے۔ یہ چارون دروازے شہر کی چار دیوارین نصب ہین جو
چار دیواری دجلے کے شرقی کنارے پر اُوپر کے حصہ سے شروع ہوکر نیچے کے حصہ پر ختم ہوئی ہے
اور نصف دائرے کی سی صورت پیدا کرتی ہے۔ شہر کے اندر بازارون کے متعلق اور بہت سے
دروازے ہین۔ غرضکہ یہ شہر اسقدر وسیع اور معمور ہے کہ اُسکی تعریف احاطۂ تحریر سے باہر ہے
حالانکہ پہلی سی اب رونق نہین ہے۔ بلکہ اسوقت تو اُسکا حال حبیب کے اس قول کے موافق ہے

لا انت انت ولا الدیار دیار۔ (نہ تم تم ہو اور نہ مکان مکان ہین)

پندرھوین صفر کو (۲۸ مئی) پیر کے روز عصر کی نماز کے بعد ہمارا قافلہ بغداد سے **موصل** کی
طرف روانہ ہوا۔ اور بغداد مین ہم نے پورے تیرہ روز قیام کیا۔ یہان سے ہمارا سفر مذکورہ بالا
عورتون **بنت** مسعود اور ام معز الدین کی ہمراہی مین شروع ہوا۔ انکے ساتھ **شام**
موصل و **دروب** اور ارمن کے حجاج ہین اور تیسری عورت یعنی بنت **ملک الدوس** کے
ہمراہ **خراسان** کے حجاج روانہ ہوئے ہین۔ اُنکا راستہ بغداد سے مشرق کی جانب ہے اور
ہمارا قافلہ مغرب کی طرف جارہا ہے۔ اور یہ دونون عورتین اس قافلے کی امیر اور پیشوا ہین۔
اللہ تعالی ہمین کسیکے اس مقولہ کے اثر سے محفوظ رکھے۔

ضاع الرعیل ومن یقودہ (گلہ اور چرواہا دونون ضائع ہوئے) ان عورتونکے
ساتھ انکا اپنا لشکر بھی ہے اور خلیفہ نے بھی اپنی فوج حفاظت کے واسطے ساتھ کردی ہے
اسلئے کہ فرقہ خفاجہ کے عرب بغداد کے اطراف مین اکثر قتل و غارت کرتے رہتے ہین۔

بنت مسعود نہایت مرفہ الحال اور جوان عورت ہی۔ اُسکے محفہ کے نیچے دو لمبی لمبی لکڑیان لگی ہین
ان لکڑیونکے ذریعہ سے محفہ آگے پیچھے دو اونٹون پر کسا جاتا ہے۔ دونون اونٹ بہت
تیزرو اور سبک رفتار ہین۔ اور اُنپر بیش قیمت زرین جھولین پڑی ہین۔ محفہ کے آگے اور پیچھے
دو دروازے ہین اُنمین سے یہ خاتون بخوبی نظر آتی ہے۔ اُسکے مُنہ پر نقاب اور سر پر زرنگار
سربند ہے۔ آگے آگے غلام اور فوج کی قطار ہن اور پیچھے پیچھے خواصین اور لونڈیان گھوڑون پر
سوار ہین۔ دہنے بائین کوتل گھوڑے اور ناقے ہین۔ لونڈیون کی سواری کے زین بالکل زردوزی
ہین اور سر و نپر زرین سربند ہین جنکے دُنبالے ہوا مین اُڑتے جاتے ہین اور اُنکے ہاتھون
پھریرے لگے ہوے نیزے ہین۔ ہمراہی مین نقارے اور قرنا بھی ہین۔ کوچ اور مقام کے
وقت بجتے ہین۔ غرضکہ ملکہ کی عظمت و شان تعریف و توصیف سے باہر ہے اور یہ تجمل و احتشام
اسکے مرتبہ کے لائق ہے۔ اسلیئے کہ اُسکے باپ کی حکومت کی وسعت چار مہینے کی راہ تک ہی
اور قسطنطنیہ کا حاکم اُسکو جزیہ دیتا ہے۔ اس بادشاہ کے پسندیدہ خصائل رعایا پروری اور
معدلت شعاری مین مشہور و معروف ہین۔ کفار کے جہاد مین ہمیشہ گرم عنان رہتا ہی۔ ہمین اپنے
شہر کے ایک حاجی کی زبانی معلوم ہوا کہ سالگذشتہ مین اُسنے پندرہ بستیان بلاد روم مین سے
فتح کین اور پشتہا پشت سی اپنے ملک مین حکمرانی کرتا چلا آتا ہے اُسکا لقب عزالدین ہے
اور باپ کا نام مسعود ہی۔ مگر وہ اپنے باپ ہی کے نام سے آجتک مشہور ہے۔ اُسکی بیٹی یعنی
اس ملکہ کا نام سلجوقہ ہی۔ ملکہ کا شوہر نورالدین آمد کا حاکم ہے۔ صلاح الدین نے اُسکے
شوہر کا ملک فتح کرلیا تھا مگر اُسکے باپ کی مروت سے پھر وہ ملک اس ملکہ کو بخشدیا۔ الله تعالے

جسکو چاہتا ہے ملک و دولت عطا فرماتا ہے۔

قصہ کوتاہ ہمارا قافلہ بغداد سے چلکر رات کو حوالیِ بغداد کے کسی گانون مین ٹھرا۔ اس گاؤن کے قریب دجلہ کی ایک شاخ دُجَیل نامی روان ہی اور اسطرف کی تمام زراعت کو سیراب کرتی ہی یہانسے صبح کو کوچ ہوا۔ اس راہ مین بہت قریب قریب گاؤن ملتے ہین۔ ظہر کے بعد ایک مقام پر ٹھرے۔ یہان پس ماندہ حجاج اور تجار کا انتظار کیا۔ آدھی رات کو یہانسے روانہ ہوئے اور دوپہر کے قریب نہر دُجَیل کے کنارے آرام کے واسطے ٹھرے۔ پھر یہانسے کوچ کرکے رات بھر چلتے رہے صبح کو موضع حزنہ کے قریب قیام ہوا۔ یہ موضع نہایت سرسبز اور شاداب ہے یہانسے چلکر اٹھاروین صفر کو جمعرات کے دن دجلے کے کنارے حصن معشوق کے قریب مقام ہوا یہ قلعہ ہارون الرشید کی بی بی زبیدہ کا نزہت گاہ ہی۔ اس آبادی کے سامنے دجلہ کے شرقی کنارے پر شہر سُرَّ مَن رَاٰی واقع ہے۔ یہ آبادی آجکل عبرت کا مقام ہے اب اُسکے معتصم۔ واثق اور متوکل کہان ہین؟ ویرانی نے چارونطرف سے اُسکا محاصرہ کرلیا ہے۔ مگر بعض بعض مقامات اُسکے ابتک آباد ہین۔ مسعودی رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکی تعریف مین بہت کچھ لکھا ہے۔ اور اُسکے منظر کی خوبی اور ہوا کی لطافت کی نہایت تعریف کی ہی درحقیقت وہ ایسا ہی تھا۔ مگر اب سوائے ٹوٹے پھوٹے کھنڈرونکے اور کچھ باقی نہین ہے اس مقام سے تکریت ایک منزل کے فاصلے پر ہے۔ یہان پر ہمارا قافلہ دن بھر مقیم رہا شام کو یہانسے کوچ کرکے رات بھر چلتے رہے۔ اُنیسوین تاریخ (یکم جون) جمعہ کی صبح کو تکریت کے سامنے قافلہ ٹھرا۔

حالات شہر تکریت

یہ شہر بہت وسیع اور کشادہ ہی۔ بازار معمور ہین۔ آدمی بکثرت آباد ہین۔ بیشمار مسجدین ہین۔ باشندے خلیق اور ایماندار۔ ناپ تول مین اہل بغداد سے بہتر ہین۔ شہر کے گرد پرانی شہرپناہ ہے اور آبادی کے شمال مین دجلہ روان ہے دجلے کے کنارے ایک مستحکم قلعہ ہی۔ اسجگہ سے شام کو کوچ کرکے ہفتہ کی صبح کو دجلے۔ کے کنارے ٹھرے۔ یہانسے ایک راتدن کا پانی ساتہ لیکر دوپہر کے قریب کوچ ہوا۔ غلبۂ خواب کی باعث رات کو بہت تھوڑی دیر آرام کی غرض سے ٹھرے اور پھر تمام رات چلتے رہے۔ اتوار کے روز تھوڑے دن چڑھے موضع جدیدہ مین دجلے کے کنارے مقام ہوا۔ یہانسے قریب راہ مین عقر نامی ایک قصبہ ملتا ہے۔ وہان ایک نہایت خوبصورت جدید سرائے ہے۔ سرائے کے اوپر بہت سے برج اور کنگورے ہین۔ آبادی کے کنارے ایک بلند ٹیلا ہے۔ وہان پہلے اس آبادی کا قلعہ بنا ہوا تھا۔ اس جگہ سے موصل تک راہ مین برابر گاؤن اور بستیان بہت قریب قریب ملتی ہین۔ اسیوجہ سے قافلے کی رفتار منتشر ہے۔ کوئی آگے کوئی پیچھے۔ کوئی دھنے اور کوئی بائین چل رہا ہے۔ یہانسے عصر کے قریب روانہ ہوئے اور شام کو تھوڑی دیر استراحت کے واسطے قیام کیا۔ اور پھر آدھی رات سے پہلے کوچ کردیا۔ پیر کی صبح کو موضع قیارہ مین پہنچے۔ یہ جگہ دجلے کے قریب راستے سے داہنی طرف ہی۔ یہان ایک قطعہ زمین نشیب مین سیاہ رنگ کا ہے اور اسمین جابجا سوت جاری ہین۔ سوتون مین سے روغن قیر بڑے جوش کے ساتہ نکلتا ہی۔ سوتو نکے قریب بہت سے حوض بنادیے ہین انمین سیاہ کیچڑ

کی طرح جمع ہو جاتا ہے۔ اُسکا رنگ چمکدار اور قوام اسقدر لزج ہوتا ہے کہ چھونے سے اُنگلیوں کو
چمٹ جاتا ہے۔ سوتوں کے گرد ایک تالاب ہی۔ اُسکی سطح پر سیاہ مادہ کائی کی طرح پھیلا
ہوا ہے۔ وہ مادہ پانی کی موجوں سے کنارے پر آتا ہے اور اُسمین سے یہ روغن تہ نشین ہوکر
سوتوں سے نکلتا ہی یہ ایک نئی بات دیکھنے مین آئی۔ اگر بغیر مشاہدہ سنی جاتی تو بہت تعجب ہوتا
یہانسے قریب دجلے کے کنارے اس سے بھی بڑا روغن قیر کا ایک اور چشمہ ہے دور سے
ہمنے اُسمین سے دہوان اُٹھتا ہوا دیکھا۔ لوگونکی زبانی معلوم ہوا کہ جسوقت اس قیر کو تجارت کے
واسطے لیجانا چاہتے ہین تو پہلے آگ کے ذریعہ سے اُسکی رطوبت مائیہ خشک کر لیتے ہین
پھر اُسکو تراش کر بیچنے کو لیجاتے ہین۔ یہ روغن **شام** سے عکہ تک تمام آبادیوں اور
جزیرونکو جاتا ہے۔ یہانسے موصل تک صرف دو منزلین ہین۔ یہان تھوڑا سا آرام کر کے
کوچ کیا۔ اور شام کو موضع عُقیبہ پہنچکر ٹھہرے۔ یہانسے آدہی رات کو روانہ ہوئے اور ۲۱ صفر کو
(۵ جون) منگل کے روز کچھ دن چڑھے موصل مین داخل ہوئے۔ یہان پر دریا کے کنارے
ایک پڑاؤ کے قریب سرائے مین ہم ٹھہرے ہوئے ہین۔

حالات موصل

یہ شہر بہت مستحکم ہے اور اُسکی آبادی بہت قدیم ہے۔ زمانہ کے ساتھ اُسکو بہت صحبت رہی ہے
اسلیئے اُسمین حوادثات کی پیدا ہونے کی استعداد بڑھگئی ہے۔ برج اور مکانات اُسکے
گویا ایک دوسرے پر ڈہے پڑتے ہین فصیل شہر اسقدر چوڑی ہے کہ غالباً وہی
فتح کا باعث ہوئی ہوگی۔ مکانون مین دشمن سے بچاؤ کے واسطے جگہین بنی ہوئی ہین۔

لڑائی کے آسائش کے سامان ہین - آبادی کی بلندی کے طرف ایک نہایت مضبوط اور عظیم الشان
قلعہ ہے - قلعہ کی چار دیواری بہت پختہ ہی اور اُسپر چونے کے برج بنے ہین - قلعہ کے قریب سلطان
کا مکان ہے - اس شاہی عمارت اور شہر کے درمیان ہین چوڑی سڑک شہر کی بلندی سے نیچے کی
طرف کو چلی گئی ہے - آبادی کے مشرق مین شہر پناہ کی دیوار سے ملا ہوا دجلہ بہتا ہے - اسمین
بازار - سرائے - مساجد - اور حمام شہر کے متمول لوگونکے بنائے ہوئے ہین - ان امرا مین سے
ایک شخص **مجاہد الدین** نامی نے دریا کے کنارے **جامع مسجد** اس خوبی اور صنعت کی بنائی ہے
کہ آجتک دیکھنے مین نہین آئی مسجد کی عمارت بالکل اینٹ کی ہے - مگر اس ترتیب اور زینت سے
نقش و نگار کئے ہین کہ تعریف نہین ہو سکتی مسجد کے حجرونکو دیکھکر حجرہاے جنت یاد آتے ہین انکے
گرد لوہے کی جالی لگی ہے اور چبوترے بنے ہوے ہین - چبوترونکا منظر آب دجلہ ہی - اس سے
بہتر اور خوشنما نشست کی کوئی جگہ نہین ہے - گو اُسکے اوصاف بہت طویل ہین مگر اس اختصار سے
بھی کچھ قیاس ہو سکتا ہے - مسجد کے سامنے **مجاہد الدین** نے ایک **شفاخانہ** بنایا ہے
وہ بھی خوش قطع عمارت ہی - شہر کے بازار مین تاجرونکے واسطے ایک (قیساریہ) فرودگاہ
وسیع سرائے کی طرح بنائی ہے - اُسمین لوہے کا پھاٹک ہی - اور گرد مین دکانین اور مکان نیچے
اوپر اس خوبی سے بنائے ہین کہ اُنکی نظیر کہین دیکھنے مین نہین آئی - خاص شہر مین دو جامع مسجدین
ہین - ایک تو خلفائے **بنی امیہ** کے زمانہ کی ہے اور دوسری جدید تعمیر ہوئی ہے - پُرانی
مسجد مین ایک قبہ کے بیچ مین پتھر کا ستون ہے - ستونکے گردنے مین پانچ امٹھوان گنڈے برابر کے
پڑے ہوئے ہین - پتھر کے جرم مین بل دیکر یہ صنعت پیدا کی ہے - ستون کے اوپر ہشت پہل

ایک پتھر لگا ہوا ہے۔ اُسمین سے پانی کی دھار اس زور سے نکلتی ہے کہ قد آدم بلند جاتی ہے۔ اور شاخ بلور کی طرح نظر آتی ہے۔ پانی زمین پر گر کر بہ جاتا ہے۔ تینون جامع مسجدون مین جمعہ کی نماز ہوتی ہے۔ شہر مین کئی علمی مدرسے ہین۔ اُنمین سے چھہ مدرسے دجلکے کنارے دور سے قصرونکی طرح نظر آتے ہین۔ پڑاؤ کے شفاخانے کے علاوہ اور کئی شفاخانے شہر مین ہین۔ علاوہ اور باتونکے اس آبادی کو حضرت جرجیس علیہ السلام کے مزار مقدس کا بھی شرف حاصل ہے۔ ایک مسجد مین داہنی طرف کو کونے مین آپکا مزار ہے باب الجسر اور جامع مسجد جدید کے درمیانمین مسجد مین جانیوالے کے بائین طرف حضرت جرجیس علیہ السلام کی مسجد ہے ہمنے بھی مزار مقدس کی زیارت سے افتخار حاصل کیا۔ دوسرا شرف اس آبادی کو یہ ہے کہ یہان سے ایک میل شرق کی جانب دجلے کے پار تل التوبہ نامی ایک ٹیلا ہے۔ اسی ٹیلے پر حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ توبہ کے واسطے کھڑے ہوئے تھے اور اللہ تعالی نے اُس قوم کو عذاب سے بچالیا تھا۔ اس ٹیلے کے قریب ایک میل کے فاصلے پر حضرت یونس علیہ السلام کے نام سے ایک چشمہ منسوب ہی حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کو اس چشمے مین نہلا کر تل التوبہ پر کھڑا کیا تھا۔ ٹیلے پر ایک مسافرخانہ ہے۔ اور اُسمین سقاوے اور غسلخانے بکثرت ہین۔ مسافرخانہ کا ایک ہی دروازہ ہے اُسکے بیچ مین ایک مکان پر پردا پڑا رہتا ہے مکان کا مرصع دروازہ ہے اور اُسمین قفل پڑا ہوا ہے۔ کہتے ہین یہ جگہ خاص حضرت یونس علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی ہے۔ اور مکانکی محراب آپکی عبادت گاہ ہے۔ مکانکے چارونطرف ہزارون بتیان لگی ہوی ہین۔ دور سے خرمے کے درخت کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ جمعہ کی شب

ہین اکثر لوگ عبادت کے واسطے اس مکانمین جمع ہوتے ہین۔ ٹیلے کے اِدہر اُدہر بہت سے گانون ہین اور اُسکے قریب ایک ویران جگہ پڑی ہے۔ کہتے ہین وہ ویرانہ حضرت یونس علیہ السلام کے شہر نینوا کا ہے۔ ویرانے پر چار دیواری کی بنیادین اور انہین دروازونکے آثار ہنوز ظاہر ہین اور اُسکے برجونکے اُونچے اُونچے ڈہیر جابجا دکھائی دیتے ہین۔ رات کو ہم تل التوبہ مین رہے اور صبح کو چشمے پر جاکر اُسکا پانی پیا۔ پھر اُسمین نہاکر اُسکے قریب ایک مسجد ہی وہان نماز پڑہی اللہ تعالیٰ اس خلوص نیت کا اجر عطا فرماتے۔ اس شہر کے باشندے خوش خلق۔ نیک اعمال کشادہ دل۔ اور شیرین گفتار ہین۔ اہلِ غربت سے نہایت مہربانی اور مدارات سے پیش آتے ہین اور اُنسے سلوک کرتے ہین۔ کسی کام مین اعتدال سے تجاوز نہین کرتے۔ ہمارے پہنچنے سے دوسرے دن یہان بڑی رونق کا جلسہ ہوا شہر کے تمام مرد و زن سوار اور پیادے سب حاکم موصل کی مان کی پیشوائی کے واسطے شہر سے باہر گئے اور معز الدین حاکم **موصل** بھی تمام ارکین سلطنت کے ساتھ استقبال کو شہر سے باہر آیا۔ اس مجمع مین سوار اور پیادہ عورتین بہت آئی تہین۔ غرضکہ مخلوق کی کثرت سے شہر کے باہر ایک ہنگامہ بپا ہوگیا۔ اس مجمع کے ساتھ معز الدین کی والدہ اور مسعود کی بیٹی بڑے تزک و احتشام سے داخل شہر ہوئین۔ حجاج موصل بھی اِنہین عورتونکے ہمراہ بڑے تجمل سے اپنے مکانکو گئے۔ اونٹونکی گردنونمین ریشمی کپڑے اور رنگین پٹے پڑے ہوئے تھے خصوصاً مسعود کی بیٹی کا محمل بہت زیبائش سے آراستہ کیا گیا تھا۔ محمل کے بانات پر سونے کے پتّر اور سلاخین بکثرت جڑی ہوئی تھین۔ اور پالان کے گرد اشرفیان ٹکی ہوئی تھین اِدہر اُدہر سونے کی زنجیرین اور طرح طرحکی تصویرین لٹک رہی تہین۔ اونٹونکی گردنین بالکل

سونے کے زیور بھری ہوئین تہین اور زیور کی آواز سے کان گنگ ہوئے جاتے تھے۔ اسیطرح اُسکی لونڈیونکے اونٹ سونے مین چھپے ہوئے تھے۔ غرضکہ تمام اونٹونپر بیحساب سونا لدا ہوا تھا۔ اُسکے محمل کے آگے آگے فوج اور پیچھے پیچھے لونڈیون کی قطار تھی۔ اس ساز و سامانکے دیکھنے سے تماشائیونکو حیرت اور اہل بصیرت کو عبرت ہوتی تھی سچ ہوئے کہ کل سلطنتونکو زوال ہے لیکن سلطنت واجب الوجود قائم اور برقرار ہے۔ سنتے ہین کہ اس ملکہ کے اوصاف حمیدہ اور اعمال پسندیدہ باوجود اس نو عمری اور ثروت واقتدار کے شہرۂ آفاق ہین۔ یہ عورت بہت خوش عقیدہ اور فقیر دوست ہے۔ اکثر صالحین و ابرار کی خدمت مین حاضر ہوکر دعا کی خواستگار ہوتی ہے۔ فیاضی مین بیمثل اور تواضع مین بے نظیر ہے۔ خاصکر اس راستے مین اُسنے بیحد وحساب مال و زر خرچ کیا ہے۔ اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے ہدایت کرامت عطا فرماتا ہے۔ ہمنے اس شہر مین چار روز قیام کیا۔

۲۷ تاریخ ہفتہ کی آدھی رات کے بعد اس شہر سے کوچ ہوا۔ یہانسے ہمنے اپنی سواری کے لئے ساربانونکے معاملے سے تنگ ہوکر ایک جانور خرید لیا ہے اسی پر سوار ہوکر یہانسے روانہ ہوئے۔ صبح کو حوالے موصل کے ایک گانو مین قیام کیا۔ یہانسے ایک پہر دن چڑھے سوار ہوکر دوپہر کے بعد ایک پل کے نیچے تھوڑی دیر آرام کے لئے ٹھہرے یہ پل جنگل مین پانی کے ایک مرور پر بنا ہوا ہے۔ ہمین اسکے نیچے بہت آرام ملا۔ اُسکی قریب ایک بستی مین بہت بڑی سرائے ہے۔ اس راہ مین منزل بمنزل سرائین ملتی ہین رات کو ہمنے اس بستی مین مقام کیا۔ پچھلی شب کو یہانسے سوار ہوکر صبح کو موضع مُوَیلحہ مین

ٹھرے اور وہاں سے آگے بڑھکر مقام جبداال مین رات بسر کی - یہ بہت بڑی بستی ہے
اور آباد ہے - اسمین ایک مستحکم قلعہ بنا ہوا ہے بستی کے قریب راستے سے داہنی طرف
ہمنے جبل جودی کو دور سے دیکھا - یہ وہ پہاڑ ہے جسکا کلام الٰہی مین ذکر آیا ہے اُس پر
نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھری تھی - یہ بہت بلند اور طویل پہاڑ ہے صبح کو اس مقام سے روانہ ہوکر
شب کو موضع کلاکی مین قیام کیا - یہ موضع مضافات نصیبین سے ہے اور شہر نصیبین یہان سے
ایک منزل ہے -

حالات ماہ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ

۱۲ جون کو منگل کی شب چاند نظر آیا صبح کو ہم اس مقام سے روانہ ہوکر ظہر سے پہلے نصیبین
مین داخل ہوئے -

حالات شہر نصیبین

یہ شہر بہت قدیمی آباد یونین سے ہے نہ بہت بڑا ہے نہ چھوٹا ہی ہے - مگر نہایت خوش منظر
اور خوش سواد ہے - باہر سے بارونق اور اندر سے پُرانا معلوم ہوتا ہے - آبادی کے سامنے
ایک وسیع سبزہ زار ہے - جہانتک نظر جاتی ہے سبز زمین نظر آتی ہے - پانی کے چشمے
ہر طرف لطافت اور خوبی سے جاری ہین - بستی کے داہنے بائین سرسبز اور میوہ دار باغیچے
ہین - سامنے سے ایک خوشنما نہر بہتی ہوئی نکل گئی ہے اور آبادی کے گرد گھومتی ہوئی
چلی گئی ہے - نہر کے دونون کنارون پر باغات کی کثرت ہے - درختونکا سایہ کوسون تک پھیلا
ہوا ہے ابونواس حسن بن ہانی نے شہر کی تعریف مین خوب کہا ہے -

طابت نصیبین لی یوما فطبت لھا   یا لیت حظی من الدنیا نصیبین

(نصیبین میں ایک روز خوب ہی اچھی گذری کاش سامان دنیا میں سے مجھے نصیبین ہی ملتا)
بیرون شہر باغات کے باعث سے اندلس کی سی قطع معلوم ہوتی ہے۔ سبزہ پونسے شادابی
ٹپکتی ہے۔ سواد شہر پر رونق برستی ہے۔ مگر شہر کے اندر وحشت صحرائی اور غبار بیابانی کا
منظر ہے۔ کوئی جگہ اس قابل نہیں کہ نظر ڈالی جائے۔ نہر ایک پہاڑی چشمے سے جو آبادی کے
قریب ہی نکلی ہے۔ اور اسکی بہت سی شاخیں اس سبزہ زار میں جاری ہیں۔ ایک شاخ شہر کے اندر
بھی گئی ہے۔ اسمیں سے چھوٹی چھوٹی گولیں شہر کی سڑکوں پر نکالی ہیں۔ بعض مکانوں کے اندر بھی
گولوں کا پانی رواں ہے۔ ایک گول جامع مسجد کے صحن میں سے ہوکر گذری ہے اور اسکے ذریعہ
سے مسجد کے دونوں حوض بھرے جاتے ہیں۔ ایک حوض وسط صحن میں اور ایک شرقی دروازے
کے پاس ہے۔ یہ گول مسجد سے نکلکر مسجد کے گرد کے سقایوں کو بھرتی ہوی آگے کو نکل گئی ہے
شہر کے قبلہ کی سمت والے دروازے کے قریب دریا پر پتھر کا پل بنا ہوا ہے۔ اسکے سوا
شہر میں دو مدرسے اور ایک شفاخانہ ہے۔ حاکم شہر کا نام معین الدین ہے اور وہ
موصل کا بھائی ہے۔ شہر سنجار بھی موصل کو جاتے ہوے راستے کے داہنی طرف ملتا ہے
معین الدین ہی کا ماتحت ہے۔ جامع مسجد مذکورہ کے بائیں کونے میں اولیاء کرام میں سے
ایک صاحب شیخ ابو الیقضان رہتے ہیں۔ گو جسم سیاہ ہے مگر قلب نورانی ہے کپڑا
بُنّنے پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ایک دن کے خرچ سے زیادہ کمانے کو بُرا جانتے ہیں۔
رات دن عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ کثرت زہد و تقوے سے جسم لاغر ہوگیا ہے

غرضکہ اُنکے اوصاف اور کرامات کا شمار بیانسے باہر ہے۔ منگل کی شام کو ان بزرگوار کی زیارت سے ہمنے سعادت اور افتخار حاصل کیا اور اُنکی پر تاثیر زبانسے اپنے واسطے دعاے خیر کے طالب ہوے۔ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اُسنے ایسے برگزیدہ بارگاہ کی زیارت سے ہمین سرفراز کیا امید ہے کہ اُنکی دعا کے اثر سے بھی محروم نفرمائے۔ اس شہر مین بیرون آبادی ایک سرا مین ہمارا قیام تھا۔ بدھ کی رات اسی سراے مین بسر کی صبح کو یہانسے ایک بڑے قافلے کے ہمراہ کوچ کیا۔ قافلے مین حرّانی۔ حلبی۔ اور دیار بکر کے باشندے ہین سب کی سواری مین گدھے اور خچّر ہین۔ اسیوجہ سے ہمنے شتر سوار حجاج کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور وہ بھی پیچھے رہگئے۔ قافلہ صبح سے ظہر تک چلتا رہا مگر راستے بھر کردونکی لوٹ مار کا خوف دامنگیر تھا۔ موصل سے دُنیصر تک ساری راہ اس قوم کی دست بُرد سے تنگ ہے۔ کردونکی قوم بلند اور دشوار گذار پہاڑونمین رہتی ہے۔ یہانکے بادشاہونکو اُنکی اصلاح اور سیاست پر دسترس نہین ہے۔ بعض اوقات یہ لوگ فصیلوں کے دروازے تک پہنچ جاتے ہین اور اُنکے دفعیہ پر سواے خداوند کریم کے کسیکو قدرت نہین ہوتی۔ راستے کے داہنی طرف دامن کوہ مین ایک آبادی قرارَی نامی نظر آتی ہے۔ اُسکا قلعہ بہت بلند اور سفید دکھائی دیتا ہے۔ قرارَی کے پرے نصف منزل کے فاصلے پر ایک بہت بڑا شہر مارِدِین نامی آباد ہے۔ اُسکا قلعہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بہت عالیشان بنا ہوا ہے اور دنیا کے مشہور قلعونمین شمار کیا جاتا ہے۔ یہ دونون شہر بہت پُرانے اور آباد ہین۔ غرضکہ ظہر کے وقت تھوڑی دیر آرام کے بعد کوچ کیا۔ اور رات کو ایک میدان مین دُنیصر کے سامنے ٹھہرے صبح کو سیر و تفریح کے واسطے دُنیصر مین گئے۔

حالات شہر دُنیصر

یہ بستی ایک کشادہ قطعہ زمین مین آباد ہے۔ گردین باغات اور زراعت کی کثرت ہی چھوٹی چھوٹی گولونسے زراعت کی آبپاشی ہوتی ہے۔ خاص شہر کی وضع گانونکی آبادی کی سی ہے آبادی کے گرد شہر پناہ وغیرہ نہین ہے لیکن بازار وسیع ہی اور تمام اجناس کی کثرت ہے اہل شام۔ دیار بکر۔ آمد اور بلاد روم وغیرہ کے واسطے بہت بڑی منڈی ہی۔ بیرون شہر ایک جدید مدرسہ تعمیر ہوا ہے ہنوز اُسکی عمارت کی تکمیل نہین ہوئی ہی۔ مدرسے کے قریب ایک حمام بھی بنایا ہے اور مدرسے کے چارونطرف باغات کا حلقہ ہے اسوجہ سے یہ مدرسہ نہایت نزہت اور فرحت کا مقام ہے شہر کے حاکم کا نام **قطب الدین** ہے اور والی موصل کا عزیز ہے۔ شہر داری۔ **ماردین** اور **راس العین** اُسکی عملداری مین شامل ہین ان ممالک کی حکومت اندلس کی طرح طوائف الملوکی کے طور پر ہوتی ہے۔ اور اس نواح کے کل حکمرانون نے اپنے نامونکو لفظ **دین** کے ساتہ رونق دے رکھی ہے۔ ہر شخص کے نام کے ساتہ ایک باہیبت لقب سُننے مین آتا ہے۔ لیکن صفات القاب مین سے کوئی حسن اُسکی ذات مین نظر نہین آتا۔ ایسے القاب مین خاص و عام اور شاہ و گدا سب برابر ہین۔ ان لوگونمین کسی شخص کے ایسے خصائل اور عادات نہین سُننے گئے جو اُسکے مرتبہ کے مناسب ہون یا اُسکے نام اور القاب کی رونق کا باعث ہون البتہ **صلاح الدین** حاکم شام و مصر و حجاز و یمن کا شہرۂ عدل و انصاف اُسکے اسم اور لقب کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ بجز اُسکے دوسرے نام کے ساتہ اس لقب کو شامل کرنا گویا ہوا باندھنا اور دعویٰ بے دلیل کرنا ہے۔

! لقاب مملكة فی غير موضعها كالهر يحكی انتفاخا صولة الاسد
(بیموقع لقب سلطنت کا ایسا ہوتا ہی جیسے بلّی پھول کر شیر کی شان دکھاتے) حاصل کلام
اس شہر مین جمعہ تک ہمارا قیام رہا اسلیئے کہ اہل قافلہ کو یہانکی پہنچنے کا انتظار تھا۔ یہان جمعرات
جمعہ اور ہفتہ کو برابر پینٹھ لگتی ہے۔ اور اتوار کے روز بہت بڑا بازار ہوتا ہے۔ قرب وجوار کی
آبادیونسے اور ادہر اُدہر کے گانوونسے بہت سے آدمی آتے ہین۔ کیونکہ ان منزلونمین راستے کے
دونون طرف قصبے اور گانون قریب قریب آباد ہین اور جابجا پختہ سرائین بنی ہوئی ہین۔ جمعہ کی
نماز کے بعد یہانسے قافلہ روانہ ہوا۔ راہ مین ذمّی نصرانیون کی ایک آبادی پر گذر ہوا۔ اُسکا نام
تل العقاب ہی۔ اُسکے اندر ایک عظیم الشان قلعہ بنا ہوا ہے۔ اِس بستی کے حسن و خوبی کی تعریف ہمنے
اندلس مین سُنی تھی۔ واقعی اُسکے چارونطرف انگور کے باغات اور میوہ جات کی درختون کی یہ کثرت
ہے کہ اُس زمین پر دن بھر آفتاب کا گذر نہین ہوتا۔ درختونکے سایہ مین ایک خوشنما نہر جاری کے
بستی کے بازار اور باغات کی ترتیب نہایت دلکش اور نفیس ہے۔ سُوّر یہان بکریونسے زیادہ
دیکھنے مین آتے اور وہ یہانکے باشندونسے وحشت نہین کرتے۔ شام کو قافلہ جسر مین پہنچا۔
یہ بستی ذمّی رومیون کی ہے۔ ہفتے کی شب اِسی جگہ بسر ہوئی صبح کو یہانسے کوچ کر کے ظہر سے پہلے
راس العین مین پہنچے۔

حالات شہر راس العین

اس آبادی کا یہ نام نہایت موزون اور اُسکی حالت کے مناسب ہی۔ اللہ تعالی نے اُسکے تمام قطعے کی
خوشگوار نہرین جاری کر دی ہین۔ ان نہرونمین سے بہت سی آبشارین اُسکے مرغزارونمین اس خوبی سے

روان ہین۔گویا زبرجد کے تختے مین چاندی کے تارونکی کوفت ہے۔ باغات اور اشجار نے
دونون طرف سے نہر کو گھیر لیا ہے۔ نہر کے پانی کی صفائی اور شیرینی کو مینہ کے پانی پر تفوق ہے خصوصاً
دو چشمے بہت بڑے اور عجیب الصنعت ہین۔ پہلا چشمہ جو سب سے اوپر ہے ایک زمین مین سخت
پتھرونکے اندر سے جاری ہوا ہے۔ اور اسکا منبع بہت چوڑے غار مین ہے۔ تمام غار پانی سے
بھرا ہوا ہے اور وسیع حوض کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے چشمے کی صنعت اور خلقت عجیب و غریب
ہے۔ اسکا منبع ایک گہری کھوہ مین سخت پتھرونکے اندر ہے۔ کھو کی گہرائی چار قامت سے زیادہ معلوم
ہوتی ہے۔ چشمہ مین اسقدر جوش ہے کہ غار کو بھر کر سطح زمین پر بڑی تیزی سے جاری ہوتا ہے
اگر کوئی تیراک یا غوطہ خور منبع کی گہرائی دریافت کرنے کی غرض سے غوطہ لگاتا ہے تو نصف گہرائی
تک بھی نہین پہنچتا اور بے اختیار پانی کے سطح پر پلٹ آتا ہے۔ پانی اسقدر شفاف ہے کہ اگر اندھیری
رات مین اسکے اندر دینار ڈالا جائے تو ویسا ہی صاف نظر آئے۔ اس چشمہ مین سے بہت اعلیٰ
قسم کی بڑی بڑی مچھلیان شکار کیجاتی ہین۔ چشمہ کا پانی دو شاخونمین تقسیم ہوتا ہے۔ ایک شاخ
داہنے کو اور ایک بائین کو بہتی ہے۔ داہنی طرف کی شاخ ایک خانقاہ مین ہو کر گذری ہے۔
یہ خانقاہ چشمے کے سامنے مسافرون اور صوفیونکے واسطے تعمیر ہوی ہے اور اسکو رباط کہتے ہین
دوسری شاخ خانقاہ کے بازو سے بہتی ہوئی نکل گئی ہے اور اسمین سے کولین کاٹ کر خانقاہ
کے طہارت خانون وغیرہ مین لے گئے ہین۔ آگے جاکر یہ دونون شاخین مل گئی ہین انکے
سنگم کی جگہ پنچکی کے مکان بنے ہوئے ہین اور پانی کے بیچ مین برابر برابر ایک دیوار کی صورت
نظر آتی ہین۔ اسجگہ دونون شاخونکا اتصال ہوکر دریائے **خابور** کا منبع تصور کیا جاتا ہے

خانقاہ سے تھوڑی دور ایک مدرسہ اور حمام ہے - آجکل یہ عمارت ویران پڑی ہے اور
جا بجا سے ٹوٹ کر خراب ہو گئی ہے لیکن عمارت کا موقع بہت پر فضا ہے - ایک نہایت
سرسبز اور شاداب قطعۂ زمین تین طرف پانی سے محیط ہے صرف ایک جانب آنے جانے کی
راہ ہے گویا ایک خوش منظر جزیرہ کا نمونہ ہے - اُسکے داہنے اور بائیں باغات اور سامنے
باغون مین پانی دینے کے دولاب ہین - غرضکہ اس آبادی مین عجیب و غریب رونق ہے
اگر شرقی اندلس کی خوبصورت آبادیون مین اس جگہ کی سی نہرین اور سبزیان ہون تو انکے
حسن و جمال کی انتہا ہو جانے - اس قصبہ کی آبادی گو مختصر ہے مگر اہل شہر اور گرد و نواح کے
دیہات کے واسطے کافی ہے نہ اُسکے گرد شہر پناہ ہے - جس سے شہریت پائی جائے
نہ کوئی بلند مکان ہے جس سے شہر کی رونق ثابت ہو - ایک کھلے ہوے میدان مین آبادی ہے
گویا اہل دشت کے رہنے کا مقام ہے - تاہم کل شہر کی ضرورتین یہان موجود ہین - دو جامع مسجدین
بھی ہین ایک نئی اور ایک پرانی - پرانی جامع مسجد کو عمر بن عبد العزیز کی بنوائی ہوئی مشہور کرتے ہین
یہ مسجد چشمونکے قریب واقع ہے - اُسکے سامنے بھی نہر کی اُن شاخونکے علاوہ ایک چشمہ جاری ہے
مگر مسجد کہنگی کے باعث منہدم ہونے کے قریب ہے - دوسری مسجد آبادی کے اندر ہے
اور اُسی مین نماز جمعہ ہوتی ہے - یہانکی نزہت و لطافت کی باعث آج ہم یہین ٹھر گئے - اسلئے
کہ ایسی دلچسپ جگہ راہ بھر کوئی نہین ملی تھی - شام کے وقت ہمارا قافلہ یہانسے روانہ ہوا آج رات بھر
ٹھنڈ مین چلنے کا قصد ہے - کیونکہ حرّان یہانسے دو منزل ہے اور راستے بھر اِدہر اُدہر
کوئی آبادی نہین ملتی ہے - اسی سبب سے اِن منزلون مین دن کی گرمی کے وقت چلنا دشوار ہوتا ہے

الغرض یہانسے روانہ ہوکر اتوار کی صبح کو جنگل مین ایک کنوین کے قریب تھوڑی دیر آرام کیا یہان حوانامی ایک پختہ برج بنا ہوا ہے اُسکی عمارت نہایت پرانی ہے۔ یہان تھوڑی سی نیند لیکر پھر روانہ ہوے اور ساتوین تاریخ بدھ کے دن طلوع آفتاب کے وقت حران مین پہنچے۔

حالات شہر حران

یہ شہر ایک صحراے بے آب وگیاہ مین آباد ہے۔ اُسکے اطراف مین نہ کوئی درخت ہے اور نہ کہین سبزہ نظر آتا ہے۔ حرارت آفتاب سے دن بھر آگ برستی ہی۔ اُسکے پانی سے گویا برودت کو نفرت ہی۔ ہوا ایسی ثقیل ہے کہ سانس لینا دشوار ہے پیڑ بوٹے کا کوسون تک نام ونشان نہین ہی۔ آبادی بالکل بے رونق ہے۔ یہانکی ہوا گویا اس آبادی کے نام (حران) سے مشتق ہوکر نکلتی ہے۔ مگر اُسکے افتخار وشرف کے واسطے یہ کافی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہے۔ حران سے ایک میل قبلہ کی جانب نہر کے کنارے ایک عالیشان مکان ہی۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپکی بی بی سارہ علیہا السلام کے رہنے اور عبادت کرنے کا مقام ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالی نے اس بستی کو اہل طاعت وریاضت کا مامن اور صالحین وابرار کا مسکن بنایا ہے۔ انہین سے ایک صاحب شیخ ابوالبرکات **حیان بن عبد العزیز** کی ہمنے زیارت کی اور انکی دعا سے مستفید ہوئے ان بزرگوار کی ایک مسجد انہین کے نام سے منسوب ہے۔ مسجد کی قبلہ رو دیوار کے کونے مین ایک حجرے کے اندر رات دن رہتے ہین۔ دوسرے کونے کے حجرے مین اُنکے صاحبزادے رہتے ہین صاحبزادہ کا کوئی قدم باپ کے طریقے کے خلاف نہین ہے اور نہ کسی طرز وروش مین مغایرت ہے شیخ کی عمر اسی برس سے زیادہ ہی۔ اُنھون نے اپنے صاحبزادے سے ملنے کی ہمکو ہدایت فرمائی

ہم اُنکی خدمت مین بھی حاضر ہوئے اور اپنے واسطے دعا کی طالب ہوئے اور دونون بزرگونسے
رخصت ہوکر خوش و خرم واپس آئے۔ پھر ہمنے ایک اور مسجد مین زاہد بے ریا شیخ سلیم کی
خدمت مین حاضر ہوکر اُنکے فیض صحبت اور دعا کی برکت سے بھی سعادت حاصل کی۔ اسی نام کے
ایک اور بزرگ برہنہ سر مشہور ہین۔ اظہار عجز و نیاز کے سبب سے اُنھون نے کبھی اپنا سر نہین ڈھکا
اُنکی زیارت کے واسطے بھی اُنکے مکان پر حاضر ہوئے مگر معلوم ہوا کہ جنگل کو تشریف لیگئے ہین۔ اس شہر
اور اُسکے پہاڑون مین اصحاب خیر اور اہل ریاضت کی یہ کثرت ہے کہ شمار نہین ہوسکتا۔ اللہ تعالی اُنکے
انفاس متبرکہ سے اپنی مخلوق کو نفع پہنچائے۔ اسیطرح اس آبادی کے عام باشندے بردبار خلیق
فقرا کی خدمت کرنیوالے۔ اور غربا سے محبت رکھنے والے ہین۔ خصوصاً موصل سے دیار بکر
ممالک شام اور دیار ربیعہ تک جسقدر آبادیان ہین اُنکے باشندے فقرا اور مساکین کی ایسی
تواضع کرتے ہین کہ اس راستے پر کسی محتاج مسافر کو زاد راہ اور سامان سفر کی کوئی ضرورت نہین پڑتی
اللہ تعالی اس گروہ کو اُنکے اعمال خیر کی جزا عطا فرمائے۔ یہانپر چھتے کا بازار نہایت خوشنما لکڑی
سے بنا ہوا ہے۔ خرید و فروخت کرنے والے ہر وقت سایہ مین رہتے ہین اور ایک بازار سے
دوسرے بازار مین اسطور پر جاتے ہین گویا کسی بڑے مکان کی راہونکو طے کر رہے ہین ہر چوراہے
پر ایک گول بازار بنا ہوا ہے۔ اُسکے اوپر چونے کا بلند قبہ تاج کی طرح نظر آتا ہے۔ بازار کے
قریب ایک قدیمی جامع مسجد جسکی نئی ترمیم ہوئی ہے۔ پتھر کی نہایت خوش قطع عمارت ہے
مسجد مین تین قبے پتھر کے ستونونپر قائم ہین اور ہر قبہ کے نیچے شیرین پانی کا کنوان ہے
صحن نہایت وسیع ہے۔ وسط صحن مین ایک بلند قبہ دس بڑے بڑے ستونون پر قائم ہے ہر ستون کا

محیط نو بالشت ہے۔ قبہ کے بیچ میں ایک عظیم الشان عمود نصب ہے۔ اسکا محیط پورے پندرہ بالشت
کا ہے۔ قبہ کی چھت برج کی طرح اوپر سے خالی ہے۔ کہتے ہیں یہ قبہ رومیوں کا بنایا ہوا ہے
اور اسجگہ انکے سامان جنگ کا مخزن تھا۔ مسجد میں پانچ درجہ کا دالان ہے۔ ہر درجہ کی پندرہ قدم
چوڑائی ہے۔ دالانکی چھت لکڑی کی کڑیوں سے پٹی ہوئی ہے۔ ہر کڑی دالان کی چوڑائی کے برابر ہے۔ اسقدر
چوڑی اور بڑی بڑی محرابوں کی مسجد ہمنے ابھی تک اور نہیں دیکھی۔ صحن کی طرف کے درجہ میں برابر
برابر انیس دروازے ہیں۔ بیچ کا دروازہ بہت چوڑا اور بلند ہے۔ اسکی محراب اوپر سے نیچے
تک خوشنما سانچے کی ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہ دروازہ عظمت و شان میں قلعہ کے دروازے
کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ دروازوں میں عمدہ لکڑی کے کواڑ نقش و نگار سے آراستہ ہیں۔ یہ کواڑ قصروں کے
کواڑوں کی طرح بنائے ہیں۔ مسجد کے قریب خوبصورت بازار اچھی ترتیب سے بنایا ہے۔ اس مسجد کی
سی خوبی اور اس بازار کی سی ترتیب ہمنے اور شہروں میں نہیں دیکھی۔ شہر میں ایک مدرسہ۔ اور دو
شفاخانے بھی ہیں۔ شہر کے گرد بہت مضبوط چار دیواری تراشے ہوئے پتھر کی ہے
اسکے علاوہ شہر سے قریب مشرق کی طرف ایک نہایت مستحکم اور استوار قلعہ بھی بنا ہوا ہے
قلعہ کے گرد گہری خندق ہے اور خندق کے کنارے پتھر سے پختہ کر دئے ہیں۔ شہر اور قلعہ کے
درمیان میں ایک وسیع میدان ہے۔ اسیطرف ایک چھوٹی سی نہر شہر پناہ کی دیوار اور میدان
کے بیچ میں جاری ہے۔ نہر کا منبع یہاں سے کچھ فاصلے پر ہے۔ اس شہر میں باشندوں کی کثرت ہے
بیشمار مسجدیں ہیں۔ ہر شے افراط سے ملتی ہے۔ تمام شہری سامان دستیاب ہوتا ہے۔ یہاں کا حاکم
مظفر الدین بن زین الدین ہے اور صلاح الدین کا ماتحت ہے۔ یہ ملک موصل سے نصیبین اور

دریاے فرات تک دیار ربعیہ کہلاتا ہے۔ اس ملک کی حد دو نصیبین سے فرات تک راستے کی جنوب مین اور دیار بکر سے سمت شمال مین مثل آمد اور میافارقین وغیرہ کے محسوب ہوتے ہین انکل کے سب حکمران سلطان صلاح الدین کے ماتحت حکومت ہین کسی شخص مین اُسکے مقابلہ کی قدرت نہین ہے۔ اگر سب جمع ہوکر باری باری سے بھی اُسکا مقابلہ کرین تب بھی عہدہ برآ نہین ہوسکتے ان لوگون پر اُسکو یہ دسترس ہے کہ جسکا ملک چاہے چھین لے۔ اس آبادی مین ہمارا قافلہ بیرون شہر دریا کے کنارے مقیم تھا۔ یہان پیر اور منگل دو روز قیام ہوا منگل کے دن بعد ظہر ہمنے شیخ سلمہ برہنہ سر کی زیارت کی اور اُنکی دعا سے مستفید ہوئے۔ آج یہ بزرگ ہمین اپنی مسجد مین ملے۔ یہ صاحب نیک صورت۔ کشادہ رو۔ خوش خلق اور خندہ پیشانی ہین اُنکے چہرے سے آثار صلاح اور نشانات صحبت ظاہر اور نمایان ہین۔ اُنکی زیارت سے فیضیاب ہوکر ہمنے شکر ادا کیا کہ اللہ تعالی نے ہمین اپنے اولیاء صالحین کی زیارت سے سرفراز فرمایا۔

نوین تاریخ بدھ کی شب مین تھوڑی نیند لیکر یہانسے قافلے کا کوچ ہوا۔ رات بھر چلتے رہے صبح کو تل عبدہ مین قیام کیا۔ یہ جگہ آباد ہے اور اسمین پانی کا ایک چشمہ جاری ہی۔ اُسکے پاس ایک بلند اور ہموار ٹیلا ہے اُسکی صورت بالکل ہموار منبر کی سی معلوم ہوتی ہی۔ اُس ٹیلے پر پرانی عمارتون کے آثار نظر آتے ہین۔ یہانسے مغرب کے وقت روانہ ہوکر موضع بیضا پر گذر ہوا۔ یہان ایک بڑی سراے نئی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہ بستی حران اور فرات کے وسط مین ہے اس بستی کے سامنے راستے کے داہنی طرف شہر سروج نظر آتا ہے جسکی تعریف مقامات حریری مین ابو زید سے منسوب کرکے لکھی ہے۔ حریری کی تحریر کے موافق یہان باغات اور

سبزہ زار کی بہت کثرت ہے۔ جمعرات کی صبح کو ہمارا قافلہ فرات پر پہنچا۔ یہاں کشتیوں کے ذریعہ سے
عبور کر کے قلعہ بنجم کے قریب قیام کیا۔ یہ قلعہ دریا کے کنارے نیا بنا ہوا ہے اسکے گرد
دیہاتیوں کے مکانات ہیں چھوٹا سا بازار گھاس والے اور روٹی وغیرہ کا موجود ہے۔ آج قافلہ کے
عبور کے انتظار میں ہمیں ٹھہرنا پڑا۔ فرات کو عبور کرتے ہی دیار شام اور سلطان صلاح الدین
کی عملداری شروع ہو جاتی ہے۔ دریائے فرات ممالک شام اور دیار ربیعہ اور دیار بکر کی حد ہے
اسکے پرے رحبہ مالک بن طوق ہے اسکو رحبۃ الشام بھی کہتے ہیں۔ فرات کے
کنارے سے ایک پہر رات گئی قافلے کا کوچ ہوا اور گیارھویں تاریخ جمعہ کی صبح کو مقام منبج میں پہنچے

حالات شہر منبج

یہ شہر بہت کشادہ اور فراخ ہے۔ یہاں کی ہوا بہت اچھی اور صاف ہے۔ شہر کی صورت خوشنما
اور فضا عمدہ ہے۔ دن پر لطف اور رات مثل سحر پر بہار ہوتی ہے۔ نسیم سحر کی خوشبو علالت
دماغی کو کھوتی ہے۔ شہر کے شرق و غرب میں چمنستان اور درختان میوہ دار کی کثرت ہے۔ درختوں کے
نیچے خوشگوار پانی کے چشمے جاری ہیں۔ یہاں زمین میں پانی بہت قریب نکلتا ہے۔ اس سبب سے
گھر گھر ایک ایک دو دو کنوئیں موجود ہیں۔ پانی مزے میں شہد سے میٹھا ہے۔ شہر کے گرد بہت بڑی
چار دیواری ہے۔ شہر کے اندر بازار اور چوراہے نہایت کشادہ اور وسیع ہیں۔ دکانیں بہت
چوڑی چوڑی ہر طرف آباد ہیں۔ ہر دکان وسعت اور بلندی میں بجائے خود ایک خزانہ یا گودام
ہے۔ بازار یہاں سے وہاں تک پٹا ہوا سایہ دار ہے۔ اس نواح کی اکثر بستیوں کی بازار اسی
قسم کے دیکھنے میں آئے۔ یہ جگہ اہل روم کی پرانی آبادیوں میں سے ہے۔ انکے اکثر آثار قدیمہ

یہاں موجود ہیں۔ چونکہ اس شہر پر بہت زمانہ گزر چکا ہے۔ اسواسطے خرابی اور ویرانی نے کچھ کچھ
اثر کیا ہے۔ شہر کے سامنے شہر پناہ سے بچا ہوا ایک مستحکم قلعہ بنا ہوا ہے۔ اسطرف کوئی ایسا
شہر نہیں ہے جسمیں سلطانی قلعہ نہو۔ یہانکے باشندے صاحب خیر نیک متقی اور شافعی مذہب
ہیں۔ امیر قوافل کے اکثر مذہبونکی طرح انکے عقائد نہیں ہیں۔ انکے معاملات بہت درست اور
حالات نہایت سلیم ہیں۔ راستبازی اور دینداری پر مستقیم ہیں۔ ہم یہاں بیرون شہر ایک
باغ میں مقیم تھے۔ دن بھر یہاں آرام کیا۔ آدھی رات کو یہاں سے روانہ ہوکر بارھویں تاریخ ہفتہ کے
دن پھر دن چڑھے بزاعہ میں داخل ہوئے۔

حالات شہر بزاعہ

یہ بستی گاؤں سے بڑی اور شہر سے چھوٹی ہے۔ اہل شہر کی تجارت اور مسافروں کی ضرورت کے واسطے
کافی ہے۔ آبادی کشادہ اور ہوا پاکیزہ ہے۔ اسکے قریب نہایت لطیف پانی کا ایک چشمہ جاری
اس پانی کے باعث سے یہاں کے باغات اور سبزہ زار بڑی رونق پر ہیں۔ آبادی کی بلندی کی طرف
بہت پرانا قلعہ ہے کسی بادشاہ نے اسکی درستی کا اہتمام کیا تھا مگر استحکام عمارت کے
باعث عہدہ برآ نہوا۔ ناچار خفا ہوکر جابجا سے منہدم کرادیا۔ اس آبادی کے سامنے نشیب کی طرف
ایک قصبہ باب نامی ہے حلب اور اس آبادی کے وسط میں واقع ہے۔ اسکی آبادی کو
آٹھ برس ہوئے ہیں فرقۂ اسمعیلیہ نے اسے آباد کیا تھا۔ اس گروہ کے لوگ بالکل ملحد تھے۔ انکی
جماعت اس قصبہ میں جمع ہوگئی تھی اور انکی شرارت کے سبب سے یہ راہ بالکل مسدود تھی جب اس قوم کا
ان متعصب جماعت میں پھیلا اہل ملک کو انکے افعال و اعمال سے غیرت آئی۔ چاروں طرف سے مخلوق جمع

ہوئی اور سب نے ملکر اس گمراہ قوم کا استیصال کیا۔ اس قصبہ کا کوئی متنفس زندہ نچھوڑا۔ اور انکی آلاسوں نے اس شیب کو بالکل پاٹ دیا۔ اسد تعالی کا شکر ہے کہ اُسنے اہل اسلام کو انکے شر سے بچایا اور انکا مکر انہیں کی گردن کا وبال ہوا۔ اس آبادی کے لوگ سب سنت جماعت ہیں۔ یہان ہمارا قافلہ میدان میں مقیم ہے۔ دن بھر یہان قیام ہوا شب کو یہان سے کوچ کرکے رات بھر چلتے رہے۔ تیرہوین تاریخ اتوار کی صبح کو حلب مین پہنچے۔

حالات شہر حلب

اس شہر کے اوصاف مدت سے مشہور چلے آتے ہین۔ یہ مقام نہایت پاک اور برگزیدہ ہے اُسکا مرتبہ بہت بلند ہے۔ قلعہ نہایت اونچا اور مضبوط ہے کوئی قلعہ اُسکا ثانی نہین ہے۔ دور مناسب اور بلندی موزون ہے۔ تمام گوشے گویا تراشے ہوے خوبصورت اور ہموار ہین۔ استحکام ایسا ہے کہ مرمت کی کوئی حاجت نہین ہے۔ اسد تعالی نے کیسی اچھی موزونیت اور خوشنمائی عطا فرمائی ہے۔ خوبیان ازلی اور استحکام ابدی ہے مدتین گذر گئین اور عمرین تمام ہوگئین مگر یہ حکانات ہنوز باقی ہین اُنکے اگلے باشندے کہان ہین کہ اپنی املاک اور جاگیر وہنکو آکر دیکھین؟ وہ حمدانی امرا اور اُنکے مدح خوان شاعر کہان گئے؟ فنا نے کسیکا نام تک نہ چھوڑا۔ افسوس کہ کوئی پلٹ کر نہ آیا! حیف ہے کہ مالک مرجاتے ہین اور اُنکی املاک باقی رہجاتی ہین! دوسرے اُنپر تصرف کرتے ہین اور کوئی مانع نہین ہوتا۔ تھوڑی سی ترمیم کرکے قابض ہوجاتے ہین۔ یہ وہی حلب ہے جسمین ہزارون بادشاہ گذرے جنکا صفحہ ہستی پر کوئی نشان نظر نہین آتا۔ اُسپر بہت سے جلیل القدر حکمران متصرف ہوئے جنہون نے بیشمار معرکہ آرائیان کین اُسکے نام (حلب) مین

تانیث کا مادہ ہے اسلئے غداری کے زیور سے آراستہ ہی۔ جو اسمین طمع کرتا ہے اسکے ساتھ
مکاری سے پیش آتا ہے۔ سب کے بعد ابن حمدان نے اس عروس کو دوبارہ ہر ہفت بنایا۔
مگر افسوس ہے کہ اُسکے شباب کو بڑہاپے نے بہت جلد زائل کر دیا۔ اور سرپرست کو دست
قضا نے باقی نچھوڑا۔ حوادث نے اُسکی طرف پیش قدمی کی اور خرابیان ہر طرف سے حملہ آور ہوئین۔
یہانتک کہ ملکین اور صاحب املاک سب فنا ہو گئے۔ مگر اس شہر کی شرافتونمین سے بڑی بزرگی
یہ ہے کہ جس جگہ شہر کا قلعہ ہے وہ پہلے ایک ٹیلا تھا اور امیر المحبار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
مسکن اختیار کیا تھا اور اپنی بکریونکا دودہ دوہکر تصدق کیا تھا۔ (اہل عرب دودہ دوہنے کو حلب
کہتے ہین) اسواسطے اس مقام کا نام حلب مشہور ہوا۔ اُسجگہ ایک مکان زیارت کے واسطے بنا ہوا ہے
اُسمین لوگ تبرکاً نماز پڑہتے ہین۔ قلعونکی سب سے زیادہ خوبی آب ودانے کی کثرت تصور کیجاتی ہے
اس قلعہ مین دو جگہ بڑے بڑے پانی کے کنوین ہین اور اُنمین سوت جاری ہین۔ کنوؤن کے
سامنے شہر کی جانب دو اونچی اونچی دیوارین بنی ہوئی ہین۔ دیوارونکے نیچے ایسی گہری خندق ہے
جسکے عمق تک نظر کا پہنچنا دشوار ہے۔ اس خندق مین بہی سوت جاری ہین۔ کہانیکا سامان ہمیشہ
قلعہ مین موجود رہتا ہے۔ اس سے زیادہ قلعہ کے استحکام اور آرام کا کیا سامان ہوسکتا ہی قلعہ کی
دیوارین بہت بلند ہین۔ جابجا وسیع اور خوبصورت برج تعمیر ہین۔ ہر برج مین رہنے کے مکان اور
اُنپر اونچے اونچے بالاخانے اور محرابدار جھروکے بنی ہوی ہین۔ قلعہ کے اندر شاہی محل اور سلطانی
مکانات ہین۔ آبادی کا دور بہت بڑا اور وضع نادر ہے۔ چوڑے چوڑے بازار چارونطرف آباد
ہین۔ سب سے بڑے بازار کی عجیب ترتیب ہی۔ یہ بازار دور تک سیدہا چلا گیا ہے۔ اور ہر پیشہ کے

لوگونکی علحدہ علحدہ دکانین ہین یا ہی ترتیب سے کل پیشہ ور اس بازار مین بیٹھتے ہین کل بازار لکڑی کی
سے پٹا ہوا ہے شہر کے باشندے رات دن سایہ مین آرام سے چلتے پھرتے ہین - بازار جس کی
نظر کو گرویدہ کرتا ہے - تماشائی کو آگے بڑھنے نہین دیتا تاجرونکے گودام اور فرودگاہین جامع مسجد
کے گرد ہین یہ مکانات پاکیزگی اور لطافت مین بجائے خود قطعۂ گلستان ہین - وہان بیٹھنے
والے کا دل ان مکانات کی سوا اور کسی چیز کے دیکھنے پر مائل نہین ہوتا کل بازار ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ گویا ایک سان ڈہال کر اسمین دروازے کھول دیے ہین جس سے دکانون کی ہی صورت نظر آتی
لگی سب ہے - دکانونکے اوپر لکڑی کی منقش کنگورے بنے ہوے ہین - غرضکہ اس بازار کا منظر بہت
ہی دلفریب ہی - اور ہر بازار کا سلسلہ جامع مسجد کے دروازے کے پاس منتہی ہوتا ہے -

جامع مسجد حلب

یہ مسجد اعلی درجہ کی خوشنما مسجدونمین سے ہے صحن بہت وسیع ہی اور صحن کے گرد چوڑے چوڑے
دالان ہین سب دالانونکے دروازے قصر کی طرح صحن کی طرف کھلتے ہین - دروازونکی تعداد پچاس سے
زیادہ ہے انکی موزونی اور زیبائی قابلِ دید ہے - وسط صحن مین دو عمدہ کنوین پانی کے موجود ہین
قبلہ کیطرف والے دالان مین مقصورہ نہین ہے اسلئے بہت چوڑا اور کشادہ نظر آتا ہی مسجد کے
منبر پر گویا کل نقاشی ختم کردی ہے ہمنے آجتک کسی ملک مین اس طرحکا منقش اور بازینت و زیبا
منبر نہین دیکھا - منبر کے اوپر لکڑی کے خوبصورت کنگورے اور خوشنما محرابین ہین - ان کنگورون اور
محرابونپر آبنوس اور ہاتھی دانت کی پچےکاری ہے - منبر کے پاس محراب مین بھی اسی قسم کے
نقش و نگار ہین - محراب کی اوپر چھت کی بلندی تک بھی اسی قسم کی نقاشی ہے اور اسکی صورت

بالکل تاج کی طرح نظر آتی ہے۔ منبر اور محراب کے اِدہر اُدہر کی دیواریں بھی اسیطرح قسم قسم کی صنعت
اور کاریگری سے آراستہ ہین جس سے دیکھنے والے کو حیرت اور تعجب ہوتا ہی۔

مسجد کے قریب مغرب کی طرف ایک مدرسہ خلیفہ کے نام سے منسوب ہی یہ مدرسہ بھی حسن اور
استحکام مین جامع مسجد کا نمونہ ہے اور دونون ایک دوسرے کے ہم پلہ ہین۔ مدرسے کی خوبی جو
قابل لحاظ یہ ہے کہ اسکی قبلہ دیوار مین بالکل محرابدار کھڑکیان نصب ہین اوران کھڑکیون کے سامنے دیوار
کی لمبائی تک سراسر انگور کی سرسبز اور شاداب ٹٹیان ہین۔ ہر کھڑکی کے مُنہ پر انگور کے تروتازہ خوشے
لٹک رہے ہین کھڑکیون مین بیٹھنے والا بے تردد آسانی کے ساتھ خوشون کو توڑ سکتا ہی۔ اس مدرسے
کے علاوہ شہر مین چار پانچ اور بھی مدرسے ہین اور ایک بہت بڑا **شفاخانہ** بھی ہے۔ غرضکہ یہ شہر
اپنے حسن وخوبی کے باعث دار الخلافت کے لائق ہے۔ مگر شہر کی تمام خوبصورتی اندر ہی اندر نظر
آتی ہے۔ بیرون شہر کسیطرح کی آرائش نہین ہے۔ البتہ ایک چھوٹا سا چشمہ قبلہ کی طرف سے سامنے کو
نکل گیا ہے۔ اور شہر کے پڑاؤ کے بیچ مین سے ہوکر گذرا ہے۔ اُسمین ایک پن چکی بھی ہے۔ اور
پڑاؤ کے قریب کچھ باغات بھی ہین۔ پڑاؤ بہت چوڑا اور لمبا دور تک چلا گیا ہے۔ اسکی
سرائے اور مکانات کا کوئی شمار نہین ہی۔ اس پڑاؤ کی **ابی العسکر** نامی سرائے مین ہمارا قیام تھا
چار دن ہم یہان ٹھہرے۔

سترہوین تاریخ (۲۸ جون) جمعرات کے دن ایک پہر دن چڑھے یہانسے روانہ ہوکر عصر کے قبل
قنسرین مین پہنچے۔ یہان تھوڑا سا ستا کر آگے بڑھے اور شب کو **تل تاجر** مین قیام کیا۔
قنسرین بہت مشہور شہر ونمین سے ہے۔ مگر آجکل بالکل خراب اور ویران ہے۔ صرف کچھ کہنہ آثار اور

دیرینہ نشانات باقی ہین۔ اُسکی حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ چند دنون مین کوئی نشان بھی باقی نرہیگا
لیکن اس بستی کے دیہات بہت اور اچھی پیداوار کے ہین۔ ان گاؤونکی صورت بلاد اندلسیہ کے
ضلع جیان کے دیہات کی سی ہے کہتے ہین اہل قنسرین نے اندلس کے فتح کے وقت اپنے
ملک کی مشابہت کے باعث مقام جیان مین اُتر کر بود و باش اختیار کی تھی۔
پچھلی رات سے ہمارے قافلے کا پھر کوچ ہوا صبح کو موضع **باقدین** مین پہنچے یہان **ترکمان**
سرائے مین ہمنے قیام کیا۔ یہ سرائے بہت عالیشان اور مستحکم ہے۔ اس راہ کی سرائین استحکام اور
بلندی مین قلعونکا حکم رکھتی ہین۔ دروازونمین لوہے کے کواڑ ہین۔ یہانسے چلکر شب کو موضع **تمنی**
مین ٹھہرے۔ آجکی منزل مین ہمین راستے کے داہنی طرف دور سے بلاد **مَعَرَّۃ** کا سواد نظر آیا۔
انکی آبادی پہلنسے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ ان آبادیونکے گرد زیتون انجیر اور پستہ کے
درختونکی ایسی کثرت ہے کہ دو منزل تک برابر سایہ چلا گیا ہے۔ یہ آبادیان دنیا کی سب سے زیادہ شاداب
بستیون مین شمار ہوتی ہین۔ اللہ تعالی نے انھین میوہ جات اور اجناس سے مالا مال کیا ہے
ان مقامات کی اسطرف **جبل لبنان** نظر آتا ہے۔ یہ پہاڑ بہت بلند ہے اور اُسکی لمبائی ایک
دریا سے شروع ہوکر دوسرے دریا پر ختم ہوئی ہے۔ اس پہاڑ کے دامن مین فرقہ ملحدین اسمٰعیلیہ کے
قلعے بنے ہوے ہین یہ مرتدونکا ایک گروہ ہے۔ ایک شعبدہ باز نے دعوی الوہیت کر کے
ان لوگونکو مطیع کر لیا تھا۔ شیطان نے اُنکی گمراہی کے واسطے **سنان** نامی ایک شخص کو اُنپر مسلط
کر دیا تھا۔ یہ لوگ اسکو پوجتے تھے اور اسپر اپنی جانین نثار کرتے تھے۔ اگر وہ حکم دیتا کہ پہاڑ پر سے
گر پڑو تو کوئی دریغ نہین کرتا۔ اللہ تعالی اُنکی ہمراہی سے بچائے اور دین اسلام کو فتنہ و فساد سے محفوظ

فرماے۔ الغرض یہ پہاڑ ممالک اسلام اور فرانسیسون کے درمیان حد فاصل ہے اسکے
پرے انطاکیہ۔ اور لاذقیہ وغیرہ ملک فرانسیسو نکے قبضہ مین ہین۔ اللہ تعالی اُنپر مسلمانونکو فتحیاب
کرے۔ اس پہاڑ کے دامن مین ایک قلعہ ہے اسکو حصن اکراد کہتے ہین۔ یہ قلعہ آجکل فرانسیسیو نکے
قبضہ مین آگیا ہے۔ اس قلعہ پر ہوکر حماۃ۔ اور حمص کو راستہ جاتا ہے۔ اور یہ قلعہ ان دونون مقامات کے
سامنے نظر آتا ہے۔ انیسوین تاریخ ہفتہ کی صبح کو مقام تمنی سے ہمارا کوچ ہوا اور دوپہر کے قریب
حماۃ مین پہنچکر ایک سراے مین پڑاؤ کے قریب قیام کیا۔

حالات شہر حماۃ

یہ ایک مشہور اور قدیمی شہر ہے۔ مگر آبادی کچھ کشادہ نہین ہے۔ نہ شہر مین کوئی شاندار عمارت ہے۔
چھوٹے چھوٹے پست مکانات ہین۔ اور تنگ و تاریک گلیان ہین۔ اس بستی سے نظر کو کوئی
لطف نہین ملتا۔ گویا اُسکا حسن اُسکی تاریکی مین چھپا ہوا ہے۔ اگر زیادہ تلاش حسن کیجاے تو البتہ
شرق مین ایک وسیع نہر نظر آتی ہے۔ اُسکے کنارونپر دولاب نصب ہین۔ اِدھر اُدھر باغونکی قطارین
ہین اس نہر کے ایک کنارے پر پڑاؤ کے قریب غسلخانے بنے ہوئے ہین۔ غسلخانونمین دولابکے
ذریعہ سے پانی پہنچایا جاتا ہے۔ غسل کرنیوالونکو ہرطرحکا آرام ملتا ہے۔ دوسرے کنارے پر مدنیۃ السفلی
متصل ایک چھوٹی جامع مسجد ہے۔ اُسکی شرقی دیوار مین شہر کی جانب کھلی ہوئی محرابین ہین۔ مسجد مین
بیٹھنے والے کو اس منظر سے بہت لطف حاصل ہوتا ہے اسطرف سے نظر پھیرنے کو جی نہین چاہتا
شہر کے مرور پربستی کے سامنے ایک بہت بلند اور استوار قلعہ ہے۔ اس قلعہ کی وضع بھی حلب کے
قلعہ کی سی ہے مگر وسعت اور استحکام مین اُس سے کم ہے۔ دریا کا پانی قلعہ مین ہوکر گذرتا ہے

اسلئے یہ قلعہ پانی کی قلت اور غیر کے تصرف سے محفوظ ہی۔ شہر کی آبادی ایک نشیب مین واقع ہوئی ہے۔ یہ قطع زمین دور تک لمبا چلا گیا ہے۔ دونو طرف اونچے اونچے کنارے ہین گویا یہ بستی ایک گہری خندق مین آباد ہے۔ ایک طرف کا کنارہ بہت بلند پہاڑ کی طرح نظر آتا ہے۔ اس کنارے کے نیچے شہر کا بڑا حصہ آباد ہے۔ اُس حصہ کو مدینۃ العلیا کہتے ہین اور شہر پناہ اسی اونچے کنارے پر مضبوط بنی ہوئی ہے۔ دوسرے کنارے ایک ٹیلے پر قلعہ تعمیر ہے۔ اس قلعہ کے نیچے شہر کا دوسرا حصہ آباد ہے۔ اس حصہ کا نام مدینۃ السفلی مشہور ہے۔ اسی سمت مین نہر کا پانی جاری ہے۔ اس حصہ شہر کی شہر پناہ مین طرف سے پختہ بنی ہوئی ہے اور ایک جانب نہر کے باعث دیوار کی کچھ ضرورت نہین ہے۔ نہر پر پتھر کا پختہ پل ہے۔ یہ پل مدینۃ السفلی سے شروع ہو کر شہر کے پڑاو پر ختم ہوا ہے۔ پڑاو بہت بڑا اور کشادہ ہی۔ اور اُسمین سرائے اور مکانات بہت ہین۔ وہان چھوٹا سا بازار اور ضروری سامان کی دکانین بھی ہین تاکہ مسافر کو شہر مین جانے کی ضرورت نہو۔ مدینۃ العلیا زیب و زینت مین دوسرے حصہ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ اُسکا بازار مدینۃ السفلی سے بارونق اور آباد ہے۔ ہر قسم کی صنعت اور تجارت کا سامان موجود رہتا ہی اس حصہ مین بڑی جامع مسجد بھی ہے۔ ایک **شفاخانہ** اور تین مدرسے نہر کے کنارے چھوٹی جامع مسجد کے سامنے بنے ہوئے ہین۔ شہر کے باہر بہت کشادہ میدان ہے۔ اُس میدان مین انگور کے درختون کی بہت کثرت ہی۔ اور ہر طرف کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ نہر کے دونون کنارون پر برابر باغات ہین اسوجہ سے اسکا منظر بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ اس نہر کا اُلٹا بہاؤ ہے۔ یعنی جنوب سے شمال کو بہتی ہے۔ اسی لئے اسکا نام **نہر عاصی** ہے یہی نہر پہاڑ سے

آگے بڑھکر حمص سے قبلہ کی سمت آبادی سے تھوڑی دور کے فاصلے پر جاری ہے۔ اس مقام
پر ہم شام تک مقیم رہے۔ شام کو یہانسے روانہ ہوکر رات بھر چلتے رہے۔ آدھی رات کے وقت
اس شہر کے ایک پل سے عبور کیا یہ پل بھی پتھر کا پختہ بنا ہوا ہے۔ اس پل کے پاس شہر
رستن ویران پڑا ہے۔ یہ وہ شہر ہے جسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ویران کیا تھا۔ اس شہر
مین آثار قدیمہ بہت ہین۔ رومی قسطنطینیو نکا بیان ہے کہ یہان بہت بڑا خزانہ تھا۔ بیسوین تاریخ
(یکم جولائی) اتوار کی صبح کو ہمارا قافلہ حمص مین پہنچا۔ یہان بیرون شہر ایک سرا مین قیام کیا۔

حالات شہر حمص

یہ شہر کشادہ اور مستطیل ہے۔ اسکی لطافت اور پاکیزگی آنکھون کو رونق دیتی ہے۔ آبادی ایک
وسیع میدان مین ہے جسکی انتہا تک نظر کا پہنچنا دشوار ہے بلکہ ہوا بھی اس میدان کی انتہا
تک بہ مشکل پہنچتی ہے۔ گو شہر وسیع ہے مگر گرد و غبار کی کثرت ہے۔ نہ کہین درخت ہے نہ سایہ
نہ پھل ہے نہ پانی ہے۔ یہانکے باشندے تشنہ کامی کے شاکی ہین اسلئے کہ پانی بہت دور سے
آتا ہے۔ یہانسے ایک میل کے فاصلے پر نہر عاصی جاری ہے اسمین سے پانی بھر کر شہر
مین لاتے ہین۔ اس نہر کے دونون کنارو نپر ایسے خوشنا باغچے ہین کہ انکی تر و تازگی آنکھون کو
روشن کرتی ہے۔ دریا کا مخرج یہانسے ایک منزل کے فاصلے پر بعلبک کے سامنے ہے یہ مقام
دمشق کو جاتے ہوے راستے کے داہنی طرف ملتا ہے۔ اس شہر کے لوگ شجاعت اور اپنے دشمنون
کی مرافقت مین مشہور ہین کیونکہ دشمنونسے بہت قریب رہتی ہین۔ انکے بعد اس معاملہ مین اہل حلب کا
مرتبہ ہے۔ اسوجہ سے یہانکی ہوا کی تازگی اور لطافت کی تعریف کرنی ضرور ہے۔ گویا ہوا ے نجد

صحت مین اُسکی شریک وسہیم ہے۔ شہر سے قبلہ کی سمت ایک عظیم الشان اور اُستوار قلعہ ہے۔ اور شرق کی جانب ایک قبرستان مین حضرت خالد بن الولید اور اُنکے صاحبزادے عبدالرحمن اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے مزار ہین۔ شہر کی شہر پناہ نہایت پُرانی اور مضبوط سیاہ پتھر کی ہے اُسمین اونچے اونچے لوہے کے کنگورے اور دروازے نصب ہین۔ چارونطرف پختہ برج بنے ہوئے ہین۔ قلعہ کا منظر نہایت عمدہ اور بلندی بہت مناسب ہے۔ لیکن شہر کے اندر بالکل صحرا کی سی وحشت اور ویرانی کی سی حالت نظر آتی ہے۔ عمارتین شکستہ اور بازار بے رونق پڑے ہین اسوجہ سے اُسکی شہریت کا اعتبار ساقط ہو گیا ہے۔ ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ اُس بستی کا کیا حال ہوگا جسکے ادہر اُدہر تھوڑے ہی فاصلے پر کرد اقوام کے قلعے اور دشمنونکی جاے پناہ ہو۔ اور قلعونکی آتش فساد کے شعلے بستی کو جلاتے رہتے ہون۔ ہمنے جو یہان ایک بزرگوار سے دریافت کیا کہ اس شہر مین کوئی شفاخانہ بھی ہے تو اُسنے یہ جواب دیا "کیا تم نہین دیکھتے کہ یہ سارا شہر **بیمارستان** ہے علحدہ شفاخانے کی کیا ضرورت ہے"۔ یہان ایک مدرسہ ہے۔ دُور سے اسجگہ کی قطع وضع اندلس کے **اشبیلیہ** کی سی معلوم ہوتی ہے اسکے دیکھنے سے اشبیلیہ کا نقشہ یاد آجاتا ہے۔ اسیوجہ سے اگلے زمانے مین اشبیلیہ کو حمص کہتے تھے۔ فتح اندلس کے وقت اہل حمص اپنے شہر کی شباہت کی وجہ سے اشبیلیہ مین اُتر پڑے تھے اگرچہ بالکل ایسی ہی صورت نتھی مگر کچہ شباہت پائی جاتی تھی اتوار کے دن ہمنے یہین مقام کیا اور پیر کے دن (۲ جولائی) ظہر کے وقت یہانسے روانہ ہو کر شام کے قریب مقام مشعر مین ٹھہرے۔ یہان جانورونکو کہلا پلا کر مغرب کی وقت پھر روانہ ہوئے۔ رات بھر چلتے رہے

۲۲ تاریخ منگل کی صبح کو ایک پہر دن چڑھے قارہ مین پہنچے۔ یہ آبادی نصرانی ذمیون کی ہے
مسلمان اسمین کوئی نہین رہتا ہے۔ یہانکے ایک عالیشان سرائے مثل قلعہ کے بنی ہوئی ہے
اُسکے بیچ مین ایک حوض ہر وقت پانی سے بھرا رہتا ہے حوض مین پانی نیچے نیچے ایک چشمہ سے آتا ہے چشمہ یہانسے تھوڑے
فاصلے پر ہے۔ اس سرائے مین ظہر تک ہمنے آرام کیا ظہر کے بعد یہانسے چلکر موضع نبک مین
ٹھہرے۔ یہان شام کے کھانے پینے سے فراغت پاکر تھوڑے سے آرام کے بعد پھر کوچ کیا اور رات بھر
چلکر صبح کو خان سلطان نامی سرائے مین پہنچے۔ یہ سرائے سلطان صلاح الدین کی بنائی ہوئی ہے
عمارت بہت مضبوط اور خوش قطع ہے۔ لوہے کا بڑا دروازہ لگا ہوا ہے۔ درمیان مین حوض ہے
حوض مین ایک چشمہ سے پانی آتا ہے۔ حوض مین موریان ہین اُنکے ذریعہ سے گول چہ بچہ مین
پانی گرکر زمین کے نیچے چلا جاتا ہے حمص سے دمشق تک راستے مین آبادیان کم ہین
صرف تین چار مقام آباد ہین۔ اُنہین سے ایک اس سرائے کی آبادی ہے۔ یہانسے ظہر کے
وقت روانہ ہوئے راہ مین ثنیۃ العقاب نامی ٹیکری پر گذر ہوا۔ یہانسے دمشق کا میدان
اور غوطہ نظر آتا ہے۔ اس ٹیکری کے پاس دو راستے ملے ہین ایک وہ راستہ ہے جسکو ہم طے
کرکے آئے ہین اور دوسرا راستہ شرق کی طرف جنگل مین ہوتا ہوا سیدھا عراق کو گیا ہے
اگرچہ یہ راہ سیدھی ہے مگر صرف جاڑونمین جاری رہتی ہے۔ اس ٹیکری سے اُترکر پہاڑونکے
درمیان ایک میدان مین ہمارا قافلہ ٹھہرا۔ شام کو موضع قصیر مین قافلے کا قیام ہوا۔ یہان بہت
بڑی سرائے ہے اور اُسکے سامنے پانی کی نہر جاری ہے اسجگہ شب بسر کرکے صبح کے وقت
پھر کوچ کیا۔ یہانسے ہمارا راستہ بالکل گنجان اور خوشنما باغات کے درمیان مین ہے اور اُسکے

اوصاف بیانسے باہر ہین۔ آج جو بیسوین تاریخ (۵ جولائی) جمعرات کی روز قریب دوپہر ہمارا قافلہ دمشق مین پہنچا۔

حالات ماہ ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ

۱۱ جولائی کو بدھ کی شب چاند دکہائی دیا۔ آجکل ہم دمشق مین جامع مسجد کے پیچھے دار الحدیث مین ٹھہرے ہوئے ہین۔

حالات شہر دمشق

یہ شہر مطلع حسن اور ممالک مشرقی کی جنت ہی ہماری سیاحت مین اسلامی مقامونمین سے آخری شہر ہے۔ ہماری دیکھی ہوی آبادیونمین گویا یہ ایک دُلہن ہے۔ ریاحین کی کثرت نے اس عروس کو پھولونکے زیور سے آراستہ کیا ہے۔ باغونکے احاطہ نے گویا سبز ریشم کا لباس پہنایا ہے۔ یہ بستی اپنی خوبی کے اعتبار سے نہایت مناسب جگہ پر موزون ہوی ہے اور اپنی مسند عروسی پر خوشنما جلوہ دکہا رہی ہے۔ اللہ تعالی نے اسے حضرت عیسی اور آپکی والدہ حضرت مریم علیہما السلام کے مقدم پاک سے مشرف فرمایا ہے۔ آپکی پیدائش کا ٹیلا اور پانی کا چشمہ اسی جگہ ہے۔ درختونکا سایہ گنجان اور پانی خوشگوار ہے۔ ہر طرف پانی کی نہرین سفید سانپ کی سی طرح لہرین لے رہی ہین۔ باغونکی ہوا بیمار و نکو تندرست کرتی ہے۔ مشتاقونکو اپنی خوبی اور صفائی دکھا کر زبان حال سے اسطرح پکارتی ہے۔ "آرام گاہ حسن مین آئیے" پانی کی یہ کثرت ہے کہ زمین شادابی سے تنگ آگر تشنہ کامونکی مشتاق ہے۔ سخت سے سخت پتھر کا یہ کلام ہے اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ (اپنے پانونسے زمین کو ٹھکراؤ تمہارے

نہانے اور پینے کے لئے یہ ٹھنڈا پانی حاضر ہے۔ سورۂ ص آیت ۴۱)
آبادی کے چارونطرف باغات کا ایسا حلقہ ہے جیسے ماہتاب کے گرد ہالہ یا پھول کے گرد شگوفہ
اسکے شرق مین غوطہ دمشق حد نظر تک سرسبز و شاداب ہے جسطرف نظر جاتی ہے سبزہ زار و نمین
الجھہ کر رہجاتی ہے۔ اسکی تعریف مین لوگون نے سچ کہا ہے۔
"جنت اگر زمین پر ہے تو دمشق ہے اور اگر آسمان پر ہے تو اُسکے مقابل ہے"۔

دمشق کی جامع مسجد

یہ مسجد اہل اسلام کی مشہور مساجد مین سے ہے۔ اُسکا حُسن صنعت توصیف سے مستغنی ہے۔ اسکی شہرت اطراف عالم مین اظہر من الشمس ہے۔ اس مسجد کی بڑی صنعت یہ ہے کہ اُسکے اندر نہ ابابیل گھونسلا رکھ سکتی ہے اور نہ مکڑی جالا پور سکتی ہے ولید بن عبد الملک نے بڑے اہتمام سے اُسے تیار کرایا ہے۔ اُسنے صاحب قسطنطنیہ کو بہت بڑی تھدید آمیز تحریر بھیجکر بارہ ہزار کاریگر طلب کرکے مسجد کی تعمیر پر مقرر کیے۔ تمام دیوارین سنہری فسیفساء[1] کے نگینوں سے آراستہ کی ہین اور اُسمین طرح طرح کی رنگ آمیزیان کرکے نہایت دلفریب بیل بوٹے بنائے ہین جنکے نظارے سے آنکھوں مین چکاچوند لگتی ہے۔ اسکی تعمیر مین ابن المغلی الاسدی کی تحریر کے موافق سو صندوق دینارونکے صرف ہوے ہین۔ اور ہر صندوق مین دو لاکھ اٹھائیس ہزار دینار تھے[2]۔ پہلے اس مسجد کے دو حصّے تھے۔ شرقی حصے مین مسجد اور غربی مین گرجا تھا۔

---

[1] فسیفساء ایک قسم نگینے کی ہے جو مکانونکے اندر زیبائش کے واسطے لگائے جاتے ہین۔
[2] یہان اصل عربی نسخہ کی عبارت مین کچھہ غلطی ہے کل مجموعی تعداد حساب سے ٹھیک نہین ہوتی اسلئے صرف بقدر عبارت کا ترجمہ کردیا۔ اور مجموعی تعداد کو چھوڑ دیا۔

کیونکہ جسوقت یہ شہر مسلمانون نے فتح کیا ہے اُسوقت حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ
شرق کی طرف سے لڑتے ہوے شہر مین داخل ہوے اور حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح
رضی اللہ عنہ غرب کی جانب سے شرائط صلح پر تشریف لائے دونون صاحبونکی نصف کلیسا کے
ملاقات ہوئی۔ اس لیئے نصف کلیسا بوجہ معاہدہ قائم رہا اور نصف کو اہل اسلام نے توڑکر مسجد
بنالیا ولید نے نصاریٰ کو اس باقیماندہ کے معاوضہ مین بہت کچہ دینا چاہا مگر اُنھون نے
قبول نہین کیا۔ مجبور ہوکر بجبر چہین کر مسجد مین شامل کرلیا۔ نصرانیونکو گمان تہا کہ جو کوئی ہمارے
کلیسا کو توڑے گا دیوانہ ہوجائیگا۔ اسلیئے ولید نے پہلے اپنے ہاتہ سے اُسکو توڑا اور کہا
کہ "پہلے خدا کی راہ مین مین دیوانہ ہوتا ہون" پہر تمام مسلمانون نے ایکبارگی مسمار کردیا۔
عمر عبد العزیز کی خلافت کے وقت نصاریٰ نے پہر استغاثہ کیا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے
زمانہ کے معاہدے دکہلائے۔ عمر عبد العزیز کا ارادہ اُس زمین کے مسترد کرنیکا ہوگیا۔ مسلمانونکو
اس معاملے مین سخت تشویش ہوئی۔ سب نے متفق ہوکر نصاریٰ کو بہت سے مال و متاع پر راضی کرلیا
اس مسجد کے فضائل مین ہمنے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر دیکہی آپنے لکہا ہے
"اس مسجد کی ایک نماز تیس ہزار نمازونکی برابر ہے" ابن المعلی نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے۔
"اس مسجد کی قبلہ رو دیوار کی بنیاد حضرت ہود علیہ السلام کے دست مبارک کی رکہی ہوئی ہے
حدیث شریف مین وارد ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے دنیا کی خرابی کے بعد چالیس برس تک
اسی مقام پر عبادت کی ہے۔ یہ مسجد شہر کی آبادی مین کسیقدر شمال کی طرف واقع ہے۔
اُسکا طول شرق سے غرب کو دو سو قدم ہے جسکے تین سو ہاتہ ہوئے۔ قبلہ کی سمت سے شمال کو

ایک سو بتیس قدم ہے جسکے دو سو ہاتھ ہوئے - اس حساب سے کل مربع رقبہ چوبیس مغربی مربع ؎۱ ہے - اسیقدر رقبہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حساب کیا گیا ہے - صرف مغایرت اسقدر ہے کہ مسجد نبوی کا طول قبلہ کی سمت سے شمال کو ہے - اور اسکا مشرق سے مغرب کو ہے قبلہ کی سمت تہرا دالان ہے - اور باقی سمتون مین اکہرا قبلہ کی طرف کے دالان کا ہر درجہ اٹھارہ قدم چوڑا ہے - اور ایک قدم ڈیڑھ ہاتھ کا مانا جاتا ہے - ان تینون درجون مین اڑسٹھ درمین اسمین سے چون ستون تو پتھر کے ہین اور آٹھ پیل پائے چونے کے پختہ بنے ہوے ہین دو در صحن کی جانب دیوار مین کھدے ہوے معلوم ہوتے ہین اور چار پیل پائے بیچ کے درجے مین قبہ رصاص کے نیچے قائم ہین - یہ پیل پائے عجیب وغریب صنعت کے ہین اور طرح طرح کے نگینونسے آراستہ ہین - ان نگینون مین قسم قسم کے دائرے اور محراب مین نہایت خوشنما بنائی ہین - ہر پیل پائے کی چوڑائی سولہ بالشت اور بلندی بیس بالشت ہی - ہر پیل پائے کے درمیان دالانکا طول مین سترہ بالشت اور عرض مین تیرہ بالشت کا فاصلہ ہو اور پیل پایے کا دور پورا بہتر بالشت ہے اور طرف کے دالانونکی چوڑائی صرف دس بالشت ہی - اور تینون سمتونکے دالانونمین سینتالیس درمین اسمین سے چودہ چونے کے پیل پائے ہین اور باقی سب ستون ہین - مسجد کے صحن کی چوڑائی دونون طرف کے دالانونکے علاوہ پورے سو ہاتہ ہے - تمام دالانون کی چھتون کے اوپر سیسے کے تختے جڑے ہوے ہین - قبلہ رو دالان کے درمیان مین محراب کے قریب قبہ رصاص نہایت بلند بنا ہوا ہے - اسکے نیچے محراب سے لیکر صحن تک ایک خوبصورت گردنا بنایا ہے - اسکا طول

؎۱ مربع ایک پیمانہ مغربی مساحت کا ہے -

صحن سے لیکر محراب تک تین قدم ہے۔ گرونے کے نیچے چھوٹے تین قبہ ہین ایک صحن کی جانب۔ دوسرا محراب سے ملا ہوا۔ اور تیسرا خاص قبہ رصاص کی بلندی کے نیچے بنایا ہے قبہ رصاص کے جوف مین ہوا بھرتی رہتی ہے۔ ان قبون کی ہیئت مجموعی دیکھنے سے عجیب منظر نظر آتا ہے۔ اس مقام کا نام لوگون نے نسر رکہا ہے اور قبہ رصاص کو نسر طائر سے تشبیہ دیتے ہین۔ گویا قبہ رصاص کا گنبد گدہ کا سر اور نیچے کا خم اگر گردنا اُسکا سینہ ہے۔ اور محراب کے دونون طرف کی دیوارین اُسکے بازو معلوم ہوتے ہین۔ شہر کی ہر سمت سے پہلے یہی قبہ سب عمارتون سے بلند نظر آتا ہے گویا فضائے آسمان سے ملا ہوا ہے۔ اس عمارت مین چوہتر روشندان (شمسیا) ہین۔ ان روشندانون مین رنگ برنگ کے سُنہری جدولونکے شیشے لگے ہوئے ہین۔ اُنمین سے دس روشندان قبہ رصاص کے نیچے والے قبہ مین اور چودہ محراب کے پاس والے قبہ مین ہین محراب والی دیوار مین محراب کے داہنے بائین چالیس روشندان ہین اور صحن کی جانب والے قبہ مین چھہ روشندان ہین اسکے علاوہ صحن والی دیوار مین صحن کی طرف سینتالیس روشندان ہین۔ مسجد مین تین مقصورے ہین۔ ایک مقصورہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا ہے۔ اسلام مین پہلی بار یہی مقصورہ بنا ہے۔ گویا یہ آپ کی ہی ایجاد ہے۔ اُسکی محراب کے سامنے لوہے کا دروازہ لگا ہے۔ اس دروازے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ محراب مین داخل ہوتے تھے۔ اس مقصورہ کی محراب کے داہنی طرف حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کا مصلی ہے۔ اس مقصورہ کے عقب مین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مکان تہا۔ آجکل اس مقام پر کسیرونکا بہت بڑا بازار بنا ہوا ہے یہ بازار مسجد کی قبلہ رو دیوار کے نیچے نیچے بہت لمبا چلا گیا ہے۔ اور اُس سے زیادہ خوبصورت

کوئی بازار نہین ہے۔ اس بازار کے قریب ایک مقام دار انجیل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
سے منسوب ہے۔ آجکل اُسمین آبادی ہے اور گداویونکے رہنے کی جگہ ہے۔ مذکورہ بالا مقصورہ کا طول
چالیس بالشت اور عرض اس سے نصف ہے۔ اس مقصورے کے غرب مین دوسرا مقصورہ وسط مسجد مین ہے
یہ مقصورہ کلیسا کو مسجد مین داخل کرنے کے وقت بنایا گیا ہے۔ پہلے اسجگہ گویا مسجد کی دیوار
تھی۔ اب مسجد کے وسیع ہونے سے یہ مقام وسط مسجد مین آگیا ہے۔ پہلے مقصورے سے
یہ مقصورہ بڑا ہے خطیب کا ممبر اور نماز کی محراب اسی مقصورے مین ہے۔ دیوار کے سامنے
غرب کی جانب ایک اور مقصورہ خلیفہ کے نام سے بنایا گیا ہے۔ اُسمین درس و تدریس ہوتی ہے
اور نماز بھی پڑھتے ہین اُسکے سامنے ایک جگہ (زاویہ) لکڑی کی جالیونسے گھری ہوی ہے
یہ بھی ایک چھوٹا سا مقصورہ معلوم ہوتی ہے۔ اسیطرح مسجد کی شرقی دیوار سے ملا ہوا ایک
اور زاویہ چھوٹے مقصورے کی طرح نظر آتا ہے۔ یہ مقام کسی ترکی سردار کے نماز پڑھنے کا مصلی ہے
اس مسجد مین بہت سے زاویہ اسی ترتیب سے بنے ہوے ہین جنمین طالب علم علیحدہ بیٹھکر نوشت و
خواند کی مشق کرتے ہین ان زاویونسے طلبا کو بہت آسائش ہے۔ قبلہ کی سمت کے دالان مین صحن
کی جانب بیس دروازے برابر برابر نہایت خوش قطع بنے ہوے ہین۔ ان دروازون پر چونے
سے بنی ہوی بہت خمیدہ محرابین روشندانون کی طرح گول ہین۔ ان محرابونکی گولائی اور ایک
دوسرے سے اتصال نظر کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ باقی تین سمتونکے دالانونمین صحن کی جانب
خوبصورت در ہین ان درونکے اوپر محرابدار دروازے صحن کے چارونطرف بہت اچھے معلوم
ہوتے ہین۔ غرضکہ مسجد کے صحن کا منظر بہت ہی خوشنما اور پر فضا ہے۔ یہ مقام اہل شہر کے

واسطے بڑی نزہت گاہ ہے۔ شام کے وقت یہاں کثرت سے آدمی جمع ہوتے ہین اور باب جیرون سے باب برید تک غول کے غول ادہر اُدہر پھرتے رہتے ہین۔ کوئی کچہہ پڑہتا ہے کوئی آپسمین باتین کرتا ہے۔ عشا کے وقت تک یون ہی مجمع رہتا ہے۔ صبح کے وقت بھی اِسی کے قریب قریب جماؤ ہوتا ہے۔ مگر شام کو مجمع اکثر زیادہ ہوتا ہے۔ اگر نیا آدمی دیکھے تو اسکو رمضان کی ستائیسوین شب کا گمان ہو۔ یہ مجمع یہان ہر روز بلا ناغہ ہوتا ہے یہانتک لوگون نے اس جماعت کا نام حرّاثین (دہقانی) رکھا ہے۔ مسجد کے تین منار ہین۔ ایک منار غرب کی جانب نہایت عظیم الشان ہے۔ اُسکی عمارت قلعہ کے برج کی طرح مضبوط اور بلند ہے اور اُسکے اطراف مین مسافرونکے رہنےکیواسطے بہت سے مکانات اور حجرے بنے ہوئے ہین سب مکانونکے علیحدہ علیحدہ دروازے ہین۔ اکثر اصحاب خیر ان مکانونمین رہتے ہین سب سے اوپر کے مکان مین ابی حامد الغزّالی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتکاف کا مقام ہے۔ آجکل اُسجگہ مولانا ابو عبد اللہ بن سعید زاہد تشریف رکہتے ہین۔ یہ صاحب قبیلہ یحصب کے قلعہ کے باشندے ہین جو بنی سعد مشہور قبیلہ کے قریب ہے۔ دوسرا منار شرقی طرف اسی وضع کا ہے۔ تیسرا شمال کی طرف باب ناطفین کے اوپر تعمیر ہے۔ صحن مسجد مین تین قبّے ہین سب سے بڑا قبّہ غرب کی جانب واقع ہے اور پتھر کے آٹھ ستونونپر ایک بڑے برج کی طرح قائم ہے کُل عمارت خوشنما اور رنگ برنگ کے نگینونسے آراستہ ہے۔ دیکھنے مین ایک پر فضا روضہ معلوم ہوتا ہے۔ گنبد سیسے کا بنا ہوا گویا ایک بڑا سا تنور ہے۔ کہتے ہین مسجد کے مال و اسباب کا یہی قبہ خزانہ تھا اور مسجد کے مصارف کے واسطے آٹھ ہزار دینار صوریہ جو پندرہ ہزار دینار موحدیہ کے

برابر ہین مقرر تھے۔ دوسرا قبہ وسط صحن مین کسیقدر چھوٹا ہے اور چار ستونون پر سنگ رخام سے
بنایا ہے۔ اسکی عمارت ہشت پہل ہے اور نادر صناعی کی ہے۔ گرد مین لوہے کی جالیان
ہین۔ قبہ کے اندر پانی کی ایک ٹونٹی لگی ہوئی ہے جسمین سے پانی بہت زور سے اُچھل کر نیچے
گرتا ہے۔ اور دور سے چاندی کی سلاخ کی طرح نظر آتا ہے۔ لوگ اس پانی کو منہ مین لینے کے
واسطے جالیونکے گرد ہجوم کرتے ہین۔ اس قبہ کو قفص الماء کہتے ہین۔ تیسرا قبہ مشرق کی جانب
آٹھ ستونون پر قائم ہے۔ اُسکی عمارت بھی قبہ غربی کی طرح خوش قطع ہے۔ مگر اُس سے کسیقدر
چھوٹا ہے۔ شمال کی طرف صحن مین ایک دروازہ ہے کہ اُسمین سے ایک بڑی مسجد مین جانیکی
راہ ہے۔ اُس مسجد کے صحن مین ایک پتھر کا بڑا حوض ہے۔ حوض مین ہر وقت پانی جاری رہتا ہے
اُسکے وسط مین عمود پر سنگ سفید کا بڑا کاسہ نصب ہے۔ کاسے کے بیچ مین ایک سوراخ ہے۔ اُس
سوراخ کے ذریعے سے حوض کا پانی اوپر چڑھکر کاسے کے کنارونسے چارونطرف گرتا رہتا ہے
اس جگہ کا نام کلاسہ مشہور ہے۔ آج ہمارے ساتھی ابو جعفر الفنکی القرطبی نے اسی مسجد مین نماز
پڑھائی۔ انکی بزرگی اور خوش الحانی کی وجہ سے بہت سے آدمی اس جماعت مین شامل تھے۔ دوسرا
دروازہ شرق کی جانب ہے۔ اس دروازے مین سے بھی ایک بہت خوش قطع مسجد کو راستہ جاتا ہے
شیعہ اس مسجد کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب کرتے ہین۔ اُنکے طریقہ افترا پردازی پر یہ روایت
بھی بہت بڑی دلیل ہے۔ اسی دروازے کے مقابل یعنی مغرب کی جانب دالان کے اندر شمال
و مغرب کے کونے مین ایک چھوٹے سے مکان پر کپڑے کی پوشش چڑھی ہوئی ہے اور اُسکے
آگے بھی پردا پڑا ہے۔ اس مکانکو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منسوب کرتے ہین

که آپ یہان بیٹھکر حدیث شریف بیان فرمایا کرتی تھین حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا دمشق
مین تشریف لانا ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا۔ لیکن اس آخری روایت کی
نسبت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی مسجد کی روایت بہت زیادہ معتبر جانتے ہین بعض کا
بیان ہے کسی نے آپکو خواب مین اس مقام پر نماز پڑہتے دیکہا تہا اسلئے یہ مسجد آپکے اسم
مبارک سے تعمیر ہوئی ہے۔ قصہ مختصر یہ جامع مسجد حسن و خوبی مین بے مثل اور بے نظیر ہے۔ اسکے اندر
باہر تمام سُنہری نگینے جڑے ہوئے ہین اور اُنمین طرح طرح کی ایسی صناعیان کی ہین جنکی نظیر اس زمانے
مین محال ہے چونکہ دو بار اس مسجد مین آگ لگی اور عمارت کی تجدید ہوئی اسوجہ سے اکثر پتھر ضائع
ہوگئے ہین اور پہلی سی رونق نہین رہی ہے مگر اُسکی محراب اور تینون قبے ہنوز پہلی حالت پر
قائم ہین۔ یہ محراب اہل اسلام کی تمام محرابون مین نادر اور عجیب الصنعت ہے۔ سرسے پاتک سُنہری رنگ
بڑی تیزی سے دمکتا ہے اور درمیان مین چہوٹی چہوٹی محرابین دیوار سے لگی ہوئی چہوٹے چہوٹے
ستونون پر قائم ہین ستون کنگن کی طرح اینٹھے ہوئے بہت خوشنما اور سڈول بنے ہین بعض کا
سُرخ رنگ ہے۔ اور بالکل شاخ مرجان کی طرح نظر آتے ہین۔ محراب کی سجاوٹ اور اُسکے قریب کے
ترتیب اُسپر سنہری روشندانونکا عکس اور اُنکی روشنی سے مختلف الالوان نگینونکی شعاعونکے انعکاس
عجیب لطف پیدا ہوتا ہے اور اُسکی آب وتاب نظر کو خیرہ کرتی ہے۔ ان خوبیونکی پوری کیفیت بیان
کرنے کے واسطے الفاظ نہین ملتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کے ساتھ اس عمارت کو آباد رکھے۔
اس محراب کے مقصورہ کی شرقی دیوار مین ایک خزانہ ہے۔ اُسمین حضرت **عثمان** رضی اللہ عنہ کا
مرسلہ ایک قرآن شریف رکھا ہوا ہے۔ روزمرہ خزانہ کھلتا ہے۔ اور مصحف مبارک کی زیارت سے لوگ

مشرف ہوتے ہین۔

مسجد کے چار دروازے ہین قبلہ کی سمت کے دروازے کا نام **باب الزیادہ** ہی۔ دروازے
کے بازو بہت بلند ہین اور دہلیز نہایت وسیع ہے اُسکے اندر موچیونکی دکانین ہین۔ اسی دروازے
سے دارالخیل کو راستہ جاتا ہے۔ اندر سے نکلتے ہوئے بائین طرف کسیرو دونکا بازار ہے
اسجگہ پہلے حضرت **امیر معاویہ** رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ اس بازار کا نام خضرا ہے مسجد کا
دوسرا دروازہ شرق کی طرف ہی۔ اور سب سے بڑا ہے اُسکو **باب جیرون** کہتے ہین۔ غربی دروازہ کا
نام **باب البرید** اور شمالی کا **باب الناطفین** ہے۔ ان تینون دروازونکی دہلیزین چوڑی
چوڑی ہین اور ہر ایک دروازے سے گذر کر بڑے بڑے اور دروازے ملتے ہین۔ پہلے یہ بڑے
دروازے کلیسا کے تھے۔ ہنوز اُنھین اُسی حالت پر قائم رکھا ہے۔ سب سے عمدہ منظر باب الجیرون
کی دہلیز کا ہے۔ اس دروازے سے نکلتے ہی ایک بہت لمبا دالان ہے اور اُسکے پانچ محرابدار دروازے
اس دہلیز کے مقابل واقع ہین اور اونچے اونچے ستونون پر قائم ہین۔ دالان کی بائین طرف ایک
خوبصورت روضہ ہے جہان حضرت **امام حسین** علیہ السلام کا سر مبارک رکھا گیا تھا اور پھر وہان سے
قاہرہ کو لے گئے۔ اس روضہ کے قریب عمر عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی بنائی ہوی ایک مسجد ہے
اور اُسکے سامنے ایک چشمہ جاری ہے۔ دالان کے سامنے نیچے کو سیڑھیان بنی ہوی ہین
اور ان سیڑھیونسے اُترکر ایک دروازے کی دہلیز پر پہنچتے ہین۔ وہ دہلیز خندق کی طرح گہری ہے
اور اسکا دروازہ اسقدر بلند ہے کہ مشکل سے نظر اُسکی چوٹی تک پہنچتی ہے۔ دروازے کے گرد
بڑے بڑے ستون بلندی مین درختون کی طرح اور موٹائی مین پہاڑونکی مثل قائم ہین۔ اسیطرح دہلیز کے

دونون طرف برابر برابر بہت سے ستون بنے ہوئے ہین ستونپر گول چہت ہے اور اسمین عطر فروشون
کی دکانین ہین دکانونکے اوپر ایک طویل چہت ہے۔ اسپر مکان اور کوٹھریان کرایہ کے واسطے بنی ہوئی
ہین۔ کوٹھریونکے گرد ایک سطح کہلا ہوا ہے۔ جہان ان مکانات کے رہنے والے شب کو آرام کرتے
ہین۔ وسط دہلیز مین ایک بہت بڑا گول حوض پتھر کا ہے اور اسپر ایک خوبصورت قبہ پتھر کے ستونون پر
قائم ہے۔ قبے کی چوٹی سیسے کی ہے اور وہ اوپر سے کھلی ہوئی ہے۔ حوض مین ایک بڑا بنجی
فوارہ ہے اور اسکا پانی قد آدم سے زیادہ اونچا اڑتا ہے۔ اسکے اطراف مین چھوٹے چھوٹے فوارے
ہین انمین سے سفید اور شفاف پانی چاندی کی سلاخونکی طرح نکلتا ہے۔ گویا یہ فوارے پانی کا
ایک درخت ہین جسکی شاخین چارونطرف پھیلی ہوئی ہین۔ فوارے کا منظر ایسا دلچسپ ہے
جسکی تعریف احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔

جامع مسجد دمشق کی عجیب غریب گھڑی

باب الجیرون سے نکلنے والے کے دہنی طرف دالان کی دیوار مین ایک بڑی کھڑکی (غرفہ) ہے
اور اسکی قطع بڑی محراب کی سی ہے۔ اسکے اندر پیتل کی چھوٹی چھوٹی محرابدار کھڑکیان ہین۔ ان
کھڑکیونکے دروازے دن کی گھڑیون کی شمار کے مطابق بنائے ہین۔ انمین سے اول اور آخر کے
دروازونکے نیچے پیتل کے دو طاس ہین اور طاسونکے کنارونپر پیتل کے دو باز بنے ہوے
ہین انمین صنعت ہندسیہ کچھ اسطرح صرف کی ہے کہ ہر ساعت کے ختم پر یہ دونون باز گردنین جھکا کر
اپنی چونچون سے دو گولیان طاسونکے اندر ڈالتے ہین اور طاسونمین سے آواز بلند ہوتی ہے اس
ترکیب کو دیکھکر جادو کا گمان ہوتا ہے۔ طاسونکی تلی مین ایک سوراخ ہے اسکے ذریعہ سے

یہ گولیان دیوار کے اندر اندر بڑی کھڑکی کی طرف آجاتی ہین۔ اور اُن دروازون مین سے ایک دروازہ
پیتل کی تختی سے خود بخود بند ہوجاتا ہے۔ اسیطرح ہر ایک گھڑی کے بعد دروازے بند ہوتے
چلے جاتے ہین۔ جب سب دروازے بند ہوچکتے ہین تو پھر از سر نو حساب شروع ہوتا ہے
رات کے واسطے یہ تدبیر کی ہے کہ بڑی کھڑکی کی محراب مین چھوٹے چھوٹے تانبے کے بارہ
دائرے بنائے ہین۔ اُن دائرونکے محاذ مین داخل دیوار آئینے لگے ہوے ہین اور یہ آئینے
چھوٹی محرابدار کھڑکیون سے پیچھے کو دبے ہوئے ہین۔ آئینون کے عقب مین ایک چراغ
پانی کے ذریعہ سے اسطرح گردش کرتا ہے کہ ہر ساعت کے ختم ہونے پر وہ چراغ ایک آئینہ کے
مقابل آکر اُسکو روشن کر دیتا ہے۔ آئینہ کی سُرخ شعاعین اپنے مقابل کے دائرے پر منعکس
ہوتی ہین۔ ناظرین کو ایک سرخ دائرہ دکھائی دیتا ہے۔ اسی ترکیب سے ساعت بساعت دائرے
روشن ہوتے جاتے ہین اور رات کی سب گھڑیان ختم ہوکر کل دائرے سُرخ ہوجاتے ہین اس خدمت پر
آدمی مامور ہین۔ کھڑکیونکو کھولدیتے ہین اور گولیونکو دوبارہ اُنکے مقام پر پہنچا دیتے ہین۔ اور اس
گھڑی کا نام میقاتیہ ہے۔ باب غربی کے سامنے بقال اور عطارونکی دُکانین ہین اور بیچ مین
میوہ فروشونکا بازار ہے اُسکے اوپر ایک بلند دروازہ ہے اور اُسکے اونچے اونچے در ہین۔ دروازہ
پر سیڑھیونکے ذریعہ سے چڑھتے ہین۔ سیڑھیونکے نیچے دونون طرف پانی کے دو مدور خزانے
ہین۔ ہر خزانے مین پانچ پانچ ٹونٹیان ہین اور انمین سے پانی نکلکے ایک مستطیل حوض مین گرتا ہے۔
شمالی دروازے کے سامنے برابر برابر چبوترے بناکر اُنکے گرد لکڑی کی جالیان لگادی
ہین۔ انمین معلمونکے بچے پڑھاتے ہین۔ [illegible] داہنی طرف [illegible] تصوف کے واسطے ایک خانقاہ بنی

ہوئی ہے۔ اُسکے بیچ میں حوض ہے اور پانی سے بھرا رہتا ہے۔ خانقاہ کے طہارت خانوں میں
اِسی حوض کا پانی جاری ہے کہتے ہیں پہلے یہ عمارت عمر بن عبد العزیز رضے اللہ عنہ کا
مکان تھا۔

باب البرید سے نکلتے ہوے داہنی طرف شافعیوں کا مدرسہ ہے۔ اُسمیں بھی حوض اور طہارت خانے
خانقاہ کے سے بنے ہوتے ہیں۔ صحن مسجد میں دونوں قبوں کے درمیان میں دو عمود ہیں اُنمیں
باہم تھوڑا سا فاصلہ ہے۔ عمودوں کے اوپر لمبی پیتل کی چادر لگی ہوی ہے۔ اور گرد میں خوبصورت کٹی
ہوئی جالیوں کا حاشیہ ہے۔ اُنمیں شعبان کی پندرہویں شب کو روشنی ہوتی ہے اُسوقت یہ عمود ثریا
کی طرح جگمگاتے ہیں۔ یہاں اِس شب میں (۱۵ شعبان) رمضان کی ستائیسویں کی طرح زینت اور
آرائش کیجاتی ہے۔

اِس جامع مسجد میں روزمرہ صبح کی نماز کے بعد بہت سے لوگ جمع ہو کر قرآن شریف کی ایک منزل
پڑہتے ہیں اُسکا نام قرات سبعہ رکھا ہی۔ عصر کی نماز کے بعد سورہ کوثر سے آخر
قرآن شریف تک ختم ہوتا ہے۔ اور اُسے ختم کوثریہ کہتے ہیں ختم کوثریہ میں اکثر وہ لوگ ہوتے
ہیں جنکو کلام الٰہی حفظ یاد نہیں ہے۔ اِن دونوں جماعتوں کے واسطے روزانہ وظیفہ مقرر ہے اور
یہ لوگ پانسو آدمیوں سے زیادہ ہیں۔ اس مسجد کے لئے یہ بڑے فخر کی بات ہی کہ ہمیشہ صبح و شام
اُسمیں قرآن شریف کا ختم ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ جابجا درس و تدریس کے حلقے گرم ہوتے
ہیں۔ سب معلموں کے واسطے وظیفے مقرر ہیں۔ غرب کی جانب مالکی لوگوں کے درس کا زاویہ ہے
یہاں اہل مغرب تعلیم پاتے ہیں اور اُنکے لئے معقول وظیفے معین ہیں۔ غرضکہ اس مسجد میں غربا اور طلبا کے

واسطے تمام آسائش کے سامان موجود ہین مسجد مین مقصورۂ جدید اور قدیم کے درمیان ایک ستون ہے
اور اُسکے واسطے ایک مقدار معین وقف ہی جو شخص اس ستون سے تکیہ لگاکر درس دیتا ہے یا وعظ
کہتا ہے اسکو وہ رقم ملتی ہے۔ چنانچہ آجکل اشبیلیہ کے ایک عالم اس ستون سے تکیہ لگاکر بیٹھتے ہین
اور لوگونکو فقہ پڑہاتے ہین اُنکا نام مرادی مشہور ہے صبح کو قرأت سبعہ کے ختم کے بعد ہر ستون سے تکیہ
لگاکر ایک ایک قاری بیٹھتا ہے اور بچونکو قرأت سکھاتا ہے۔ بچونکے بھی وظیفے مقرر ہین۔ لیکن
اہل دولت اپنے بچونکو وظیفہ نہین لینے دیتے ہین۔ اس جماعت کے سوا یتیمون کے واسطے
شہر مین علیحدہ مکان ہے اور معلم ملازم ہین۔ انھین معلمونکی معرفت یتیمونکے کھانے اور کپڑے کا
انتظام کیا جاتا ہے۔ ان ممالک مشرقی مین بچونکی تعلیم کا اچھا طریقہ ہے۔ قرآن شریف صرف پڑہایا
جاتا ہے اور لکھنے کی مشق مین شعارونکا استعمال ہوتا ہے۔ قرآن شریف کو لکھنے کی مشق مین
شریک نہین کرتے تاکہ لڑکے لکھ لکھکر مٹانے مین بے تعظیمی نکرین۔ بلکہ اکثر شہرونمین پڑہانے والے
علیحدہ اور لکھانے والے علیحدہ ہین اسوجہ سے بچونکے خط نہایت عمدہ ہوجاتے ہین۔ اسلئے کہ
کہ لکھانے والونکو خوشنویسی کے سوا اور کوئی کام نہین ہوتا۔ وہ تمام کوشش اسی تعلیم مین صرف
کرتے ہین اور یہ کام کسقدر سہل بھی ہے۔ کیونکہ صرف نقوش کا منتظم کرنا ہے۔

مسجد کے چارون دروازونپر چار پانی کے سقاوے ہین۔ ہر سقاوا بجاے خود ایک وسیع مکان ہے
اور اُسکے چارونطرف طہارت خانے بنے ہوے ہین۔ سقاونکے طول مین پتھر کے لمبے
حوض ہین اور اُنمین برابر ٹونٹیان لگی ہوئی ہین۔ انھین کے ذریعہ سے حوضونمین پانی آتا ہے اور یہان سے
نکل طہارت خانونکے اندر جاتا ہے۔ باب الجیرون کی دہلیز مین سب سے بڑا سقاوا ہے۔ اس سقاوے

گردتیں طہارت خانے ہین۔اس سقاوے مین یہ بات اور زیادہ ہے کہ اُسکی دیوار کے نیچے
دو گول حوض بھی بنے ہوتے ہین۔ ہر حوض کا دور چار بالشت کے قریب ہے اور دونون حوضون مین
کچھ فاصلہ بھی ہے۔ان حوضون مین سوت جاری ہین۔دوسر اسقاوا باب الناطفین کی طرف
معلوں کے چبوترونکے سامنے ہے۔تیسر اسقاوا باب البرید سے نکلتے ہوے بائین جانب
واقع ہے۔چوتھا سقاوا باب الزیادہ کے دھنی طرف بنا ہوا ہے۔انکے علاوہ شہر مین جابجا
پانی کے حوض اور سقاوے اس کثرت سے ہین کہ کوئی کوچہ اور بازار سقاوے سے خالی
نظر نہین آتا۔اسیطرح اس شہر مین ہر قسم کی آسائش کے سامان اس کثرت سے ہین کہ بیان
اُسکا دشوار ہے۔اللہ تعالے اس شہر کو ہمیشہ دارالاسلام رکھے۔

زیارات مقدسہ دمشق

سب سے پہلے قابل ذکر حضرت یحیی علیہ السلام کے سر مبارک کی زیارت ہی۔یہ سر مبارک مسجد کے
قبلہ کی طرف کے دالان مین مقصورۂ قدیم کے دہنے کونے کے مقابل مین دفن ہے۔
اُسکے گرد لکڑی کا صندوق ایک ستون کے سہارے سے بنادیا ہے اور اُسکے اُوپر شیشے کی
قندیل ہے۔قندیل بڑے پیالے کی شکل کی ہے۔مگر شیشہ بہت شفاف ہی۔یہ معلوم ہوتا ہے
گویا بلور کو گھلا کر دیا ہے۔لیکن یہ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ شیشہ عراقی ہے یا صوری۔
دوسرا مقام ولادت گاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے۔یہ جگہ **جبل قاسیون** کے
نیچے **موضع برزہ** کے قریب واقع ہے۔خوبصورت آبادیون مین اسکا بھی شمار ہے۔اور
اس پہاڑ کی بزرگیان تو ہمیشہ سے مشہور ہین کیونکہ اکثر انبیا علیہم السلام اُسپر چڑھے ہین جبل قاسیون

شہر سے تین میل شمال کی جانب واقع ہے اور اُسمین ایک مستطیل غار بہت تنگ ہے۔ اسی جگہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوے تھے۔ یہان بہت بڑی اور بلند مسجد بنادی ہے
مسجد مین چھوٹے چھوٹے غرفونکی شکل کے بہت سے مکان ہین اور ایک بہت بلند مینار ہے
اسی غار مین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاند سورج اور تارونکو دیکھا تھا جسکا ذکر اللہ تعالے
نے اپنے کلام مقدس مین فرمایا ہے۔ غار کی پشت پر وہ مقام ہے جہان خلیل اللہ علیہ السلام
غار سے نکلکر تشریف لے گئے تھے۔ یہ تمام حالات محدث شامی ابو القاسم ھبۃ اللہ
بن عساکر دمشقی نے تاریخ مین لکھے ہین اور اس کتاب کی سو جلدین ہین۔ اُس تاریخ مین یہ بھی
بیان ہے کہ باب الفرادیس سے جبل قاسیون تک ستر ہزار انبیا کے مزار ہین۔ بعض لوگونکے بیانکے
موافق ستر ہزار شہدا کے مزار ہین اور سات سو نبی اس سرزمین مین مدفون ہین۔ شہر کے دروازون مین سے
ایک کا نام باب الفرادیس ہے اور شمال کی جانب مسجد جامع سے قریب واقع ہے۔ اسکے
سوا بیرون شہر پرانا قبرستان ہے۔ اُسمین انبیا علیہم السلام اور اصحاب صالحین کے مزارات
ہین اور اس قبرستانکے برکات مشہور ہین۔ اس قبرستانکے قریب شہر کے باغات سے
ملی ہوی ایک پست زمین ہے۔ کہتے ہین اُسمین ستر انبیا علیہم السلام کا مدفن ہے۔ اس زمین
مین ہمیشہ پانی بھرا رہتا ہے اور اُسکے گرد بہت سی قبرین ہین۔ اس پانی کے باعث سے
اللہ تعالی نے اُس قطعہ زمین کو محفوظ رکھا ہے تاکہ اور کوئی وہان دفن نہو۔

جبل قاسیونکے غربی حصہ مین غار ابراہیم علیہ السلام سے ایک میل کے فاصلہ پر مغارۃ الدم
نامی ایک غار ہے۔ اِسی غار مین **قابیل** نے اپنے بہائی **ہابیل** کو قتل کرکے ڈالدیا تھا۔

غار کے اوپر پہاڑ کی نصف بلندی پر ہابیل کا مقتل ہے مقتل سے غار تک ایک راستہ کی سی صورت بنی ہوئی ہے اور اُسکے پتھروں مین اسد تعالیٰ نے خون ناحق کا سُرخ نشان اسوقت تک باقی رکھا ہے۔ ان پتھرونکو جسقدر کہودو سُرخ ہی رنگ نکلتا ہے۔ سواے اس پہاڑ کے اور کسی پہاڑ کے پتھرونمین یہ بات نہین ہے۔ یہ امر بھی عجائبات قدرت کا ایک نشان ہے ابن المعالی الاسدی کی تاریخ مین ہمنے دیکھا ہے کہ اس غار مین حضرت ابراھیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت لوط اور حضرت ایوب علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے۔ اس مقام پر ایک نہایت مضبوط اور بلند مسجد بنی ہوئی ہے۔ سیڑھیونکے ذریعہ سے مسجد مین پہنچتے ہین۔ گرد مین جالیدار لکڑی کا جنگلا ہے اور بالکل گول غرفہ کی سی قطع معلوم ہوتی ہے۔ مسجد مین رہنے کے مکان اور آسایش کے سامان موجود ہین۔ ہر جمعرات کے دن اُسکو کھولتے ہین اور غار کے اندر روشنی وغیرہ کیجاتی ہے غار بہت کشادہ اور وسیع ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر ایک مقام حضرت آدم علیہ السلام سے منسوب ہے اُسپر ایک عمارت بنی ہوئی ہے۔ اُسکے نیچے پہاڑ کی جڑ مین ایک غار ہے اُسکو مغارۃ الجوع کہتے ہین۔ اس غار مین ستر انبیا علیہم السلام نے بھوک کی شدت سے وفات پائی ہے اُنکے پاس صرف ایک روٹی تھی اور ہر شخص اُسے دوسرے پر ایثار کرتا تھا۔ آخر اسی دور مین ہر ایک کی جان نکل گئی۔ اس غار مین بھی مسجد بنی ہوئی ہے۔ یہان ہمنے ونہین چراغ جلتے دیکھے۔

ان تمام زیارات کے واسطے باغ۔ زراعت اور سرائین وقف ہین گویا اس شہر کی تمام زمین ان اوقاف مین مستغرق ہے۔ جو کوئی مسجد یا مدرسہ یا خانقاہ نئی تیار ہوتی ہے اُسکے مجاورین کے لئے سلطان کی طرف سے وقف مقرر ہوجاتا ہے۔ اسیطرح اہل دولت مین سے

جب کوئی مرد یا عورت کوئی مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ تعمیر کرتا ہے۔ تو اسکے مصارف کے واسطے اپنے مال سے مناسب آمدنی وقف کر دیتا ہے۔ اُن لوگوں کے یہ اعمال خیر اللہ تعالےٰ کے نزدیک سعی مشکور مین داخل ہین۔

شہر کے غرب مین باغات کی انتہا پر جبل قاسیون کے آخری کونے کے قریب ایک ٹیلا ہے یہ جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت گاہ ہے جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے دنیا کے خوبصورت مواضعات مین سے یہ ٹیلا ہے۔ اسکا منظر قابل دید ہے ٹیلے کے اوپر نہایت خوشنما عمارت ہے عمارت کی اونچی سیڑھیان ہین اور وہ دیکھنے مین ایک قصر کی طرح نظر آتی ہے اُسکے سامنے ایک اور مکان ہے جسکو حضرت خضر علیہ السلام کا مصلی کہتے ہین۔ ان دونون مقاموں پر حاضر ہوکر لوگ نماز پڑھتے ہین۔ مولد مبارک مین لوہے کا دروازہ ہے اور ہمیشہ بند رہتا ہے اُسکے گرد مین یہ عمارت بطور مسجد کے ہے اور چاروں طرف گول راستہ ہے یہان پانی کا حوض (سقایہ) نہایت خوبصورت اور خوش منظر ہے حوض مین پانی آبشار کے ذریعہ سے حوض کی دیوار کے اوپر گر کے آتا ہے۔ پانی کے گرنے کی کیفیت قابل دید ہے۔ حوض کے گرد طہارت خانے ہین ان طہارت خانون مین پانی گھومتا ہوا حوض کی دیوار کے نیچے بہ جاتا ہے۔ یہ ٹیلا اس شہر کے باغات کی انتہا پر واقع ہے اور یہین سے تمام باغوں کو پانی پہنچتا ہے۔ اس پانی سے سات نہرین جاری ہوکر ہر طرف کو گئی ہین سب سے بڑی نہر کا نام ثورا ہے۔ یہ نہر اوپر کے چشمہ مین سے پتھروں مین گھس کر ٹیلے کے نیچے جا نکلی ہے۔ ٹیلے کے نیچے اُسکا دہانہ چوڑے سے غار کی صورت نظر آتا ہے۔ اکثر دلیر لڑکے اور جوان تیراک

ٹیلے پر چشمہ مین غوطہ لگاکر نیچے کے دہانے مین آنکلتے ہین۔ یہ بڑا خوفناک کام ہے۔ ٹیلے پر سے
سب باغات اور سبزہ زار سامنے نظر آتے ہین۔ ایک وسیع میدان کے مختلف سمتون مین نہرون
کی روانی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ ان نہرونکے کہین ملجانے اورکہین علحدہ ہوجانے اور پانی کی روانی
کا لطف دیکھکر عقل کو حیرت ہوتی ہے۔ اس ٹیلے کی حسن و خوبیان احاطہ تحریر سے باہر ہین
اور دنیا کے تمام مقامات سے اُنکی شان اعلیٰ اور برتر ہے۔

اِس ٹیلے کے قریب **نیرب** نامی ایک گاؤن بہت خوبصورت اور خوش سواد ہی اُسکے
اطراف مین باغونکی یہ کثرت ہے کہ سوائے بلند عمارتونکے اور کوئی چیز نظر نہین آتی۔ اُسمین
ایک بہت نفیس جامع مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔ مسجد کا فرش پتھر کے رنگین نگینونسے مرصع ہے
دور سے ریشمی فرش معلوم ہوتا ہے۔ سقاوا بھی بہت خوش قطع ہے۔ سقاوے کے گرد طہارت خانے
ہین اور اُنکے دس دروازے ہین سب طہارت خانونمین سقاوے سے پانی جاتا ہے۔ اسکے
سوا گاؤن مین حمام بھی ہے۔ اِن ممالک کے دیہات مین حمام بہت کثرت سے ہین۔
اِس آبادی کے قبلہ کی سمت مین **مِزّہ** نامی ایک گاؤن ہے۔ وہان بھی ایک بڑی جامع مسجد
ہے اور سقاوا بہت عمدہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مولد شریف کے راستہ مین داہنی طرف ایک گاؤن ہے جسکا
نام **بیت لاہیہ** ہے پہلے یہان ایک کنیسہ تھا۔ اُسمین **آزر** نے بُت بنا کر رکھا تھا اور لوگ
اُسکی پرستش کرتے تھے۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اُس بت کو توڑ ڈالا۔ آجکل اُسجگہ
خوبصورت مسجد بنی ہوی ہے۔ اور بستی کے سب باشندے اُسمین نماز پڑھتے ہین۔ مسجد کے

فرش مین رنگین پتھرونسے خاتم بندی کی ہے۔ دیکھنے مین نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ مولد عیسیٰ علیہ السلام کے ٹیلے کے واسطے بہت سے باغ۔ زراعت اور سرائین وقف ہین کل آمدنی کے کئی حصے کئے جاتے ہین۔ انمین سے ایک حصہ زائران شب باش کے خورو نوش مین اور ایک حصہ اُنکے اوڑھنے بچھونے کے صرف مین آتا ہے۔ باقی حصہ وہانکے ملازمونکی ضرورتومین صرف ہوتا ہے۔ اخراجات کا اہتمام یہانکے امام سے متعلق ہے اور کاروبار کی خدمت موذن کے سپرد ہے۔ آجکل یہانکے امام اور ابن ابی الربیع سلیمان بن ابراہیم بن ملک ہین جو امرا مرابطین کے متعلقین ہین سے ہین۔ انھین یہانکے سلطان اور عمائدین کی خدمت مین بھی رسوخ ہے۔ اس وقف کی آمدنی کے علاوہ انھین پانچ دینار ماہوار علیحدہ ملتے ہین۔ اس بستی مین اس شخص کے اعمال خیر بہت مشہور ہین۔ اگر کوئی مسافر آوارہ وطن اسطرف آنکلتا ہے۔ تو اس شخص کے ذریعہ سے اُسکی معاش کا بندوبست ہوجاتا ہے۔ کسی مسجد کا امام یا کسی خانقاہ کا مجاور۔ یا کسی مدرسہ مین یا قاریونکی جماعت مین داخل کرکے اسکا وظیفہ مقرر کرا دیتا ہے۔ غرضکہ کسی نکسی طریقے سے اُسکی گذر کی صورت نکل آتی ہے۔ اور اسی سبب سے یہان محتاج اور غریب الوطن کو سوال کی عار گوارا کرنا نہین پڑتی۔ جو لوگ اس قسم کے کامونکے قابل نہین ہین اُنکے واسطے یہان معاش کے اور ذریعے موجود ہین۔ کچھ لوگ باغون اور انگورونکی حفاظت۔ حامونکی خدمت یا نہانے والونکے کپڑونکی حفاظت۔ دکانونکی امینی۔ اور بچونکو مکتب مین پہنچانے پر ملازم ہوجاتے ہین۔ ایسی خدمتون پر زیادہ تر مغربی مقرر ہین۔ اسلئے کہ اُنکی دیانت یہان بہت مشہور ہے اور اہل شہر کو اپنے شہر کے باشندونپر اعتبار نہین ہے۔ ان غربا کی بسر اوقات

خدا ے کریم نے یہ ایک سبب پیدا کر دیا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی خاص ذریعہ سے سلطان کی خدمت

مین پہنچ جاتا ہے تو اُسکی لیاقت کے موافق سلطان کی طرف سے بھی وظیفہ مقرر ہو جاتا ہے

اس قسم کے فضائل حمیدہ اور حسن اخلاق سے اس نواح کے فرمانروایان قدیم و حال ممتاز ہین۔

اِس شہر کے قریب مین ایک بڑا قبرستان ہے جسکو قبور الشہدا کہتے ہین

اُسمین بہت سے صحابہ۔ تابعین اور ائمہ صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزار ہین مشہور مزارون

مین سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اور اُنکی والدہ کا مزار ہے۔ ایک جگہ بہت پرانے

کتبہ مین لکھا ہوا ہے کہ اس مقام پر صحابہ کرام کی ایک جماعت دفن ہے۔ اسی جگہ دو صحابی

فضالہ بن عبید اور سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے مزار ہین۔ اور یہ اُن اصحاب مین

مین جو تحت شجر کی بیعت مین حاضر تھے۔ ایک مزار خال مومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کا ہے اور اُسپر لوح بھی ہے۔ جسنے فضائل دمشق مین لکھا دیکھا ہے کہ حضرت ام المومنین حبیبہ

خواہر معاویہ رضی اللہ عنہا کا مزار بھی یہین ہے اور واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ

مین سے بھی یہین مدفون ہین۔ اس مقام کے قریب ایک مزار پر لکھا ہی "ھذا قبر اوس بن اوس

الثقفی" اور یہان سے تھوڑی دور بلال بن حمامہ رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ مزار کے سرہانے

آپکے نام کا کتبہ لکھا ہوا نصب ہی۔ اسیطرح اور بہت سے صحابہ کرام اور صالحین کے مزارات

ہین۔ گو اُنکے نام و نشان مٹ گئے مگر ذکر ہنوز باقی ہے۔ یہ تجربہ کی بات ہی کہ یہان جو دعا

مانگی جاتی ہے مقبول ہوتی ہے۔

اسکے علاوہ بہت سے اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقبرے شیعون نے بڑی

شان و شوکت کے بنے ہین اور سب کے لئے وقف مقرر ہین۔ سب سے بڑی عمارت ایک
زیارت کی ہے جو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے اسم مبارک سے منسوب ہے۔ یہان ایک
خوشنما مسجد بنائی ہے اور اُسکے سامنے نارنگیونکا باغ لگایا ہے۔ ایک بڑے سقاوے
مین سے پانی تمام باغ مین ہر وقت جاری رہتا ہے۔ مسجد مین چارونطرف پردے لگے ہوئے
ہین محراب کے درمیان مین بہت بڑا پتھر نصب ہے۔ اور بیچ مین سے دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔
لیکن دونون ٹکڑے ملے ہوے ہین علیحدہ نہین ہوے ہین۔ اہل تشیع کا بیان ہے کہ حضرت
علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بضرب تلوار یا باظہار کرامت اس پتھر کو بیچ مین سے شق فرمایا ہے
یہ عمارت اسی پتھر کی زیارت کے واسطے بنائی گئی ہے۔ حال آنکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ
کبھی اس شہر مین رونق افروز نہین ہوئے۔ یہ صرف اُن لوگونکا خیال ہی خیال ہے شاید اُنکی
گمان کے موافق عالم رویا مین یہ کرامت صادر ہوی ہو۔ اسلئے کہ روایت ظاہری کی نسبت حالت
رویا مین کسیقدر گنجایش ہے۔ ان ملکون مین اہل سنت و جماعت سے شیعون کی تعداد زیادہ ہے
سب بستیان اُنسے بھری ہوی ہین اور اُنکے مختلف فرقے ہین۔ ایک روافض کا فرقہ ہے
جو تبرّا کرتے ہین۔ دوسرا فرقہ امامیہ اور زیدیہ کہلاتا ہے۔ یہ لوگ صرف تفضیلی ہین
ایک فرقہ اسمعیلیہ اور نصیریہ مشہور ہے۔ یہ بالکل کافر ہین۔ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ
عنہ کو الوہیت سے منسوب کرتے ہین تعالی اللہ عن قولھم ایک اور فرقہ ہے جسکو غرابیہ
کہتے ہین۔ انکا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے
مشابہ تھے اسلئے جبرئیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے مین سہو ہوا۔ نعوذ باللہ من ھذا الاعتقاد

اسیطرح اُنکے بہت سے فرقے ہین جنکو اسد تعالیٰ نے گمراہ کیا ہے اور اُنکے ذریعہ سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہین۔ اسد تعالیٰ اُنکے شر و فساد سے اہل دین کو محفوظ رکھے۔ اس گروہ پر اسد تعالیٰ نے فرقہ نبویہ کو مسلط کر دیا ہے۔ یہ لوگ سُنیون مین سے ہین۔ مگر فتوت اور جوانمردی کو اپنا شعار کر لیا ہے۔ جو شخص فتوت کی قسم کھاتا ہے اُس قسم کو ضرور پورا کرتا ہے اگر کوئی شخص اُنمین سے کسی مصیبت مین مبتلا ہو جاتا ہے تو اُسکی کبھی شکایت نہین کرتا ہے جس شخص مین اپنے سے خصائل پاتے ہین اپنی جماعت مین شامل کر لیتے ہین اور ایک خاص وضع کا پاجامہ پہنتے ہین۔ روافض مین سے جس کسیکو پاتے ہین قتل کر ڈالتے ہین۔ غرضکہ اس فرقہ نے عجیب و غریب طریقہ اختیار کیا ہے۔ اور سب سے نرالے عادات اور اخلاق ہین۔

شہر سے چار میل جانب شرق موضع منیحہ مین حضرت سعد بن عبادہ رضی اسد عنہ رئیس قوم خزرج صاحب رسول اسد صلی اسد علیہ وآلہ وسلم کا مزار ہے۔ اسجگہ ایک خوبصورت مسجد کے بیچ مین آپکا مزار ہے اور سرہانے اسم مبارک کندہ ہے۔

شہر سے تین میل قبلہ کی سمت ایک آبادی زاویہ نامی ہے وہان حضرت ام کلثوم حضرت شیر خدا رضی اسد عنہ کی صاحبزادی کا مزار ہے۔ انکا اصلی نام زینب الصغریٰ تھا لیکن آنحضرت صلی اسد علیہ وآلہ وسلم نے آپکی کنیت ام کلثوم اسلیئے رکھی تھی کہ آپ آنحضرت صلی اسد علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اسد عنہا سے بہت مشابہ تھین مزار پر بہت بڑی مسجد بنی ہوی ہے اور اُسکے باہر لوگونکے قیام کے واسطے مکانات ہین اور مصارف کے لئے وقف مقرر ہے ہم اس مقام کی زیارت سے مشرف ہوئے اور شب کو انہین مکانو نمین قیام کیا۔

غربی قبرستان ہین ایک مسجد ہین دو قبرین ہین - کہتے یہ قبرین امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے صاحبزادونکی ہین - اسکے قریب ایک اور مسجد ہین حضرت سکینہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کا مزار ہے - مگر اسمین اختلاف ہی - شاید اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین سے کسی اور بی بی سکینہ کا مزار ہو -

جامع مسجد نیرب کے شرقی حصہ ہین ایک مکان ہے اسمین اُم مریم رضی اللہ عنہا کا مزار ہے شہر سے چار میل غرب کی جانب موضع داریہ ہین ابی مسلم الخولانی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے اور اُسپر قبہ بنا ہوا ہے اور ابی سلیمان الدارانی رضی اللہ عنہ کا بھی یہین مزار ہے - کہتے ہین یہانسے دو منزل مقام بقاع ہین حضرت شیث اور نوح علیہما السلام کے مزار ہین حضرت شیث علیہ السلام کی قبر کی لمبائی چالیس قامت اور حضرت نوح علیہ السلام کی تیس قامت ہی - حضرت نوح علیہ السلام کے مزار کے سامنے آپکے صاحبزادے کی بھی قبر ہے - ان سب مزارونپر عمارتین ہین اور مصارف کے واسطے بڑے بڑے وقف مقرر ہین - خدمتی اور محافظ ہمیشہ حاضر رہتے ہین -

غربی قبرستان ہین باب الجابیہ کے قریب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے - اور کہتے ہین کہ اس قبرستان کے قریب باب الصغیر کے سامنے تمام خلفائے بنی اُمیہ کی قبرین بنی ہوی تہین - مگر آجکل اس جگہ مکانات ہین اور اُنمین لوگ رہتے ہین - اس شہر کی زیارات کی کثرت احاطہ تحریر سے باہر ہے اور ہمنے صرف مشہور مقامات کے بیانپر اکتفا کیا

یہانسے دو میل قبلہ کی سمت حجاز اور دیار مصر کے راستے کے کنارے ایک

مسجد ہے جسکو مسجد الاقدام کہتے ہین ۔ اُسمین ایک چھوٹا سا مکان ہے اور اُسمین ایک پتھر پر یہ عبارت تحریر ہے ۔ " بعض صالحین نے خواب مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سُنا ہے کہ اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے ۔ "
کہتے ہین اس مقام مبارک سے کسی وقت نور جدا نہین ہوتا ۔ یہانسے قریب راستے کے کنارے ایک سرخ ریت کا ٹیلا ہے ۔ یہ ٹیلا غالیہ اور غولیہ کے درمیان مین واقع ہے ۔ یہ وہ دو مقام ہین جنکا ذکر حدیث شریف مین آیا ہے ۔ ٹیلے پر جانے کی راہ مین تو پتھر و نپر قدمونکے نشان ہین ۔ کہتے ہین یہ نشانات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدم مبارک کے ہین واللہ اعلم ۔

حالات ماہ جمادی الاولیٰ ۸۰ھ

دسوین اگست کو جمعہ کی شب مین چاند دکھائی دیا ۔

حالات شہر دمشق

اس شہر کے آٹھہ دروازے ہین مشرق کی جانب کے دروازے کو باب الشرق کہتے ہین اس دروازے پر ایک سفید مینار بنا ہوا ہے ۔ کہتے ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانسے اسی مینار پر اُترینگے اسلئے کہ حدیث شریف مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول شرقی دمشق کے سفید مینار پر وارد ہے ۔ دوسرا باب توما بھی شرق کی طرف واقع ہے ۔ اسکے بعد باب السلام ہے ۔ پھر باب الفرادیس شمال کی جانب ہے ۔ اُسکے آگے باب الفرج ہے ۔ اُسکے بعد باب النصر غرب کی سمت ہے ۔ اُسکے بعد باب الجابیہ ہے ۔ اور اُسکے بعد

باب الصغیر سمت غربی اور سمت قبلہ کے درمیان مین ہے۔
مسجد جامع شہر کے شمالی حصہ مین ہے۔ اور شہر کے چارونطرف بڑے بڑے پرانے ہین۔
شہر کی آبادی گنجان اور کوچے تنگ و تاریک ہین۔ آبادی کی صورت مستطیل واقع ہوئی ہے
شہر مسلسل تین طبقونمین آباد ہے۔ تینون طبقون مین اسقدر آدمی آباد ہین کہ تین شہر بنین بھی
شہر ہو نگے۔ مکانات اکثر خام اور خس پوش ہین۔ اسیوجہ سے یہان گرمی زیادہ ہوتی ہے
شہر کی خوبی جسقدر شہر کے باہر سے معلوم ہوتی ہے ویسی اندر نظر نہین آتی۔ داخل شہر رومیونکا
ایک کنیسا ہے اسکو کنیسائے حریم کہتے ہین رومیونمین بیت المقدس کے بعد سب معبدون سے
اس کنیسا کی عزت زیادہ ہے۔ کنیسے کی عمارت نہایت خوبصورت ہے۔ طرح طرح کی تصویرین
اس خوبی سے بنائی ہین جنکے نظارے سے آنکھونکو لطف اور ادراک کو حیرت ہوتی ہے
یہ کنیسا اہل روم کے قبضہ مین ہے اور کسیکو اُسمین مداخلت نہین ہے۔ شہر مین بہت مدرسے
اور دو شفاخانے ہین۔ ایک شفاخانہ پرانا اور ایک نیا بنا ہوا ہے۔ نیا شفاخانہ پرانے سے بڑا اور
خوش قطع ہے۔ اس شفاخانے کے مصارف کے واسطے پندرہ دینار روزانہ مقرر ہین اور اُسکے
بہت سے نگہبان ہین جنکے پاس بیمارونکے نام اور اُنکی دوا و غذا وغیرہ کے مصارف کی فہرستین
رہتی ہین۔ طبیب صبح کے وقت بیمارونکو دیکھکر اُنکے حسب حال دوا اور غذا تجویز کرکے
اُسکے موافق عمل کرنے کی محافظونکو ہدایت کر دیتے ہین۔ پرانے شفاخانے کی بھی یہی قواعد
ہین۔ لیکن جدید مین اہتمام زیادہ ہے۔ قدیمی شفاخانہ جامع مسجد کے غرب مین ہے
یہان ایک مکان دیوانون کے علاج کے واسطے بھی مقرر ہے۔ یہ لوگ زنجیرونمین بندھے

رہتے ہین۔ اُنکی باتین بڑے لطف کی ہوتی ہین۔ بعض اوقات اُنسے ظریفانہ کلام بھی صادر ہوتے
ہین۔ چنانچہ ہمنے ایک مزیدار قصہ سُنا کہ ایک معلم اس شہر مین بچونکو کلام اللہ پڑہاتا تھا۔ شہر کے
شریفونمین سے ایک خوش جمال لڑکا بھی اُسکے حلقہ درس مین داخل ہوا۔ لڑکے کا نام نصر اللہ
تھا۔ معلم کو اُس سے تعلق خاطر ہوگیا۔ رفتہ رفتہ شیفتگی اس درجہ پر پہنچی کہ معلم کو جنون ہوگیا۔ لوگون نے
اُسے پاگل خانے مین داخل کر کے مقید کرا دیا۔ جنون کے باعث اُسکا راز بھی فاش ہوا اور لڑکے
کی بھی رسوائی ہوئی۔ معلم کا باپ اُسکے دیکہنے کے واسطے پاگل خانہ مین گیا۔ اور اُس سے کہنے لگا
"جلد یہاں سے نکل اور اپنی اصلی حالت یعنی تعلیم و تعلم کی طرف متوجہ ہو" معلم نے اسکا جواب
مجنونانہ بیباکی سے اسطرح دیا۔ "میری تعلیم ختم ہو چکی اب مجھے قرآن شریف مین سوائے
اذا جاء نصر اللہ کے اور کچھ یاد کرنے کو باقی نہین رہا" اس بات پر اُسکا باپ بہت
ہنسا اور اُسکے واسطے دعائے عافیت کرنے لگا۔ بہت دنون وہ معلم اسی بلا مین مبتلا رہا۔
آخر کار مر گیا۔ اور اللہ تعالی نے اُسکے معاملے مین آسانی فرمائی۔

یہ شفاخانے اور مدرسے اہل اسلام کی حکومت کے سامان تفاخر مین داخل ہین سب سے
خوش قطع اور نفیس عمارت نورالدین کے مدرسے کی ہے۔ اس مدرسے مین اُسکی قبر ہے
یہ عمارت قصر کی طرح نہایت خوش منظر اور بارونق ہے۔ اس عمارت مین ایک نہر ہے
اور اُسمین فوارے کے ذریعہ سے پانی آتا ہے۔ فوارے کا پانی حوض مین جمع ہو کر ایک
گول کے ذریعہ سے بڑی نہر مین جو وسط مکان مین واقع ہے جاتا ہے۔ اس دلفریب منظر کو
دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے اور نورالدین کے حق مین دعائے خیر نکلتی ہے۔ مدرسہ حنفیہ

بہت سے مکان اہل تصوف کے رہنے کے واسطے بنے ہوئے ہین۔ ان مکانونکو خانقاہ کہتے ہین۔ یہ مکانات بہت خوش قطع ہین اور ہر مکان مین بڑے لطف سے پانی جاری ہے ان مکانونکے رہنے والے گویا اس ملک کے بادشاہ ہین۔ اللہ تعالیٰ نے انکے واسطے سامان معیشت مہیا کر کے عبادت کی طرف راغب فرمایا ہے۔ اور انکو رہنے کے واسطے ایسے مکانات جنکو دیکھکر قصر جنان یاد آتے ہین عطا کئے ہین۔ انہین سے وہ لوگ کیسے خوش نصیب ہین جنکو بفضل خدا سے دنیا اور آخرت دونون کی نعمتین میسر ہین۔ انکا طریق عبادت طرز معاشرت اور پابندی اوقات نہایت عمدہ اور بہتر ہے۔ انکی سماع کی مجلس بہت موثر اور مودب ہوتی ہے کبھی کبھی سماع مین ان لوگون پر رقت اور شوق کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ دنیا سے انتقال کر جاتے ہین۔ غرضکہ ان لوگونکا طریقہ نہایت پاکیزہ ہے اور انھین عشرت جاویدی کی امید ہے انکے واسطے ایک اور بلند اور خوبصورت محل شہر سے آدھے میل کے فاصلے پر ہے۔ اور اسکے متعلق ایک بہت بڑا باغ بھی ہے۔ کہتے ہین پہلے یہ مکان اور باغ کسی ترک سردار کا تفرج گاہ تھا۔ ایک روز رات کو وہ امیر اپنے مصاحبونکے ساتھ مے نوشی مین مصروف تھا۔ اسوقت ان صوفیونکا گروہ ادھر سے گذرا۔ اصحاب جلسہ نے حالت بدمستی مین انکے کپڑون پر شراب ڈالدی۔ اس امر کا استغاثہ نور الدین کے محکمہ مین پیش ہوا۔ اسنے اس خطا کے عوض اس امیر سے یہ مکان اور باغ ہبہ کرا کے صوفیونکے واسطے وقف کر دیا۔ یہ کام بڑی جوانمردی کا اسنے کیا۔ اور اسکے عوض ہمیشہ اسکو اجر عظیم ملتا رہے گا۔ اس نیک نہاد بادشاہ کے بیشمار مناقب اور فضائل ہین۔ یہ شخص صالحین اور زہاد کے گروہ مین سے تھا۔ ۵۶۹ھ مین اسنے

وفات پائی۔ اُسکے بعد ان ممالک پر سلطان صلاح الدین کا تسلط ہوا۔ اسکی اولوالعزمیا[illegible]
اور افعال خیر مشہور ہی ہین۔ سب سے بڑا کارخیر اُسکا یہ ہے کہ اُسنے حجاج کی راہوںمین محصول موقوف
کرکے اُسکے عوض اہل حجاز کے لیئے زر نقد اور غلہ مقرر کردیا۔ یہ نامبارک طریقہ مدت سے آ[illegible]
طور پر چلا آتا تھا اسد تعالی نے اس عادل بادشاہ کے ہاتھوں اس رسم کو نیست و نابود کرا دیا۔

سلطان نورالدین کے مراسم خیر مین سے ایک یہ مبارک رسم ہے کہ اُسنے غربا[illegible]
اہل مغرب کے واسطے جو جامع مسجد کے گوشہ مالکیہ مین رہتے ہین بہت سے اوقاف
مقرر کیئے ہین۔ اس وقف مین دو چکیان۔ سات باغ۔ اراضی مزروعہ۔ ایک حمام۔ اور عطار[illegible]
کی دکانین ہین۔ ابوالحسن علی بن سردال الجیانی معروف بہ اسود کی زبانی جو ان اوقاف
کا نگران ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر کوشش سے کام کیا جاے تو اس وقف کی آمدنی پانسو دینار سال[illegible]
کے قریب ہو جائے۔ اِن لوگون کی نسبت اس بادشاہ کو بہت کچھ نظر ترحم ہے۔ اسیطرح قرآن شریف
پڑہنے والونکے واسطے چند مکان وقف کر دیئے ہین جہان وہ لوگ آرام پاتے ہین۔

اس شہر مین مسافرونکے واسطے بہت سی آسائشین ہین۔ خصوصًا حفاظ کلام الٰہی کے واسطے
ہر قسم کا سامان آسائش موجود ہے۔ اِن مشرقی ممالک مین سے ہر ایک بستی مین اہل غربت
کے لیئے اسیطرح کا اہتمام ہے۔ مگر خاص کر اس شہر کو سب پر فوقیت حاصل ہے۔ جوانان مغ[illegible]
مین سے جس کسیکو جستجوے فلاح ہو۔ اُسے لازم ہے کہ تحصیل علم کے واسطے اپنے وطن
چھوڑکر اِن ممالک کا سفر اختیار کرے۔ کیونکہ یہان اُسکے مقاصد مین ہر طرح کی معاونت ہوسکتی
سب سے اہم معاونت اس کام مین فراغ معیشت ہی۔ وہ یہان باحسن الوجوہ میسر ہے۔ بس اہل

ہمت کو کوشش کرنے کا یہ عمدہ موقع ہے۔ اور اگر کوئی اسطرف توجہ نہ کرے تو کاہلی اور عاجزی کے سوا کوئی عذر پیش نہین کر سکتا ایسے شخص سے ہمکو کوئی بحث نہین ہے۔ البتہ جب صاحب ہمت اپنے وطن مین تلاش معاش علم و فضل کے حصول کو مانع ہو اُسکے واسطے ممالک مشرقی کے دروازے کھلے ہوے ہین۔ اہل اجتہاد کو لازم ہے کہ شوق سے اِن دروازونمین داخل ہون اور علائق کی گرفتاری سے پہلے فرصت اور فراغت کو غنیمت جانین تاکہ اوقات ضایع شدہ پر افسوس نہ کرنا پڑے۔ قبول کرنے والے کے واسطے یہ نصیحت ہو اور جو غور سے سُنے اُس سے یہ خطاب ہے۔ مگر توفیق اللہ تعالی کے اختیار مین ہے جسکو چاہے ہدایت فرمائے۔

اس ملک کے باشندے غربا کے اکرام اور فقرا کے ایثار مین بہت کوشش کرتے ہین خصوصًا باشندگان دیہات کا یہ حال ہے کہ ہر شخص کی مہمان نوازی دیکھکر تعجب ہوتا ہے سب سے زیادہ عجیب یہ امر ہے کہ اگر کوئی درویش اُنکے کہانے سے انکار کرتا ہے تو اپنے حال پر روتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر ہم مین کوئی خیر ہوتی تو فقیر ہمارے کھانے سے انکار نکرتا غرضکہ اس قوم کا طریقہ خیر نہایت ہی اشرف ہے۔ خصوصًا جو لوگ حج سے واپس آتے ہین اُنکے اعزاز و اکرام مین بہت ہی کوشش کرتے ہین۔ استقبال کے واسطے بہت سے لوگ جمع ہوتے ہین اور حجاج کے ہاتھ پاؤن بطور تبرک مس کرتے ہین۔ ہمنے سُنا کہ اس سال اہل دمشق مین سے جو حجاج حج سے واپس آئے اُنکے استقبال کے واسطے بہت سے مرد اور عورتین جمع ہوئین کوئی اُنسے مصافحہ کرتا تھا اور کوئی ہاتھ پاؤن چھوتا تھا۔ جو لوگ اُنمین غریب تھے اُنکے سامنے

زر نقد بھی پیش کرتے تھے۔ اور ہر قسم کی کھانے کی چیزین اُنکے واسطے لے گئے تھے بعض
عورتون کی یہ کیفیت تھی کہ حاجیونکے سامنے روٹیان پیش کرتی تہین اگر وہ اُنمین سے ایک ٹو
توڑ کر کھا لیتے تھے تو اس روٹی کو تبرکا خود کھاتی تھین۔ اور اسکے عوض مین کچھ نقدی پیش کرتی تھین
اسی قسم کا معاملہ ہمین بھی بغداد مین داخل ہونے کے وقت پیش آیا تھا۔ ایسے معاملات مصر
مین ہمنے کبھی نہین دیکھے۔ اگر ان سب امور کی تفصیل لکھی جائے تو ہمارا مقصد ناقص رہجائیگا
اسلئے تھوڑے سے بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس مختصر بیان سے بھی اصل حالات کا اند
اندازہ ہو سکتا ہے۔ ان ممالک مین اگر کوئی شخص تجرد اور تنہائی پسند کرے تو جس شہر مین
چاہے وہ ایک گوشہ اختیار کرے۔ اہل شہر اُسکی تمام ضرورتوں کا انتظام کر دیتے ہین اگر ایک
جگہ سے جی گھبرا جائے دوسرے مقام کو چلا جائے وہان بھی اسیطرح کا آرام ممکن ہے
یا جبل لبنان اور کوہ جودی پر چڑھ جائے یہان بکثرت سے تارک الدنیا اور اہل تجرد
رہتے ہین۔ انکی جماعت مین شریک ہو کر جہان جی چاہے پھرا کرے۔

یہ نئی بات ہے کہ لبنان کے نصرانی باشندے بھی اگر ایسے لوگونکو پاتے ہین تو مدارات
مین کمی نہین کرتے اور کہتے ہین کہ یہ لوگ تو خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہین اسلئے
کرنا مناسب نہین ہے لبنان پہاڑ نہایت سرسبز اور شاداب ہے۔ جابجا پانی کے
چشمے روان ہین۔ کوسون تک سایہ پھیلا ہوا ہے۔ ہر قسم کا میوہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے
اس پہاڑ مین کوئی جگہ زہاد اور اہل ریاضت سے خالی نہین ہے۔ موافقت کی یہ کیفیت ہے
کہ باوجود تخالف مذہبی نصارا مسلمانونکے ساتھ ایسا برتاؤ رہتا ہے تو پھر مسلمانونکا آپسمین کیا حال

ہوگا۔ لطف یہ ہے کہ مسلمان اور نصارا ہین اکثر مقامات پر آتش فساد مشتعل ہوتی ہے۔
اور جانبین سے معرکہ آرائی کی نوبت پہنچتی ہے لیکن ان دونون فرقونکے باہمی سلوک ہین کوئی
نقصان نہین آتا۔ ہمنے اس مہینے جمادی الاولی مین اس بات کا ثبوت اپنی آنکھ سے
مشاہدہ کیا۔ آجکل سلطان صلاح الدین نے بڑی فوج کے ساتھ قلعہ کرک پر چڑہائی کی ہے
حجاز کی راہ مین نصارا کا یہ بہت بڑا قلعہ ہے اور مسلمانونکا خشکی کا راستہ اس قلعہ کے باعث بند ہے
اس قلعہ سے بیت المقدس تک ایک منزل کا فاصلہ ہے۔ اور قلعہ کی اراضی فلسطین کا
ایک حصہ ہے۔ کوسون تک اس مین آبادی ہے۔ چارسو گاؤن کے قریب اس حصہ مین
آباد ہین۔ سلطانی فوجون نے اس قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ اور محاصرے کے طول سے اہل قلعہ
پر بڑی سختی ہوی۔ باوصف اس جدال وقتال کے مصر سے دمشق کو آنے جانے والے
قافلے برابر اہل فرانس کی عملداری سے ہوکر گذرتے ہین اور کوئی انسے تعرض نہین کرتا
اسیطرح عکہ وغیرہ کو دمشق کے مسلمانونکے قافلے جاتے ہین اور کوئی خدشہ پیش نہین آتا
نہ نصرانی تاجرونسے مسلمانون کی آبادیونمین کوئی مزاحمت ہوتی ہے۔ بلکہ نصرانیونکی عملداری
مین جو محصول مسلمانونپر مقرر ہے وہ بلا عذر ادا کرتے ہین۔ حال آنکہ یہ بڑی حقارت کی بات ہے
اسیطرح نصرانی تاجر بھی مسلمانونکا مقرری محصول برضا ورغبت ادا کرتے ہین۔ غرضکہ باوجود جنگ و
جدال دونون قومونمین اتفاق ہے۔ اہل حرب اپنی لڑائیونمین مصروف ہین اور عام رعایا انکی
امان مین داخل ہے۔ صرف ملک فاتح کے قبضہ مین آجاتا ہے۔ اسیطرح اگر مسلمانونکی عملداری
مین کبھی ماتحت رئیس پر فوجکشی کیجاتی ہے اسوقت بھی تجار اور عام رعایا سے کوئی تعرض نہین ہوتا

اس سبب سے خواہ وقت جنگ ہو یا صلح مگر ان ملکونکی رعایا ہمیشہ امن اور عافیت مین رہتی ہے
حکمرانون ہی مین مخاصمت ہوتی ہے۔ رعایا اور تاجرون پر اُسکا کوئی اثر نہین پڑتا ہے یہانکے
باشندونکی یہ عادتین بہت ہی خوب ہین

دمشق کے غرب کی جانب باب الفرج کے سامنے ایک قلعہ سلطانکے رہنے کا مقام
قلعہ مین سلطانی جامع مسجد بنی ہوئی ہے اُسمین سلطان نماز جمعہ پڑہتا ہے۔ اس قلعہ کے
قریب بیرون شہر میدان ہین اُنکے بیچ مین نہر جاری ہے۔ میدانون کی سرسبزی کی یہ حالت ہے
کہ ریشمی فرش کے دو ٹکڑے معلوم ہوتے ہین۔ دونون میدانون مین آسائش کے واسطے مکان
بنے ہوے ہین اُنکے قریب گہوڑ دوڑ کا چکر ہے۔ اسجگہ سلطان چوگان بازی اور گہوڑ دوڑ کے
واسطے آتا ہے۔ اس گہوڑ دوڑ کے چکر مین گہوڑے اس سرعت سے گردش کرتے ہین کہ
آنکھ کی گردش بھی اُنکا مقابلہ نہین کرسکتی۔ سلطانکے لڑکے ہر شب کو یہان تیراندازی چوگان
بازی اور گہوڑ دوڑ مین مصروف ہوتے ہین۔

شہر مین قریب ایک سو کے حمام ہین۔ کچہ خاص شہر مین ہین اور کچہ پڑاؤنکے پاس ہین شہر مین
جابجا چالیس مقام وضو کرنے کے واسطے بنے ہوے ہین اُنمین ہر وقت پانی جاری رہتا ہے
ان ممالک مین غربا کی آسائش کے واسطے اس شہر سے بہتر کوئی جگہ نہین ہے۔ اللہ تعالیٰ
اِسے ہمیشہ دارالاسلام رکھے شہر کے بازار ترتیب وار اور خوش قطع ہین۔ خاصکر تاجرونکے
بیٹھنے کے مقام نہایت ہی خوبصورت ہین۔ ہر ایک مکان کی وسعت ایک کاروان سرا کے
مثل ہے۔ سب مین لوہے کے دروازے ہین اور ہر ایک کے قفل اور بند شین جدا گانہ

ہین۔ باب الجابیہ سے باب شرقی تک ایک بازار ہے۔ اُسکو سوق الکبیر کہتے ہین۔ اس بازار مین ایک چھوٹا سا مکان ہے اُسکو مصلی مقرر کرلیا ہے۔ اس مکان مین قبلہ کی طرف ایک پتھر ہے۔ کہتے ہین اسجگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے اُن بتونکو توڑا تھا جو بازار مین فروخت کو لاتے تھے۔

عمر بن عبد العزیز کا مکان جو آجکل صوفیہ کی خانقاہ ہے۔ اور باب الناطفین کی دہلیز مین واقع ہے اُسکی نسبت عجیب روایت مشہور ہے کہتے ہین ایک عجمی عمر بن عبد العزیز نامی نے خرید کر اُسے بنوایا تھا اور اُسکے لیئے بہت سے اوقاف مقرر کرکے یہ وصیت کی تھی کہ مجھے اسی مکانمین دفن کرین اور ہر جمعہ کو میری قبر پر کلام آلہی کا ختم پڑہا جائے اور جو لوگ ختم مین شریک ہون اُنمین سے ہر ایک شخص کو ایک رطل میدے کی روٹیان جو مغربی تین رطل کی برابر ہوتی ہین بلا کرین یہ شخص ممالک عجم مین سے سمیساط کا رہنے والا نہایت زاہد و پارسا تھا۔ اُسکے تمول کی یہ حکایت ہے کہ ایک روز اُسنے باب الناطفین کی دہلیز مین ایک سیاہ فام شخص کو حالت مرض مین زمین پر پڑا ہوا دیکھا۔ نہ کوئی اُسکی طرف متوجہ ہوتا تھا اور نہ کوئی تیمار داری کرتا تھا اُسنے اُسکی حالت پر رحم کھاکر خالصتہ للہ اُسکی تیمارداری اپنے ذمے قبول کی۔ اور اُسکی خدمت مین راتدن مصروف رہنے لگا جب اُس مریض کا وقت موت قریب آیا اُسنے سمیساطی خادم کو بلاکر اُسکی خدمت گذاری اور مستعدی کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔ "مین خلیفہ معتضد العباسی کے خادمونمین سے ہون۔ میرا لقب ناما الدار ہے خلیفہ کی خدمت مین میرا بہت اعتبار اور مرتبہ تھا۔ ایک روز خلیفہ مجھسے کسیوجہ سے ناراض ہوا اور مین جانکے خوف سے بھاگ کر یہان چلا آیا۔ یہان مجھے بیماری نے گھیر لیا۔ آخر اس حالت کو نوبت

پہنچی۔ تونے میری خدمت مین جانفشانی کی اسلئے مین چاہتا ہون کہ اسکے عوض مین کچھ
سلوک کرون اور وہ اجر آخرت پر اور اضافہ ہو۔ مین اس امر کی وصیت کرتا ہون اور اسکے پورا کرنے
پر تجھسے عہد لیتا ہون کہ تو میری تجہیز و تکفین سے بعد بغداد جاکر زنام الدار کا مکان تلاش کرنا
اور اُس مکان کو کسی حیلے سے کرایہ لیکر اسمین مقیم ہونا۔ امید ہے کہ اللہ تعالی اس کام مین
تجھے کامیابی عطا فرمائے۔ پھر اُس مکان مین اُس مقام کو جسپر فلان علامت ہے کھودنا۔
جب اسقدر کھودے گا تو تجکو کچھ تختے نظر آئینگے۔ تختے نکے نیچے جو مال ملے اُسپر اپنا قبضہ کرنا
اور اپنے مہمات خیر مین جسطرح مناسب ہو صرف کرنا" اس وصیت کے بعد مریض نے قضا
کی اور تیماردار اپنے عہد کے موافق بغداد کو روانہ ہوا۔ اللہ تعالی نے اسکے مقصد پر اُسے
کامیاب کیا۔ وہ مکان کرایہ پر مل گیا۔ جب اُس مقام کو کھودا جسکی بابت وصیت کی تھی تو وہانسے
بے حساب دولت ملی۔ اس مال سے اسباب تجارت خرید کر دمشق کو لایا اور یہان یہ مکان
خرید کر صوفیونکے واسطے خانقاہ بنائی۔ اور اُسکے لئے زمین اور سرائین خرید کر اہل تصوف
کے نام پر وقف کین۔ اپنی قبر بھی اُسی مکان مین بنانے کی وصیت کی اور ختم کلام اللہ کی
تاکید کی۔ حاضرین ختم کے واسطے روٹیان مقرر کین۔ اس رسم خیر کے باعث غربا اور فقرا کو بہت
آسائش ہوگئی ہے۔ ہر جمعہ کو قاریونسے خانقاہ بھر جاتی ہے۔ ختم کے بعد متوفی کے واسطے
دعا کرتے ہین اور ایک رطل روٹیان لیکر چلے آتے ہین اور یہ خیر جاری اور کار ثواب اُسکے
واسطے باقی ہے۔ اللہ تعالی اُسپر رحمت فرمائے۔

اسیطرح مسجد جامع کے ختم کو ثریہ کی ایک حکایت مشہور ہے کہ ایک دولتمند نے مرتے وقت

وصیت کی کہ مجھے جامع مسجد مین دفن کرکے قبر کا نشان مٹادین اور فرش مسجد مین شامل کردین
بعد عصر جن لوگونکو قرآن شریف حفظ یاد نہین ہے۔ وہ جمع ہوکر سورۂ کوثر سے آخر قرآن شریف
تک ختم پڑہا کرین اور اس کام کے واسطے ڈیڑہ سو دینار سالانہ کے قریب وقف مقرر کرکے
ہدایت کردی کہ ہر سہ ماہی پر ختم پڑھنے والونکو چالیس دینار تقسیم ہوا کرین۔
ایسے ہی قرأت سبعہ کی نسبت بیان کرتے ہین کہ کسی بادشاہ نے اپنی قبر جامع مسجد
مین بنانے اور اُسکا نشان فرش مسجد مین ہموار کرنے کی وصیت کی تھی اور چودہ سو دینار سالانہ
کا وقف مقرر کیا تاکہ اُس سے قاریونکو وظیفہ ملا کرے اور وہ ہر روز صبح کی نماز کے بعد قرآن
شریف کا ختم کیا کرین۔ یہ لوگ ختم کے واسطے مقصورۂ قدیم کی شرقی سمت مین جمع ہوتے
ہین۔ اور قبلہ کی دیوار سے شرقی دیوار تک بیٹھتے ہین۔ کہتے ہین یہی مقام اُس بادشاہ کا
مدفن ہے۔ یہ امور خیر ابتک جاری ہین۔ اللہ تعالی اُنکے بانیونکو اجر عظیم عطا فرمائے۔
اس شہر کے واسطے یہ شرف کافی ہے کہ یہانکے باشندونکو ایسے اعمال حسنہ کی توفیق
عطا ہوتی ہے۔
جامع مسجد کے شرق مین بہت سے فقرا اور مساکین جنکا کہین ٹھکانا نہین ہے جمع ہوتے ہین
ایک تاجر نے خاص ان لوگونکے واسطے ایک وقف مقرر کردیا ہے۔ اُس سے اِن لوگونکی
دستگیری ہوتی ہے۔ غرضکہ اسی صورت سے بہت سے آثار خیر اور صدقات یہان جاری ہین
جنسے غربا اور محتاجین کو ہر طرح کی امداد پہنچتی ہے۔ اور وہ بانیان مراسم خیر کے حق مین دعا کرتے ہین
اِن لوگونکا یہ قاعدہ ہے کہ ہر سال عرفے کے دن بعد نماز عصر اپنی اپنی جامع مسجدونمین کہڑے

ہوتے ہین اور اُنکے امام ننگے سر ساعت وقوف عرفات کی برکت اور حجاج بیت الحرام کے وسیلے سے یہ دعا مانگتے ہین کہ خدا ہمکو بھی اِس مقام مقدس کی زیارت سے مشرف کرے۔ اِسی صورت سے غروب آفتاب تک دعا اور گریہ وزاری مین مصروف رہتے ہین اور اپنی محرومی پر متاسف ہوکر دعا کرتے ہین کہ خدا ہمین بھی وہان پہنچائے۔ اُمید ہے کہ اُنکا یہ فعل قبولیت سے خالی نہو گا۔

قُبّۂ رصاص کے حالات

اٹھارہوین جمادی الاولی کو پیر کے دن ہمنے جامع مسجد کی چھت پر چڑھکر قبۂ رصاصیہ کی سیر کی یہ قبہ واقعی دنیا کی عمارات عجیبہ مین سے ہے۔ اُسکے حسن و خوبی اور استحکام کا بیان احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ ہم اُسکی سیر کے واسطے چند اہل مغرب کے ہمراہ غربی دالان کے زینے سے چھت پر چڑھے۔ یہ زینہ صحن کی طرف ہے۔ پہلے یہ زینہ اذان کا مینار تھا چھت پر پہنچکر تمام چھت کو سیسے کے تختون سے پٹا ہوا پایا۔ ہر تختے کا طول چار بالشت اور عرض تین بالشت ہے شاید بعض تختے اس سے بھی کم و بیش ہون۔ قبہ کے پاس پہنچکر اوپر چڑھنے کے واسطے چھت پر سیڑھی لگی ہوی پائی۔ اُسکے ذریعہ سے اوپر چڑھے۔ قبہ کے اوپر چھہ بالشت کا چوڑا ایک مدوّر سطح بنا ہوا ہے اُسپر چڑھکر چارونطرف پھرے لیکن بلندی کے خوف سے زیادہ ٹھرنے کی جراٗت نہوی۔ ہوا کی یہ کیفیت تھی کہ اُڑائے لیے جاتی تھی۔ آخر کار ایک کھلی ہوی جالی کی طرف سے قبہ کے اندر داخل ہوئے۔ قبہ اندر سے مجوف ہے اور اُسکے چارونطرف سیسے کی جالیان لگی ہوی ہین۔ قبہ کے اندر کا منظر نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ اُسکی صناعی کی ندرت مین عقل کام نہین کرتی۔ اس قبے کے اندر ایک دوسرا قبہ بنا یا ہے۔ یہ قبہ مسجد کی محراب کے سامنے دالانو نکے

درمیان مین واقع ہے۔ اس قبہ کے گرد اور بڑے قبہ کے اندر بڑی بڑی لکڑیونسے ایک چھوٹا
سطح بنا ہوا ہے اُسپر ہم قبہ کے چارونطرف پھرے۔ قبہ کی ساخت کچھ ایسی موزون ہے کہ گویا
ایک کرہ مجوف دوسرے کرہ کے اندر رکھا ہوا ہے۔ قبہ مین چھوٹی چھوٹی محرابین کھلی ہوی ہین
جنکے ذریعے سے مسجد کا فرش نظر آتا ہے۔ اِن محرابون مین سے ہمنے مسجد کے اندر کے
آدمیونکو دیکھا تو بلندی کے باعث بچونکی برابر نظر آتے تھے۔ اس قبہ کے اوپر چارونطرف
بڑی بڑی خمیدہ لکڑیان اس صورت سے لگائے ہین کہ ہر لکڑیکا باریک سر قبہ کی چوٹی پر لکڑی کی گول
پھرکی مین مرکز کے طور پر جا ملا ہے اور ان لکڑیونکو قبہ کی کمر مین لوہے کا موٹا تار ڈالکر جکڑ دیا ہے
اور قبہ کے اندرونی سمت یعنی مسجد کی طرف کے سطح مین لکڑی سے خوبصورت خاتم بندی کی ہے
اور خاتم بندی مین ایسا خوشنا سنہری رنگ کا کام کیا ہے کہ اُسکی شعاع سے آنکھین خیرہ ہوتی ہین
اور اُسکے انتظام عقد مین عقل حیران ہوتی ہے۔ بلندی کی وجہ سے خاتم بندی کا ہر نقش بالشت
دو بالشت سے زیادہ بڑا نہین معلوم ہوتا۔ مگر ہمنے ایک اُکھڑا ہوا نقش قبہ کے اندر پڑا دیکھا۔ اُسکا
طول چھہ بالشت اور عرض چار بالشت سے کم نہوگا۔ قبہ رصاصیہ کے اوپر بھی چھوٹے قبہ کی
طرح خمیدہ لکڑیان لوہے کے تار سے جکڑی ہوی ہین۔ کل لکڑیان شمار مین اڑتالیس ہین اور ہر
لکڑی کے درمیان مین چار بالشت کا فاصلہ ہے۔ قبہ رصاصیہ کا دور اسّی قدم ہے جسکے دوسو
ساٹھ بالشت ہوتے ہین۔ اِن قبونکے نیچے کا گردنا جسکو نسر طائر کہتے ہین مجوف ہے۔
اور اُسکے نیچے کا سطح مقصورہ کی چھت ہے۔ مقصورہ مین نیچے سے اوپر تک چونے کا کام ہے
یہ سطح یا چھت چونے کی ہے اور اُسمین بہت خوبصورت لکڑی کے بیل بوٹے بنائے ہین

اور انہیں نہایت عمدہ صنعت سے ترتیب دیا ہے۔ اسکا منظر بھی عجیب ہے مقصورے کی دیوار
مین ستونکے ستون بالکل چھپے ہوے ہین۔ دیوارین ہر ایک پتھر سیکڑون من وزن کا ہے
ایسے پتھرونکا ہاتی سے بھی کھینچنا نا ممکن ہے مگر تعجب ہے کہ اس بلند پر ان پتھرونکو کیونکر پہنچایا ہے
اسد تعالی کی قدرت کا یہ بھی ایک نمونہ ہے کہ اسنے اپنے بندونکو ایسی صنعتونکی تعلیم فرمائی ہے
جو انسانی وہم و خیال سے بالکل بعید ہین۔ یہ قبے پتھر کی گول بنیاد پر موٹے موٹے سنگین پیل پایے
قائم کر کے تعمیر کیے ہین اور ہر پیل پائے کے درمیان مین روشندان بنائے ہین۔ قبہ کے
دور مین بھی چارونطرف روشندان ہین۔ یون دیکھنے مین تو ایک ہی قبہ معلوم ہوتا ہے مگر در اصل
ایک قبہ دوسرے کے جوف مین بنایا ہے اسلئے ہمنے انہین دو قبے لکھا ہے۔ اوپر کی
جانب سے صرف قبہ رصاصیہ نظر آتا ہے۔ سب سے نئی یہ بات ہے کہ ان قبونکے اندر نہ کہین
مکڑی دیکھی اور نہ کہین جالا نظر آیا۔ حالانکہ مدتسے انکی صفائی وغیرہ نہین ہوی ہے اور نہ کوئی اندر
دیکھنے کو جاتا ہے۔ اس قسم کی دوسری عمارتونمین مکڑی کے جالے کثرت سے موجود ہین
صحیح امر یہ ہے کہ اس تمام عمارت مین مکڑی اور ابابیل کا گذر نہین ہے۔ غرض اس عمارت کی شان
قیاس و وہم سے باہر ہے۔ کہتے ہین روے زمین پر اس سے زیادہ خوشنما عمارت اور اس
قبہ سے زیادہ بلند قبہ کوئی نہین ہے مگر مشہور ہے کہ بیت المقدس کا قبہ اس سے کسیقدر
بلند ہے۔ القصہ اس عمارت کا منظر۔ قطع۔ وضع اور اسکے عجائبات عمارت کی تفصیل دنیا کی
تمام موجودات سے نادر ہے۔

ان شہرون مین جنازہ اٹھانے کا بہت اچھا دستور ہے ہر جنازے کے آگے آگے قاری

دردناک اور جانگداز الحان سے پڑھتے جاتے ہین اُنکی قرأت سُننے سے آنکھون سے دریا اُمنڈتے
ہین اور دل سینون سے نکلے جاتے ہین۔ ہر جنازہ کی نماز جامع مسجد مین مقصورے کے سامنے
پڑہی جاتی ہے۔ جامع مسجد کے دروازے سے قرأت موقوف ہوجاتی ہے لیکن اگر
کسی امام یا خدام جامع مسجد کا جنازہ ہوتا ہے تو انہین اسقدر امتیاز رکھا ہے کہ مسجد کے اندر بھی نماز
کی جگہ تک قرأت ہوتی جاتی ہے۔ اور باب بریہ کی طرف غربی دالان مین مجلس تعزیت
قائم ہوتی ہے۔ آدمی فرداً فرداً آکر جمع ہوتے ہین سب کے سامنے قرآن کے پارے رکھے
جاتے ہین اور سب حاضرین قرآن شریف پڑھتے ہین۔ معززین شہر مین سے جو لوگ اس مجلس مین
شامل ہوتے جاتے ہین اُنکے آنے کے وقت نقیب اُنکے نام اور لقب جو لفظ دین
سے منسوب ہین بآواز بلند لیتے جاتے ہین مثلاً شمس الدین۔ بدرالدین۔ نجم الدین۔ زین الدین
بہاء الدین جمال الدین۔ مجد الدین۔ فخر الدین۔ شرف الدین۔ معین الدین۔ محی الدین۔
زکی الدین۔ نجیب الدین وغیرہ بیشمار القاب ہوتے ہین۔ اسیطرح کی علما کے واسطے القاب اور نعوت
مقرر ہین۔ مثلاً سید العلما۔ جمال الائمہ۔ حجۃ الاسلام۔ فخر الشریعہ۔ شرف الملۃ۔ مفتی الفریقین وغیرہ
جنکے نام کے ساتھ چاہتے ہین اسیطرح کے مشکل الفاظ کو منسوب کردیتے ہین اور انمین سے
ہر شخص اپنے اپنے مقام پر بڑے کبر و نخوت سے دامن زمین پر گھسیٹتا ہوا اور شملہ لٹکائے پھرتا ہے
غرضکہ جب پورا مجمع ہوجاتا ہے اور قرأت ختم ہوچکتی ہے تب واعظ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق باری
باری سے پند و نصیحت مین مصروف ہوتے ہین۔ دنیا کی غداری اور آخرت کی یاد پر متنبہ کرتے ہین
اور حسب موقع و محل کچھ اشعار بھی پڑھتے ہین اسکے بعد مجلس ختم ہوتی ہے میت اور اہل

سکے واسطے دعا کیجاتی ہے۔ پھر بیٹھکر اپنے طریقے کے موافق کچھ اور پڑھتے ہین اور اُسکے بعد

مجمع منتشر ہوجاتا ہے۔

یہانکے باشندونمین باہمی برتاو اور تعظیم و تکریم کا عجیب طریقہ ہے۔ جب ایک شخص دوسرے

سے ملتا ہے تو بجائے سلام علیک کے یہ الفاظ کہتا ہے۔ "آپکا خادم یا غلام خدمت مین حاضر ہے"

اس قسم کی فرضی تعظیم و تکریم سے ہر شخص کے ساتہ پیش آتے ہین۔ اگرچہ بزرگی کا انکی پاس

نام و نشان بھی نہین ہوتا ہے۔ سلام کرنے کا یہ قاعدہ ہے کہ جیسے کوئی رکوع یا سجدہ کرتا ہے

ملاقات کے وقت ایک دوسرے کی گردنین کبھی جھکتی ہین اور کبھی بلند ہوتی ہین کبھی گھٹتی ہین اور

کبھی آگے بڑہتی ہین بعض اوقات یہی کیفیت دیر تک رہتی ہے۔ ایک بیٹھتا ہے تو ایک اٹھتا ہے

اس اٹھا بیٹھی مین بعض کے عمامے بھی کھسک جاتے ہین۔ ہمنے اس طرز ملاقات کو عورتونکی

ملاقات کے موافق پایا۔ اور طرز گفتگو کو لونڈیون کی عاجزی اور فروتنی کی مثل دیکھا۔

ان لوگونپر افسوس ہے کہ اپنی طرز وروش کو کوّے کی چال کی طرح بھلا دیا ہے اور اپنی ذات

کو ایسی ذلت مین ڈالکر اپنے باپ دادا کے نامونکو بٹا لگایا ہے۔ ذمیونکا سا ذلیل طریقہ

اختیار کیا ہے جسکی ممانعت شرع شریف مین موجود ہے۔ غرضکہ اس قوم کی طرز باطل عجیب

ڈھنگ کی ہے۔ جب آپس کے برتاو کا یہ حال ہے تو اپنے سلاطین سے کسطرح کا برتاو

اور انسے کسطور پر خطاب کرتے ہونگے۔ گویا انکے نزدیک رئیس و رعایا سب برابر ہین اور

انکے سامنے سر اور دُم مین کوئی تمیز نہین ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا جس شخص کو دیکھو دونون ہاتہ پسِ پشت

رکھے ہوئے نخوت کے ساتہ چلا جاتا ہے۔ اور اسی مغرورانہ حالتمین سلام کے واسطے بھی

جھک جاتے ہین انکے نزدیک خصوصیت اور شرافت کی یہی روش ہے مگر دیکھنے مین
تو یہی معلوم ہوتا ہے گویا مسکین جکڑی ہوی ہین انکو گمان ہے کہ اس طرز و رفتار مین جسم کو
آسائش اور اعضا کو راحت ہوتی ہے۔ معززین قوم کی یہ حالت ہے کہ انکے بالشت
بالشت بھر دامن زمین پر گھسٹتے جاتے ہین اور پس پشت دونون ہاتھ باہم منعقد ہوتے ہین
اسد تعالی اس وبال سے محفوظ رکھے لیکن مصافحہ کی رسم ان لوگون مین بہت عمدہ ہے جس سے
انکے ایمان کی تجدید اور بد اعمالی کا کفارہ ہو جاتا ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے مصافحہ کی فضائل
ثابت ہین۔ اور یہ لوگ ہر نماز کے بعد آپسمین مصافحہ کرتے ہین خصوصاً نماز صبح اور عصر کے بعد
دعا سے فارغ ہوتے ہی مصافحہ کے واسطے امام کے گرد جمع ہوتے ہین اور باہم بھی اپنے
قریب کے آدمیونسے مصافحہ کرتے جاتے ہین اسیطرح ہر مہینے مین چاند دیکھنے کے بعد
باہم مصافحہ کرتے ہین۔ مبارکباد اور دعائین دیتے ہین ان لوگون مین البتہ یہ رسم محبت
اور اخلاص کی ہے اسد تعالے اس اخلاص کی انہین جزا عطا کرے۔

ان ممالک کے سلطان **صلاح الدین** ابی المظفر بن ایوب کی حسن سیرت۔ اعمال خیر اور عزم جہاد کے
حالات اس کتاب مین پہلے بھی بیان ہو چکے ہین۔ اسد تعالے نے مسلمانونکے واسطے اسے
سبب رحمت اور کرامت بنایا ہے اسلیئے کہ اس شہر کے آگے اہل اسلام کی کوئی آبادی نہین ہے
اور **شام** کا بہت سا حصہ فرانسیسیونکے قبضے مین ہے اس بادشاہ کو رات دن سوائے جہاد
کفار اور ترقی اسلام کے اور کوئی کام نہین ہے۔ اسکی کوئی ساعت راحت سے بسر نہین ہوتی۔
اسکا اکثر وقت گھوڑے کی پیٹھہ ہی پر گذرتا ہے۔ ہمین اس شہر مین داخل ہوے دو مہینے ہوے

جب سے اُسنے قلعہ کرک پر چڑہائی کی ہے اور ابتک اُسکو محاصرہ کیئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالے اُسے فتحیاب کرے۔ علماے شہر کی ایک مجلس مین ہمارے سامنے بزرگان شہر مین سے ایک عالم نے جو اس بادشاہ کے حاضرین بارگاہ مین سے ہے اُسکے مناقب مین سے یہ تین باتین بیان کین کہ ایک بار بادشاہ نے کسی مجرم کی خطا معاف کرکے یہ الفاظ کہے۔ "مجھے خطا مین عفو کرنا عقوبت کی راستی سے بہتر معلوم ہوتا ہے"۔ یہ عادت گویا خصائل احنفی[1] مین سے ہے۔ ایک مرتبہ اُسکے سامنے اصحاب کرم کی تعریف مین کچھ اشعار پڑھے گئے اور سلاطین جواد کا ذکر بسبیل حکایت ہونے لگا اُسوقت اُسنے کہا۔ "اگر مین اہل حاجت کو تمام دنیا دے سکون تب بھی کافی نہ جانون اور اگر صاحب سوال کو اپنا کل خزانہ بخشدون تب بھی اُسکے سوال کی ندامت کے معاوضہ سے کم سمجھون"۔ یہ ہمت بالکل خصائل رشیدی[2] اور جعفری[3] کی نظیر ہے۔ ایک روز اُسکے سامنے کسی معزز غلام نے ایک ساربان کی شکایت کی۔ اُس ساربان نے یا تو کوئی عیب دار اونٹ اُسکے ہاتہ فروخت کیا تھا یا اُسکے اونٹ کو عیب لگا کر پھیر دیا تھا۔ سلطان نے اُس غلام سے کہا "عنقریب مین تیرے اور سب مسلمانونکے واسطے قاضی مقرر کرونگا جو شرع شریف کے موافق احکام جاری کرے۔ حکم شرع سب خاص و عام کے واسطے یکسان ہے اور اُسکے امر و نہی کی تعمیل واجب ہے مین شرع کا غلام اور اُسکے محکمہ کا پیادہ ہون۔ وہ قاضی تیرے مخالف یا موافق جو کچھ

---

[1] حضرت احنف بن قیس مشہور تابعی ہین اور اُنکا حلم ضرب المثل ہے۔
[2] ہارون الرشید خلیفہ بغداد۔
[3] جعفر برمکی۔

فیصلہ کریگا اُسکی تعمیل واجب ہوگی" یہ سراسر عدل عمری ہے۔ یہ چند کلمے اُسکے افتخار و اعتبار کے واسطے کافی ہین۔ اللہ تعالیٰ اُسکی بقاے دولت کے ساتھ اسلام اور اہل اسلام کو نفع پہنچائے۔

حالات جمادی الآخر سنہ ۵۸۰ھ

نوین ستمبر کو اتوار کی شب مین چاند دیکھا۔ ہم ہنوز دمشق مین مقیم ہین اور عکہ کے سفر کا بندوبست کر رہے ہین۔ دریائی سفر کے واسطے نصرانی تاجرونسے اُنکی کشتیونپر سوار ہونے کی گفتگو ہو رہی ہے۔ یہ کشتیان آجکل فصل خریف کے سفر کے واسطے تیار ہین اور وہ لوگ اس فصل کو صلیبیہ کہتے ہین۔

دمشق سے روانگی

پانچوین جمادی الآخر کو (۱۳ ستمبر) جمعرات کے دن ہم ایک بڑے قافلہ کے ساتھ دمشق سے عکہ کی جانب روانہ ہوے۔ اس زمانہ مین کہ سلطان صلاح الدین قلعہ کرک کو محاصرہ کیے ہوے ہے مسلمانونکے قافلے نصرانیون کی آبادیونمین جاتے ہین اور فرانسیسیونکے قیدی مسلمانونکے شہرونمین آتے جاتے ہین اور یہ بات سیاست کا ایک خاص نمونہ ہے۔

اس محاصرے کے زمانہ مین اہل فرانس کے بہت سے گروہ چارو نطرفسے جمع ہوے اور یہ ارادہ کیا کہ اہل اسلام کے لشکر سے آگے بڑھکر دیار کی جانب قبضہ کرلین اور مسلمانونکی آبادیونکی طرفسے رسد کا راستہ بند کردین۔ اس ارادہ کو پختہ کرکے قلعہ سے نکل کر براہ جنگلون مین ہوتے ہوئے مسلمانونکے لشکر سے آگے بڑھ گئے۔ اس راہ مین اُنکی بہت مویشی

تباہ ہوی۔ پھر وہانسے قلعہ کرک کلرخ کیا۔ اور دریا کی جانب قبضہ کرکے بلاد اسلام کے راستے بند کردئے۔ اب مسلمانونکو بجز صحرائی راستہ کے جو قلعہ کی دوسری جانب ہے کوئی اور سفر نتہا۔ صلاح الدین نے چندروز انکے ممالک مین بسر کئے اور وقت فرصت کا منتظر تہا جب موقع ملا ایک راستے سے ہوکر نابلوس (نابلس) پر چڑہائی کی وہان مسلمانونکو فتح نصیب ہوئی اور سب باشندگانکو قید کرلیا اس شہر کے متعلق جسقدر علاقے اور قلعے تھے کل مسلمانوں کے قبضہ مین آگئے اور اسقدر مال۔ گھوڑے مویشی۔ اسباب اور نقدی وغیرہ غنیمت مین ملا جسکا حساب تحریر سے باہر ہے۔ اسکے علاوہ بیشمار اور بے تعداد قیدی ہاتہ آئے۔ انمین بہت سے یہود سمرہ نامی فرقہ کے جو سامری سے منسوب ہے قید ہوے اور بہت جلد قتل کردئے گئے۔ اس بادشاہ کی یہ عادت ہے کہ اہل اسلام کو جسقدر مال غنیمت ملتا ہے سب انہین کو معاف کردیتا ہے اسلئے اہل فوج نے اسقدر مال واسباب جمع کیا کہ ہر ایک شخص متمول ہوگیا اور بہت سے مسلمان قیدی کفار کے ہاتھونسے رہا کرائے۔ پھر ممالک فرانس اہا آبوا کی راہ سے لشکر اسلام نصرت اور فتح کے ساتہ واپس آیا۔ یہ لڑائی ایسی شان کی تھی جسکی مثال کبھی نہین سنی گئی۔ اس جنگ سے واپس آتے ہوئے لوگ ہمین راہ مین ملے انکے ساتہ سامان غنیمت مویشی وغیرہ بکثرت تھا اور قیدیونکی تو کچھ انتہا نتھی۔ ہفتہ کے روز ہماری روانگی کے بعد سلطان دمشق مین داخل ہوا کہتے ہین سلطان کا مصمم ارادہ عنقریب لشکر جمع کرکے قلعہ کرک پر دوبارہ چڑہائی کا ہے اللہ تعالے اب کی بار اسے فتحیاب کرے۔

قصہ کوتاہ ہمارا قافلہ دمشق سے روانہ ہوکر جمعہ کی شب مین داریہ مین رہا۔ یہ جگہ دمشق سے

تین میل کے قریب ہے یہانسے صبح کو چلکر بیت جن مین پہنچے یہ جگہ پہاڑونکے درمیان
مین واقع ہے۔ اس مقام سے ہفتہ کی صبح کو شہر بانیاس کی جانب قافلہ کا رخ ہوا۔ راہ مین ایک
بہت بڑا اور موٹی جڑ کا بلوط کا درخت ملا اس درخت کو شجرۃ المیزان کہتے ہین۔ اسکی کیفیت
بھی عجیب وغریب ہے کہتے ہین یہ درخت لوٹیرونکے واسطے ایک حد معین ہے اگر کوئی
شخص اُنہین اس درخت سے بلاد اسلامیہ کی طرف ایک بالشت بھی آگے ملتا ہے تو اُسکو
لوٹتے اور قید کر لیتے ہین اور اگر فرانس کی عملداری کی طرف ملتا ہے تو راہ چھوڑ دیتے
ہین اور ہر طرحکی امن دیتے ہین۔ اس قوم کا یہ ایک عجیب معاہدہ ہے جسکے ایفا مین وہ دریغ
نہین کرتے۔

حالات شہر بانیاس

بلاد اسلام مین یہ شہر کفار کی سرحد پر واقع ہے۔ ایک چھوٹی سی بستی ہے اور اُسمین قلعہ
بھی ہے قلعہ کی چار دیواری کے گرد نہر جاری ہے۔ یہی نہر شہر کے دروازے مین ہوکر
آبادی کے اندر گئی ہے اور اُسکا پانی ایک پن چکی کے نیچے جا گرتا ہے۔ پچھلے یہ شہر
فرانس کے قبضہ مین تھا۔ نورالدین نے اُنسے چھین لیا۔ اس شہر کے متعلق قلعہ ہونین کی
جو فرانسیسیونکے قبضہ مین ہے عمدہ زراعت ہوتی ہے۔ یہانسے اس قلعہ کا فاصلہ نو میل کے
قریب ہے اور اس قطعہ کو حد المقاسمہ کہتے ہین زراعت کے انتظام پر اہل اسلام اور
نصارا دونون کی جانب سے عامل مقرر ہین فصل کی تیاری کے وقت دونون فریق آپسمین
آدھا آدھا غلہ بانٹ لیتے ہین اور چین و تردد کے واسطے دونون کی مویشی مخلوط ہین مگر دونون

فرقے مین کبھی نزاع نہین ہوتی -
یہان سے سہ پہر کے وقت ہمارے قافلے کا کوچ ہوا - شب کو موضع مسیہ مین فرانس کے
قلعے کے قریب قیام کیا - صبح کو اتوار کے روز یہان سے روانہ ہوئے راہ مین قلعہ ہونین اور
تبنین کے درمیان ایک میدان مین آس (رمد) کے درختونکی جہاڑی ملی - اس جہاڑی
مین خندق کی طرح حلقے گھرے گھرے غار ہین اور کنارے آسمان سے باتین کرتے ہین
اگر ان غارون مین ایک لشکر چھپ رہے تو پتا نہ چلے - اس جہاڑی کا نام اسطیل ہے
اس جنگل کے راہگیر کو اگر کوئی گھیر لے تو کسی طرف کو مجال گریز نہین ہے - ان غارون مین
اُترنے چڑھنے سے پہاڑونکے اُتار چڑہاؤ کا مزا آتا ہے - اس مین کی ہئیت دیکھکر بہت
تعجب ہوتا ہے - اس جنگل کو طے کر کے قلعہ تبنین مین پہنچے - فرانسیسیونکے قلعونمین یہ بڑا
قلعہ ہے - یہان قافلے والون سے محصول لیا جاتا ہے - اس بستی کی حاکمہ کو ملکہ کہتے ہین
یہ ملکہ والی عکہ کی مان ہے - شب کو ہمارا قافلہ اس قلعہ کے نیچے مقیم رہا - اکثر لوگون سے
محصول لیا گیا - ہر شخص سے ایک دینار صوریہ اور ایک قیراط محصول وصول کیا - تاجرون سے
کوئی مواخذہ نہوا اسلئے کہ دار الحکومت کو جانیوالے ہین اُنسے وہان محصول لیا جائیگا - وہانکا
محصول ایک قیراط ہے اور چوبیس قیراط کا ایک دینار ہوتا ہے - اس جگہ جن لوگون سے محصول لیا گیا
وہ اکثر اہل مغرب ہین ان لوگون پر زیادہ محصول مقرر ہونے کی خاص وجہ ہے - کہتے ہین سلطان
نور الدین کے ساتھ مغرب کے بہادرونکی ایک جماعت فرانسیسیونکے ایک قلعہ پر لڑی تھی اور وہان سے
انہین بہت مال غنیمت ملا تھا - اس عناد کی وجہ سے اہل فرانس نے انپر زیادہ محصول مقرر کر دیا ہے

ورنہ یہ لوگ اُن بستیونمین برابر آتے جاتے تھے اور کسی قسم کا تعرض نہین ہوتا تھا۔ اہل عرب کو اس نسبت کے ساتھ ایک دینار ادا کرنا کچھ بھی ناگوار نہین ہے جو اُنکے دشمنونکی ذلت و خواری پر شاہد ہے۔ بلکہ اسکی وجہ سے اُنکا ذکر خیر باقی ہے۔

پھر کی صبح کو مقام تبنین سے ہمارا قافلہ روانہ ہوا۔ راہ مین زراعت اور آبادیان قریب قریب ملتی ہین۔ ان بستیونکے باشندے بالکل مسلمان ہین۔ یہ لوگ اہل فرانس کے ساتھ معاشرت مین خوش ہین۔ اللہ تعالےٰ اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ غلہ کی تیاری کے وقت نصف فرانسیسیونکو دیدیتے ہین اور ہر شخص پر ایک دینار اور پانچ قیراط محصول مقرر ہے اسیطرح میوہ جات پر بھی تھوڑا سا محصول معین ہے اپنے اپنے مکانات پر خود قابض ہین اسکے سوا اُنکے معاملات مین اور کسیطرح کا تعرض نہین کیا جاتا ہے۔ شام کے ساحل پر جسقدر آبادیان ہین اُن سب کا یہی حال ہے۔ تمام دیہات مسلمانونسے آباد ہین اور وہ اپنی معاشرت مین خوشحال ہین یہ فتنہ لوگونکے دلونمین فساد پیدا کرتا ہے جب دوسرے مسلمان اپنے بھائیونکو اہل فرانس کی اطاعت اور ملازمت مین آسودہ حال دیکھتے ہین تو اپنے اسلامی حاکمون کی شکایت اور اپنے دشمنون کے فضائل کی تعریف کرتے ہین اور اُنکے عدل و انصاف سے خوش ہوتے ہین۔ اہل اسلام کے واسطے یہ سخت مصیبت اور وبال ہے۔ اسکی اصلاح اللہ تعالےٰ کے ہاتھ ہے اور اُسکا یہ حکم ہماری تسلی کے واسطے کافی ہے ان ھی الا فتنتك تضل بھا من تشاء وتھدی من تشاء (یہ سب تیرے کرشمے ہین۔ اِن کرشمونسے جسکو تو چاہے گمراہ کرے اور جسکو چاہے ہدایت دے (سورۂ اعراف آیت ۱۵۵)

آج ہمارے قافلے نے عکہ کے مضافات مین سے ایک جگہ قیام کیا۔ یہانسے عکہ تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہانکا عامل فرانس کی طرفسے ایک مسلمان ہے اُسنے تمام قافلہ کی دعوت کی سب کو اپنے مکان پر لیجا کر طرح طرح کے کھانے کہلائے۔ اور تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ ہم بھی اس دعوت مین شریک تھے۔ رات کو اسی مقام پر رہے صبح کو منگل کے دن دسوین تاریخ (۱۸ ستمبر) یہانسے روانہ ہو کر عکہ مین پہنچے سب قافلے کے آدمی ایک جگہ اہل دفتر کے سامنے پیش کئے گئے۔ یہ مقام بطور سرائے کے قافلونکی فرودگاہ ہے اُسکے دروازے کے سامنے چبوترون پر فرش کئے ہوئے محرر بیٹھے تھے اُنکی آبنوسی دواتین اور اُنپر خوبصورت نقش و نگار تھے۔ محرر گو نصرانی ہین مگر تحریر و تقریر عربی زبان مین کرتے ہین ان محررونکا سردار مالک دیوانصاحب کے لفظ سے ملقب ہے اہل لشکر کے سواکل مغربین کا یہی لقب ہوتا ہے۔ اہل قافلہ سے جو کچھ وصول ہوتا ہے وہ صاحب دیوانکے پاس جمع ہوتا ہے اس شخص سے مالی ضمانت معقول تعداد کی لیجاتی ہے۔ تاجرونکا سامان اس سرائے کے مکانون مین رکھا گیا۔ اور ہر ایک شخص کو بُلا کر تحقیقات کی گئی کہ شاید مال وغیرہ چھپا نہ لیا ہو پھر اُنکو اجازت ہو گئی کہ جہان چاہین قیام کرین۔ مگر یہ سب باتین نرمی اور محبت سے ہوئین سختی اور رعونت کی کوئی بات نہین کی گئی۔ ہمنے دریا کے سامنے ایک مکان نصرانی عورت سے کرایہ لیکر قیام کیا۔

حالات شہر عکہ

فرانسیسیونکے مقبوضات شام کا یہ شہر دارالحکومت ہے اور کشتیونکی لنگرگاہ ہے مسلمان

اور نصرانی تاجرونکے ملنے کا مقام اور ہر طرف کو روانہ ہونے والے جہازونکا بندر ہے
عظمت و شان مین قسطنطنیہ کا مشابہ ہے۔ کوچہ و بازار آدمیو ونسے بھرے نظر آتے ہین
آدمیونکی کثرت سے پاؤن رکھنے کو جگہ نہین ملتی۔ چارونطرف کفر و طغیان کی شدت ہے
صلیب اور خنازیر کے سوا کچھ نظر نہین آتا۔ غلاظت اور بدبو کی یہ کثرت ہے گویا تمام شہر
گندگی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ شہر پہلے اہل اسلام کے قبضہ مین تھا۔ مگر چھٹی صدی (ہجری)
کے عشرہ اول مین حکومت اسلامی سے نکل گیا۔ تمام مسجدین گرجا اور خانقاہین ناقوس نوازونکا
مسکن بنگئین البتہ جامع مسجد مین تھوڑی سی جگہ مسلمانونکے قبضہ مین ہنوز باقی ہے۔ اسی مین
چھوٹی سی مسجد بنالی ہے اور کچھ غریب لوگ نماز کے واسطے جمع ہو جاتے ہین۔ اس مسجد
کی محراب کے پاس حضرت صالح علیہ السلام کی قبر مبارک ہے۔ اسی تربت پاک کی
برکت سے اللہ تعالے نے اس مین کو اہل ضلالت کے تصرف سے محفوظ رکھا ہے۔ اس
آبادی کے شرق کی جانب ایک چشمہ ہے جسکو عین البقر کہتے ہین۔ یہ وہ چشمہ ہے جسمین سے
اللہ تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام کے واسطے بیل نکالا تھا۔ چشمہ مین اُترنے کے واسطے چوڑی
چوڑی سیڑھیان ہین۔ یہان ایک مسجد بھی تھی مگر اب صرف اُسکی محراب باقی ہے اور وہ مسلمانونکے
قبضہ مین ہے۔ اہل فرانس نے اُسکے شرق مین ایک اور محراب اپنے واسطے بنائی ہے۔
اسجگہ اہل اسلام اور اہل کفر دونون جمع ہوتے ہین۔ چشمہ تو نصرانیونکی حفاظت اور نگہبانی مین ہے
مگر صرف یہ محراب اللہ تعالی نے مسلمانونکے قبضہ مین باقی رکھی ہے۔ یہان ہمنے دو روز
قیام کیا۔ یہانسے بارہوین تاریخ (۲۰ ستمبر) جمعرات کے روز خشکی کی راہ سے صور کی جانب

روانہ ہوے۔ راہ مین الزیب نامی ایک بڑا قلعہ ملا اس قلعہ کے متعلق بہت سے گاؤن او
آباد بستیان ہین اسکے بعد اسکندرونہ مین ہوتے ہوے شام کے وقت صور
پہنچے۔ عکہ سے یہانتک تیس میل کا فاصلہ ہے ہمنے سُنا تہا کہ یہانسے ایک جہاز جہ
کو جانیوالا تیار ہے اُسپر سوار ہونے کے قصد سے یہان آئے اور ایک سرائے مین جو
مسلمانونکے واسطے مخصوص ہے مقیم ہوئے۔

حالات شہر صور

استحکام اور استواری مین یہ شہر ضرب المثل ہے۔ دشمن کی فتحیابی محالات سے ہے۔
اہل فرانس نے اسکو اپنی جائے پناہ مقرر کیا ہے۔ حوادثات زمانے سے امن ہو
مقام ہے۔ بہ نسبت عکہ کے کوچہ و بازار صاف اور ستھرے اور مکانات وسیع اور کشادہ
ہین۔ باشندگان شہر بہی کفر و طغیان ہین اہل عکہ کی نسبت نرم ہین مسلمانونکے سات
اچہا برتاؤ کرتے ہین چونکہ عکہ کے کافر مسلمانونکے حق مین سخت اور شدید ہین اسلئے
یہانکے اہل اسلام بہ نسبت عکہ کے خوش حال اور مطمئن ہین۔ اس شہر کا استحکام عجیب ترکیب
پر واقع ہوا ہے۔ آبادی کے تین طرف دریا اور ایک سمت خشکی ہے۔ شہر مین داخل ہونے
کے واسطے دو دروازے ہین ایک خشکی کی طرف اور دوسرا دریا کی طرف خشکی کے جانب
کے دروازے مین داخل ہونے کے وقت تین یا چار دروازے طے کرنا پڑتے ہین
اور ہر دروازے کے سامنے ایک ایک مستحکم دیوار بطور گہونگٹ کے بنی ہوی ہے
دریا کی طرف کے دروازے مین دو مضبوط برج ہین جنکے درمیان مین سے ہوکر اندر جانے کی

راہ سے ۔ بیچ بندرگاہ کی طرف ہین اور اُنکے بیچ مین ایک مستحکم زنجیر پڑی رہتی ہے جس سے
جہاز کی آمد و رفت بند ہوتی ہے شہر کے تین طرف پختہ دیوار ہے اور دریا کی جانب
کی دیوار ڈاٹ لگا کر پانی کے سطح سے اونچی بنادی ہے ۔ دیوار کے نیچے سے جہاز
اندر داخل ہوتے ہین اور حصار کے اندر لنگرگاہ ہے ۔ اس دروازے پر نگہبان اور امین
مقرر ہین ۔ بغیر اُنکی اجازت کے کوئی جہاز نہ داخل ہو سکتا ہے اور نہ نکل سکتا ہے ۔ جب وہ
اجازت دیتے ہین زنجیر علیحدہ کر لیجاتی ہے اور جہاز کے گذرنے کے بعد پھر بدستور
ڈالدیتے ہین ۔ ممکن ہی نہین کہ بغیر زنجیر علیحدہ کئے ہوئے کوئی جہاز نکلجائے ۔
غرضکہ اس بندرگاہ کی قطع وضع عجیب و غریب ہے ۔ اگرچہ عکہ کی بندرگاہ بھی اسی صورت
پر بنی ہوی ہے ۔ مگر اُسمین بڑی کشتیان داخل نہین ہو سکتین صرف چھوٹی کشتیان اندر
جاتی ہین اور بڑی باہر کھڑی ہوتی ہین ۔ یہ بندر اُس سے خوبصورت ۔ خوش قطع اور کامل صنعت سے
بنایا ہے ۔ یہان ہمنے گیارہ روز قیام کیا ۔ جمعرات کے روز یہان پہنچے اور اتوار کے
دن بائیسوین تاریخ کو (۱۶ ستمبر) یہان سے روانہ ہوئے ۔ جس جہاز پر ہمارا سوار ہونے کا
ارادہ تھا اُسمین جگہ باقی نہ رہی اسلئے واپسی کا قصد کیا ۔ چلتے وقت بندرگاہ کے قریب
ہمنے ایک برات کے تکلفات دیکھے جنکا بیان لطف سے خالی نہین ہے ۔ اس برات
کے دن تمام نصرانی زن و مرد دُلہن کے گھر جمع ہوئے اور سامان کی کشتیان اُسکے
دروازے کے آگے آراستہ کین ۔ ہر قسم کے باجے اور آلات لہو و لعب بجتے رہے
اس عرصہ مین دُلہن بڑے ناز و انداز کے ساتھ باہر آئی ۔ اُسکے عزیزونمین سے داہنے اور

بائین دو آدمی اُسکو تھامے تھے۔ لباس نہایت قیمتی اور زرنگار تھا۔ اُنکے رسم کے موافق لباس کے دامن بہت دراز تھے اور ہر طرف سے زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ بھاری زرکار کمربند کے گرد زرین جالیدار حاشیہ تھا۔ اسیطرح گردن بند بھی زری سے پر تھا۔ دُلہن لباس اور زیور سے آراستہ بڑے ناز اور تبختر سے قدم اُٹھاتی تھی۔ آہستہ خرامی مین مست کبوتر یا ابر گرانبار کے انداز معلوم ہوتے تھے۔ آگے آگے اکابران نصاریٰ کی جماعت تھی۔ پیچھے پیچھے عزیز و قریب عورتونکا ہجوم تہا۔ اُنکے لباس بھی خوبصورت اور دراز دامن تھے۔ سب کے دامن پیچھے سے زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ عورتین اپنے لباس اور زیور کے غرور مین بڑی تمکنت اور نزاکت سے قدم اُٹھاتی تھین۔ اس مجمع کے آگے ہر قسم کے آلات لہو و لعب اور باجے بجتے جاتے تھے۔ تماشائی نصاریٰ اور مسلمان راستہ کے دونون طرف صفین باندھے کھڑے تھے۔ اور اس خرافات کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ اور کسیکو یہ امر عجیب اور مکروہ نہین معلوم ہوتا تھا۔ ہمین بھی اتفاق سے یہ تماشا دیکھنا پڑا۔ اللہ تعالےٰ اس منظر کے فساد سے محفوظ رکھے۔ غرضکہ یہ مجمع دولہ کے مکان پر پہنچا اور وہان اُن سب کی مہمانی ہوی۔ یہ تماشا دیکھکر ہم دریا کی راہ سے عکہ کو واپس آئے۔ پیر کی صبح کو عکہ مین واخل ہوئے۔ یہان ایک جہاز جزیرہ صقلیہ کے مقام مسینہ کو جانیوالا ملا۔ اُسمین سوار ہونے کے واسطے ہمنے کرایہ ادا کیا۔ اللہ تعالےٰ اس سفر مین آسانی اور عافیت عطا فرمائے۔ اگر کوئی شخص باوجود وسعت بلاد اسلام اس کفرستان کو اپنا رہگذر بنائے تو اللہ تعالےٰ کے سامنے وہ کوئی عذر پیش نہین کرسکتا۔ اِن بستیونکی فضیحت اور خرابی دیکھکر

طبیعت پریشان ہوتی ہے۔ سب سے اہم یہ امر ہے کہ یہاں انکے عوام کی زبانی مقدس اور مطہر اصحاب کے ذکر بیحرمتی کے ساتھ سُنتے ہیں آتے ہیں۔ دوسرے مسلمان قیدیوں کو پابجولان محنت و مشقت میں مبتلا دیکھنا پڑتا ہے۔ اسیطرح مسلمان عورتیں بازاروں میں مقید پھرتی ہیں اور بجائے خلخال کے پاؤں میں لوہے کی زنجیریں ہوتی ہیں۔ انکی اس حالت کو دیکھکر دل پھٹتا ہے مگر کسی طرح کی غمخواری کی قدرت نہیں ہوتی۔ تیسرے خود اپنی حالت اُس قوم کے سامنے بڑی ذلت اور خواری کی ہوتی ہے چوتھے ہر قسم کے محرمات اور نجاستوں سے پالا پڑتا ہے اور خنازیر کے ساتھ صحبت ہوتی ہے۔ اللہ تعالے اس لغزش کو جو ہمسے ناواقفی میں سرزد ہوئی ہے معاف فرمائے۔ ہمسے سوائے ندامت اور پشیمانی کے اسکا کوئی تدارک نہیں ہوسکتا۔ وہی ہمارے سب امور کا معین اور کفیل ہے

شہر صور کے قیام کے زمانے میں ہم ایک مسجد میں اکثر اُٹھا بیٹھا کرتے تھے۔ یہ مسجد اور چند اور مسجدیں ہنوز مسلمانوں کے قبضہ میں باقی ہیں۔ اس مسجد میں ہمنے ایک شریف مسلمان کی زبانی سنا کہ یہ شہر ۵۱۸ھ میں فرانس کے قبضہ میں آیا ہے اور اس سے پہلے عکہ ۵۱۲ھ میں مسلمانوں کے قبضہ سے نکل چکا تھا شہر صور بڑے سخت محاصرے کے بعد فتح ہوا بھوک پیاس سے جب لوگ مرنے لگے اور مسلمانوں پر نہایت نازک وقت آگیا تو اکثر کی شدتِ غیرت کی وجہ سے یہ رائے ہوئی کہ اپنے اہل و عیال کو جامع مسجد میں جمع کرکے قتل کردیں تاکہ دشمن کے تصرف میں نہ آئیں اور پھر باہر نکلکر دشمن کی فوج پر حملہ کرکے لڑتے لڑتے مرجائیں۔ مگر اس ارادہ سے علما اور اہل تقوے نے باز رکھا۔ آخر یہ رائے قرار پائی

کہ شہر دشمن کے حوالے کردین اور خود مع اہل و عیال مسلمانونکی آبادیون مین چلے جائین تا
چنانچہ صلح کے بعد شہر خالی کر کے جلاوطنی اختیار کی۔ مگر جن لوگونکو حب الوطنی نے ترک
وطن کی اجازت نہ دی وہ واپس آے اور اُس کے بعد اُنکے ساتھ معاہدے کی شرطین
تجویز ہو کر لکھی گئین مشیت آلہی سب پر غالب ہے جو اُسے منظور ہوتا ہے اپنی مخلوق پر
جاری فرماتا ہے۔

فرانس کے قیدیونمین مغرب کے لوگ بہت ہین۔ چونکہ وہ اپنے ملک سے بہت دور
ہین اسلئے اُنکی رہائی کا معاون سواے خداے کریم کے اور کون ہے؟ اللہ تعالے
نے اپنے کرم سے یہ سامان کر دیا ہے کہ اس نواح کے مسلمانونمین سے جب کوئی
شخص کسی کار خیر کے واسطے کچھ مال علحیدہ کرتا ہے تو مغرب کے قیدیونکی رہائی کے
واسطے بھی ضرور وصیت کرتا ہے۔ اس ملک کے حکام۔ امرا۔ اور خواتین صاحب دولت
اس کام مین بہت کچھ صرف کرتے ہین۔ ایک مرتبہ نورالدین کسی مرض سے علیل ہوا۔
اُسنے اس کار خیر کے واسطے بارہ ہزار دینار کی نذر مانی صحت کے بعد یہ رقم مغربی
قیدیونکے فدیہ مین فرانسیسیونکو بھیجدی گئی۔ وہانسے جو قیدی رہا ہو کر آئے اُنمین
کچھ لوگ حماۃ کے رہنے والے تھے۔ حماۃ خاص نورالدین کی عملداری مین ہے اُسنے
اہل حماۃ کو واپس کر دیا اور کہلا بھیجا۔ "اُنکے بدلے مین بھی مغربی بھیجے جائین اسلئے
کہ اُنکے عزیز قریب اور ہمسائے اُنکی رہائی کی کوشش کر سکتے ہین لیکن اہل مغرب کا کوئی
غمخوار یہان نہین ہے" ان لوگونپر اللہ تعالی کی خاص عنایت ہے اسکے سوا اللہ تعالے

نے دو نہایت دولتمند سوداگر شہر عکہ میں پیدا کر دیے ہیں۔ ایک کا نام نصر بن قوام
ہے اور دوسرے کو ابی الدر یاقوت کہتے ہیں۔ فرانسیسیوں کی عملداری میں ساحل
پر دونوں کی کثرت تجارت ہوتی ہے اس طرح میں جا بجا انکے گماشتے رہتے ہیں کبھی
قافلے آنے جانے والا ایسا نہیں ہوتا جسمیں انکا مال نہو۔ غرضکہ انکی دولتمندی بدرجۂ کمال
ہے۔ اور انکی قدر و منزلت امراے مسلمان اور فرانس دونوں میں بہت بڑی ہوئی ہے
ان دونوں شخصوں کو مغربی قیدیوں کی رہائی کے واسطے اللہ تعالیٰ نے مامور فرمایا ہے۔ اس
کار خیر میں اپنا مال بھی صرف کرتے ہیں اور سعی و کوشش میں بھی کوئی بات نہیں اٹھا رکھتے
انکی نیک نیتی اور امانت داری کی شہرت کی وجہ سے جو شخص اس کار خیر کے واسطے وصیت
کرتا ہے وہ مال انہیں کے سپرد کیا جاتا ہے۔ غرضکہ ہر ایک مغربی قیدی انہیں کی معرفت
رہا ہوتا ہے۔ مدت سے یہ لوگ اسی خدمت میں مصروف ہیں اپنا مال صرف کرتے ہیں
اور بندگان خدا کو دشمنوں کے ہاتھوں سے نجات دلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس حسن عمل کی انہیں جزاے
وافی عطا فرماوے۔ اسی زمانہ میں ایک مکروہ حادثہ پیش آیا اللہ تعالیٰ ایسی خرابیوں سے اپنے
بندوں کو محفوظ رکھے۔ دمشق سے عکہ کو آتے ہوے ایک مغربی شخص علاقہ بجایہ کے مقام
بونہ کا رہنے والا ہمارا ہمسفر تھا۔ یہ شخص ایک مدت تک فرانس کی قید میں رہا۔ آخرکار ابی الدر
تاجر نے اسکو رہا کرکے اپنے ملازموں میں رکھ لیا۔ وہ قافلے کے ساتھ عکہ کو آیا۔ اور ایک نصرانی
کی صحبت میں اسنے بہت سے مراسم نصرانیوں کے اختیار کر لیے۔ وہ نصرانی شیطان اسکو
اکثر اپنے مذہب کی ترغیب دیتا رہتا تھا جس زمانہ میں ہم صور کو گئے۔ اسوقت یہ مغربی بھی

ہم صحبت کے فریب مین پھنسکر نصرانی ہوگیا۔ عکہ کو واپس آکر ہمنے اُسکو دیکھا کہ اُسنے اپنے
دوست کے ساتھ زنار پہنا اور دوزخ کا مستحق ہوا۔ اللہ تعالے دین و دنیا مین سب مسلمانونکو کلمۂ
حق پر ثابت قدم رکھے اور ملت حنیف پر خاتمہ بالخیر فرماے۔

والیِ عکہ جذام کے مرض کے باعث باہر نہین نکلتا ہے۔ خداوند کریم نے اُسکو بچپنے سے
عذاب دنیوی مین مبتلا کر رکھا ہے اور عذاب آخرت اس سے بہت سخت ہے۔ اُسکا مامون
قومس بطور قائم مقام کاروبار کرتا ہے اور تمام محاصل وخراج پر اُسیکا اختیار ہے۔ یہ شخص اس قوم مین
بہت معزز اور ممتاز مانا جاتا ہے اُسکو **قومس والے طرابلس و طبریہ** کہتے ہین اُسنے
حکومت اور ملک داری کی تعلیم پائی ہے۔ اہل فرانس کے نزدیک اُسکی بڑی قدر ومنزلت ہے
مکاری اور فتنہ پردازی مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے۔ نورالدین کی حکومت کے زمانہ مین
یہ شخص بارہ برس سے زیادہ مسلمانونکی قید مین رہا۔ صلاح الدین کے عہد سلطنت مین بہت سا
فدیہ دیکر رہا ہوا۔ اُسے صلاح الدین کی غلامی اور اُسکے ہاتھون رہائی کا اقرار ہے۔

دمشق کو جانے والے قافلے راہ کی آسانی کے باعث سے اکثر طبریہ کے جنگل مین سے
جاتے ہین تبنین کی راہ کسیقدر دشوار گذار ہے۔ چونکہ سیدھی اور کم مسافت ہے اسواسطے
خچر وغیرہ کے قافلے تبنین ہوکر جاتے ہین۔ بحیرۂ طبریہ ایک مشہور دریا ہے۔ پانی شیرین اور
خوشگوار ہے چوڑائی تین چار میل اور طول چھہ میل کے قریب مشہور ہے۔ اگرچہ اس باب مین مختلف
اقوال ہین لیکن یہ تعداد قرین صحت معلوم ہوتی ہے۔ ہمنے اس بحیرہ کو اپنی آنکھ سے نہین دیکھا
کہتے ہین بادیۂ طبریہ مین بہت سے انبیا مثل شعیب۔ سلیمان۔ یہودا۔ روبیل اور زوجۂ موسی علیہم السلام کے

مزارات ہین جبل طور اس بحیرہ سے بہت قریب ہے۔ عکہ سے بیت المقدس کا فاصلہ تین دن کی راہ ہے۔ اور دمشق سے پورا آٹھ منزل ہے۔ عکہ سے بیت المقدس مغرب اور قبلہ کے گوشے مین اسکندریہ کی جانب واقع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے مشرکین کی نجاست سے پاک کر کے اہل اسلام کے قبضہ مین پہنچائے۔

عکہ اور صور دونون شہرونکے گرد باغات نہین ہین آبادیان دریا کے کنارے صاف اور چوڑے میدانون مین ہین۔ یہ بہت بڑے شہر ہین اور اُنکی عملداری کوسون تک ہی اس علاقہ مین پہاڑ قریب ہین اور سب سر سبز و شاداب ہین۔ پہاڑونسے ان آبادیونمین میوہ وغیرہ بکثرت آتا ہے۔ عکہ کے شرق مین آبادی کے پرے ایک قطعہ زمین ہے جسمین اکثر سیلاب کا پانی آجاتا ہے۔ اس زمین کے دریا کی طرف والے کنارے پر ایک ایسا ریت کا خوشنما میدان ہے کہ آجتک کبھی نظر سے نہین گذرا۔ نہ کوئی گھوڑ دوڑ کا میدان ایسا خوش منظر دیکھنے مین آیا۔ حاکم شہر صبح و شام تفریح کے واسطے اُس میدان مین جاتا ہے اور فوج کی قواعد وغیرہ بھی وہین ہوتی ہے۔ صور مین خشکی کی جانب دروازے کے سامنے پانی کا ایک چشمہ ہے۔ اور اُسکے اندر اُترنے کے واسطے پختہ سیڑھیان بنی ہوی ہین۔ شہر مین کنوون کی یہ کثرت ہے کہ کوئی گھر کنوین سے خالی نظر نہین آتا۔ خداوند تعالیٰ ان آبادیونمین کلمہ اسلام کو غلبہ عطا فرماتے

دریا کا سفر اور اندلس کو مراجعت

انتیسوین ۲۹ تاریخ (۱۶ اکتوبر) ہفتہ کے روز ہم کشتی مین سوار ہوے۔ مسلمانون نے اہل فرانس

سے علیحدہ ایک جگہ اپنی جماعت کے واسطے پسند کر لی ہے۔ نفرانیون مین سے
کے قریب ایک جماعت بلغریون بیت المقدس[۱] کی اس کشتی پر سوار ہے۔ اب جہا
مالک کو جہاز کا بھرت پورا ہونے اور ہوا کی موافقت کا انتظار ہے۔ اللہ تعالےٰ عافیت اور آسانی

حالات ماہ رجب ۱۳۰۵ھ

نوین اکتوبر کو منگل کی شب چاند دکھائی دیا۔ ہم ہنوز جہاز پر ہوا کی موافقت کا انتظار کر
بارہ روز ہمین اسی انتظار مین گذر گئے۔ اس نواح مین ہوا کے چلنے کا جداگانہ طریق ہے
ہوا یہان صرف دو مرتبہ ربیع اور خریف مین چلتی ہے۔ ربیع مین اس ہوا کے چلنے
نصف اپریل سے آخر مئی تک اور خریف مین صرف پندرہ روز نصف اکتوبر سے آخر
شمار کیا جاتا ہے بعض اوقات بمقتضائے قدرت اس حساب مین کچھ کمی بیشی بھی ہو جا
باقی اوقات مین مختلف ہوائین چلتی ہین۔ پچھوا ہوا اس نواح مین بہت چلتی ہے اس
بلاد روم۔ مغرب۔ اور جزیرہ صقلیہ کے جانیوالے مسافروںکو پروا ہوا کا انتظار کرنا پڑ
عکہ کی بندرگاہ سے بجز ان دونون فصلون ربیع اور خریف کے سفر کرنا ناممکن ہے
اسلیے اکثر تاجر اس شہر مین انہین فصلونمین آیا کرتے ہین۔ غرضکہ ہمین ایک عرصہ تک
انتظار کرنا پڑا۔ اس زمانہ مین ہم لوگ رات کو خشکی مین رہتے تھے اور دنکو جہاز پر جا
کرتے تھے۔ دسوین تاریخ (۱۸ اکتوبر) جمعرات کی سحر کو ہم اپنی عادت کے موافق
مین اپنی آرام گاہ مین تھے کہ جہاز کا لنگر اٹھا دیا گیا۔ ابھی اچھی طرح دن بھی نہین نکلا تھا

[۱] اٹلی زبان مین بیت المقدس کے حجاج کو پیلی گرینی Pelligrini کہتے ہین بلغریون اسی سے معرب

دیکھا تو جہاز کا کہین نشان نہ تھا۔ اس معاملہ مین ہمسے بڑی فروگذاشت ہوئی اور ہمین سفر کی بابت یہ ضرب المثل یاد نہ رہی "سفر مین انسان کو اپنے زاد و توشہ سے کسیوقت غافل نہونا چاہئے" ناچار اُسیوقت ہمنے ایک بڑی کشتی جسکو چار پاتو نسے کہتے تھے کرایہ کی۔ اور توکل بخدا جہاز کے پیچھے روانہ ہوے۔ اگرچہ یہ کام نہایت خطرناک تھا لیکن خدائے کریم نے اپنے کرم سے محفوظ و سلامت جہاز تک پہنچادیا۔ شام کے وقت جہاز نا تہ آیا ہمنے اس کامیابی پر اللہ تعالے کا شکر و سپاس ادا کیا۔ ہمارے اس تمام سفر مین یہ دن سخت خطرناک تھا۔ جہاز پر سوار ہونے کے بعد پانچ روز تک برابر ہوا موافق چلتی رہی اِسکے بعد ایکبارگی پچھوا ہوا جہاز کے سامنے سے آنے لگی جہاز کا افسر رومی الجنوی نہایت فہیم اور اپنے کام مین ہوشیار تھا۔ وہ جہاز کو داہنے بائین پھراتا رہا کہ کوئی تدبیر اُسکے قائم رہنے کی نکل آئے اور پیچھے کو نہ پلٹے۔ اُسوقت دریا مین طغیانی تھی اور جہاز کا افسر متفکر اور خموش تھا۔ ہفتہ کی شب مین ۹ تاریخ (۲۷ اکتوبر) آدہی رات کے قریب ہوا کی شدت سے اُس مستول کی اُوپر کی لکڑی جسکو اردمون[1] کہتے ہین اوپر سے آدہی ٹوٹکر دریا مین گری جو پردے اُسمین بندھے ہوئے تھے وہ بھی اُسکے ساتھ پانی مین گر پڑے یہ بڑی خیر ہوئی کہ وہ لکڑی جہاز پر نہین گری ورنہ اُسکے صدمہ سے جہاز کے ٹوٹنے کا اندیشہ تھا۔ ملاحون نے جلد جلد بڑے مستول کے پردے اُتار کر جہاز کو روکدیا۔ اور چھوٹی کشتیون مین سوار ہوکر جو جہاز کے اُوپر بندھی رہتی ہین لکڑی کے ٹوٹے ہوے ٹکڑے کو مع پردونکے نکال لائے پھر بڑے بڑے پردے مستولونپر چڑہانے لگے۔ اور مستول اردمون مین وہ پردا جسکو

[1] اٹلی کی زبان مین یہ لفظ آرٹیمن Artimona ہے۔ اُسکو معرب کرکے اردمون بنالیا۔

دلون سے کہتے ہین خوب مضبوط باندہا۔ اس خوف و ہراس کی حالت مین صبح ہوگئی تا
اللہ تعالی نے تباہی اور ہلاکت سے بچایا۔ صبح کو ملاحون نے اردمون مستول پر دوسری
لکڑی جو اُنکے پاس تیار رکھی تھی نصب کرکے اُسے درست کر لیا۔ لیکن سچ پوچھو تو ہنوز اُسی حیرت
اور ہم لوگ بدستور حالت یاس و ناامیدی مین متردد و پریشان ہین اور رحمت الٰہی سے
اور موافقت کی اُمید رکھتے ہین۔ ۲۳ تاریخ بدھ کے دن کچھ ہوا کی تھوڑی رمق محسوس ہوئی
جہاز والون مین اس ہوا سے گویا از سر نو جان آئی۔ ہوا کی تحریک ہنوز خفیف ہے۔ لیکن سب کو اُسکی
قوت اور ترقی کی اُمید ہے۔ اس عرصہ مین دریا باریک اور خفیف کہر سے چھپ گیا۔ مو
جوش و خروش موقوف ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی جاتی رہی اور پانی کا سطح آئینہ
فرش کی طرح ہموار نظر آنے لگا۔ چارونطرف ہوا کی رمق بھی محسوس نہوتی تھی۔ دریا کا سطح چا
کے صفحہ کی طرح نظر آتا تھا۔ ہمارا جہاز اس سطح پر ایسا معلوم ہوتا تھا گویا دو آسمانونکے درمیان
گردش کر رہا ہے۔ ہوا کی خفت اور سکون کو ملاح اپنی اصطلاح مین **علیغی** کہتے ہین۔

۲۴ تاریخ (یکم نومبر) پنجشنبہ کی شب مین نصرانیونکا ایک تیوہار تھا۔ راتکو اُنھون نے کثرت
شمعین روشن کین۔ سب زن و مرد بڑے چھوٹے ہاتھونمین شمعین لئے ہوئے ایک جگہ جمع ہوئے
اور اُنکے قسیس نماز کے واسطے آگے بڑھے۔ اِسکے بعد ہر قسیس علیحدہ علیحدہ اپنے مذہب
موافق وعظ و نصیحت کے واسطے کھڑا ہوا۔ جہاز سر سے پا تک شمع و چراغ سے جگمگا رہا تھا
بہت رات گئی تک یہی کیفیت رہی۔ اس رات کی صبح کو بدستور ہوا ساکن اور جہاز اپنی جگہ پر
تھا۔ ۲۹ تاریخ تک اسی حالت مین گذری۔ اتوار کی رات کو شمالی ہوا کے جھونکونسے جہاز

اپنی جگہ سے حرکت کی اور اہل جہاز کی جان مین جان آئی۔

حالات ماہ شعبان ۱۳۰۸ھ

چاندرات کو مطلع پر ابر محیط تہا۔ لیکن رجب کے دن شمار کرنے سے ۸ نومبر کو جمعرات کی شب تک مہینا ختم ہوا۔ اور ہمکو دریا مین چلتے ہوے پورے بائیس روز گذرے۔ اِس عرصے مین پریشانیونکی وجہ سے اطمینان خاطر بالکل جاتا رہا اور یاس و نا اُمیدی نے گہیر لیا۔ لیکن رحمت و الطاف آلٰہی سے اُمید عافیت باقی ہے۔ اگرچہ لوگونکے پاس زادراہ کی قلت ہوگئی ہے لیکن اُنکے واسطے یہ جہاز شہر کا حکم رکہتا ہے۔ اُسمین ہر قسم کا سامان ضروری موجود ہے۔ اور ہر طرح کی چیزین روٹی سالن میوہ وغیرہ مثل انار امرود۔ انجیر بہی۔ تربوز۔ اخروٹ۔ شاہ بلوط۔ پیاز۔ لہسن دودہ۔ مچہلی۔ باقلا اور چنے پختہ و خام وغیرہ عام طور پر فروخت ہوتے ہین۔ گذشتہ ایام مین ہمین کسی جانب خشکی کا کنارہ نظر نہین آیا اور اس عرصہ مین دو مسلمانون نے اس جہان فانی سے انتقال کیا۔ اللہ تعالیٰ اُنکی مغفرت فرماتے۔ نصرانیون مین سے بھی دو آدمی اس عرصہ مین فوت ہوے اور ایک دریا مین ڈوب گیا۔ مُردونکی لاشین دریا مین ڈالدی گئین اور طرفۃ العین مین موجین اُنھین بہالے گئین۔ ان سب مردونکا مال جہاز کے افسر کو وراثت مین ملا۔ اِس قوم کا یہ قاعدہ ہے کہ جو شخص جہاز مین مرتا ہے اُسکا مال جہاز کے افسر کو ملتا ہے۔ ورثا کے میت کو نہین بہیجا جاتا۔ یہ عجیب طرح کا انصاف ہے۔

چہٹی تاریخ (۱۳ نومبر) منگل کی صبح کو ایک پہاڑ نظر آیا اور مغربی ہوا نے پہر زور باندہا۔ پے در پے سخت جہونکے آنے لگے۔ کبہی پُروا ہوا چلتی تہی اور کبہی پچہوا۔ جہاز اِدہر اُدہر بہٹکنے لگا مجبور ہو

پہاڑ کی جانب پناہ لی اور ایک جگہ جہاز کو مضبوط باندہا۔ وہانکے آدمیونسے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا
کہ جزائر رومانیہ کا یہ پہاڑ ہے۔ اِن جزیرونمین تین سو ساٹھ بستیونسے زیادہ ہین۔ اور والی قسطنطنیہ
کی عملداری مین شمار ہوتی ہین۔ رومی اِن بستیونکے باشندونسے مسلمانوں کی طرح پرہیز کرتے ہین
کیونکہ اُنکے باہم صلح نہین ہے۔ یہان ہمارا جہاز بدھ کے دن تک بند رہا اور جزیرے کے
لوگ جہاز کے افسر کی اجازت سے گوشت روٹی وغیرہ بیچنے کو لاتے۔ بدھ کے دن یہانسے
جہاز کا لنگر اُٹھا۔ آج ہمین دریا مین پورے اٹھائیس روز گذرے۔ جمعرات کے دن جزیرہ اقریطش
(کریٹ) کا ساحل نظر آنے لگا۔ یہ جزیرہ والئے قسطنطنیہ کی عملداری مین ہے۔ جزیرہ کا طول تین سو
میل سے زیادہ ہے۔ اسکا حال ہمنے پہلے اسکندریہ کے سفر مین بیان کیا ہے۔ جزیرہ کا ساحل
ہمارے داہنی طرف ہے اور دریا مین جوش بدستور ہے۔ ہوا مخالفت کر رہی ہے۔ اللہ تعالے سے
عافیت اور آسانی کی التجا ہے۔ دسوین تاریخ (۱۷ نومبر) ہفتہ کے روز ہمارا جہاز اقریطش
کے ساحل سے گذر گیا۔ اب شمالی ہوا جہاز کے موافق چل رہی ہے۔ دمبدم اس ہوا
کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اور جہاز بادبانوںکے پر لگائے ہوئے اُڑا چلا جاتا ہے۔
ہوا کی شدت سے دریا پر خروش ہے۔ موجونکے باعث سطح آب کف سے بھرا ہوا ہے
ہر ایک موج کی طغیانی پر برف کے پہاڑ کا گمان ہوتا ہے۔ مگر باوجود اس جوش اور تلاطم
کے ہوا کی موافقت کی وجہ سے طبیعتونمین کوئی پریشانی اور ہراس نہین ہے۔ بلکہ فائز المرام
ہونے کی اُمید سے تسکین خاطر ہے۔ گذشتہ چھبیس (۲۶) روز اہل جہاز پر بہت ہی سخت گذرے
کسیطرف خشکی کا نشان نظر نہ آتا تھا اور زاد راہ کی کمی سے بھوک اور پیاس سے ہلاکت کا

اندیشہ تہا۔ ہر شخص اپنے اپنے خیال کے موافق رائین لگاتا تہا۔ کوئی کہتا تہا ہمارا جہاز ساحل مغرب یعنی بر افریقہ کے کنارے چل رہا ہے۔ کسیکا خیال تہا کہ ارض الکبیر یعنی بر قسطنطنیہ کے ساحل پر جا رہا ہے۔ کوئی اپنے گمان مین حدود لاذقیہ یعنی سواحل شام کی سیر کر رہا تھا۔ کوئی دمیاط یعنی بر اسکندریہ کی جانب جا رہا تہا۔ غرضکہ ہر شخص اپنے قیاس کے موافق راے لگاتا تہا۔ لیکن واقعی حالت سے کسیکو آگاہی نہ تھی سب کو یہی کھٹکا تہا کہ ہوا کی شدت جہاز کو جزیرہ رُومانیہ کے کسی ویران مقام مین نہ پہنچا دے اور وہان سب کو سرگردان پھرنا پڑے۔ یا کوئی حاجت قوی ہمین ان جزیرونکی آبادیونمین جانے پر مجبور کرے۔ ایسی صورت مین سواے مصیبت اور آفت کے کوئی بہتری سمجہ مین نہین آتی تھی اس یاس و ہراس کی حالت مین رحمت آلہی نے دستگیری کی اور طبیعتونکے انتشار و تردد کو تسکین و اطمینان کے ساتہ بدل دیا۔ دریائی مصائب کے بارہ مین کسی شاعر نے خوب لکہا ہے۔

البحر مرّ المذاق صعب   لا جعلت حاجتی الیہ

الیس ماء و نحن طین   فما عسی صبرنا علیہ

(سمندر کا مزا سخت تلخ ہے مجہے اُسکی حاجت نہین ہے۔ کیا وہ پانی اور ہم مٹی نہین ہین؟ پھر ہم کسقدر اُسمین ٹھہر سکتے ہین)

اب ہمارا جہاز فضل آلہی سے جزیرہ صقلیہ کے قریب ہو۔ اور کوئی دم مین اُسکے ساحل کی بشارت کانونمین پہنچنے والی ہے۔ اتوار کو گیارہوین تاریخ آدہی رات کے قریب پھر ہوا بدلی اور بڑے زور و شور سے غربی ہوا کے جہونکے آنے لگے مغرب سے ابر

اٹھکر محیط ہوگیا۔ ہمارا جہاز ہوا کے زور سے شمال کو پھر گیا۔ اتوار کی صبح کو طوفان کی اور تر
تمام دریا اطلاج اور تلاطم سے بھر گیا۔ ہر موج پہاڑ کی طرح سامنے سے آتی تھی اور جہاز
پر صدمے پہنچاتی تھی۔ جہاز باوجود اسقدر وزن اور عظمت کے ہوا کے جھونکوں سے درخت
شاخونکی طرح ہلتا تھا طغیانی کی شدت سے بعض موجین بلند ہوکر جہاز کے اندر آگرتی تھی
اسوقت یہ معلوم ہوتا تھا گویا بڑی بڑی بوندیوں کا جہلا اڑ گیا۔ رات کو تلاطم کی یہ حالت
کہ اُسکے شور سے کانونکے پردے پھٹے جاتے تھے۔ ہوا کی بھی تمتی ہوگئی۔ ملاحون
جہاز کے پردے اتار ڈالے صرف آدھے آدھے مستولونپر چھوٹے پردے باقی ر
جنکو دلون سکتے ہین اُسوقت جہاز والونپر نا اُمیدی چھاگئی اور زندگی سے مایوس ہوگئے
چارونطرف سے موجونپر موجین آنے لگین کثرت امواج سے ہر بار یہ یقین ہوتا تھا کہ اب
ٹوٹا۔ تمام رات اسی کرب و اضطراب مین گذری۔ رات کیا تھی گویا تمام حوادث اور مکرو ہا
حاملہ تھی۔ اُسکی سیاہی کی ہول سے مونے کا کل سفید ہوتے تھے۔ تمام رات نہایت
اور اضطراب مین گذری آخر اسی پریشانی مین صبح ہوئی۔ مگر صبح کو شب سے زیادہ مہیب
پیش آیا یعنی اُجالا ہونے پر جہاز کے بائین طرف جزیرہ اقریطش کا ساحل اور پہاڑ نظر آیا
حالانکہ اس میدان کو ہم اس سے پہلے طے کر چکے تھے اور اُسوقت یہ ساحل ہمین داہنی ج
ملتا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ راہ مقصود پیچھے رہگئی اور ہوا کی شدت نے جہاز کو اسطرف پلٹا د
اس اطلاع پر سخت افسوس ہوا مگر تمام غم و غصہ گوارا کرنا پڑا اور معاملات قضا و قدر پر صبر کی
سیکون الذی قضی سخط العبد او رضی (بہت جلد ہوگا جو کچھ حکم ہو چکا ہے بندہ ر

یا ناراض ہو) اس اثنا مین آفتاب روشن ہوا اور دریا سے تاریکی دور ہوی ۔ ملاح جہاز باندہنے
کے واسطے جگہ ڈہونڈہنے لگے تاکہ وہان آرام کرین اور طوفان کی کمی تک ٹھہرین ۔ ہر سفر کے
وقت مقرر ہین ۔ خصوصًا دریائی سفر کے واسطے تو وقت خاص اور زمان معین درکار ہے ہر شخص کو
چاہیے کہ سرما مین اس سفر سے محترز رہے اور دریائی سفر کے شدائد اور مصائب سے ڈرتا رہے
لیکن قضا و قدر سے ہر محتاط اور محذور مجبور ہے ۔ اور اللہ تعالے ہر طرح کی مصیبت اور آفت مین
اپنے بندونکا کفیل ہے جب ملاحون نے جائے امن کی تلاش مین خشکی کا رخ کیا تو ہوا نے
پھر کچھ کچھ موافقت شروع کی اسلئے ساحل سے قطع نظر کرکے جہاز کو پھیر کر دوبارہ منزل مقصود کی طرف
روانہ ہوئے ۔ اور اُس میدانکو اپنے داہنی جانب چھوڑ آئے ۔ اسی طرح منگل کی رات تک چلتے رہے
آج ہمین دریا مین پورے چونتیس ۳۴ دن گذرے ۔ اس عرصہ مین جہاز کے پردے کبھی نہین اُترے
ملاحونکے نزدیک زمانہ گذشتہ کی رفتار نہایت مناسب اور معتدل ہے کیونکہ ایسی رفتار
اُسوقت ہوتی ہے جبکہ جہاز کے موافق ہوا چلتی رہے ۔ منگل کی صبح کو بھی ہوا بدستور موافق رہی
مسافرونکو اس امر سے بہت مسرت ہوئی جسطرف ہمارے جہاز کا رخ ہے اُسطرف کو اور بھی چند
جہاز جاتے ہوئے دور سے نظر آئے ۔ اُن جہازونکے دیکھنے سے راستے کی صحت کا
اور بھی وثوق ہوا ۔ بدھ کی رات کو ہوا نے پھر مخالفت کی اور پچھوا ہوا نے زور باندھا ۔ جہاز
ہوا کے جھونکون سے بے اختیار ہوکر ایک جزیرہ کے ساحل پر جا لگا ۔ ملاحون نے خشکی مین اُترکر
جہاز کو باندہ دیا ۔ ٹرمانیہ کے جزائر مین سے ایک جزیرے کے کونے پر یہ ساحل واقع ہے
یہانسے ارض الکبیر کو راستہ جاتا ہے اور تخمینا بارہ میل کا فاصلہ ہے ۔ جمعرات کے روز

۱۵ تاریخ (۲۲ نومبر) کو اسی مقام پر پانچ اور جہاز آئے۔ انمین سے دو جہاز اسکندریہ کے
ہوئے ہین۔ ان جہازونکو پورے پچاس دن دریامین گذر چکے ہین۔ ہوا کی شدت انہین اد
بھٹکاتی پھرتی ہے یہان ہمارا جہاز چار روز ٹھرا اور مسافرون نے سامان سفر پانی وغ
کرلیا۔ آبادی یہانسے تھوڑی ہی دور تھی۔ وہانکے لوگ گوشت روٹی اور روغن زیتون
بیچنے لائے تھے مگر روٹیان خالص گیہون کی نہ تہین جَو کا آٹا ملا ہوا معلوم ہوتا تہا اسلئے
روٹیان کالی کالی تہین۔ اسپر بھی چارونطرف سے آدمی ٹوٹ پڑے اور بہت گران خرید
یہان دریائی سفرمین ہمین چالیس دن پورے ہوچکے جب تک ہمارا جہاز اس ساحل پر
ہوا برابر زور وشور سے چلتی رہی اور بعض اوقات آندہی بھی آگئی۔ خدا کا شکر ہے کہ دریا
ایسے طوفانسے سامنا نہین ہوا ورنہ بڑی مشکل ہوئی۔

انیسوین [۱۹] تاریخ (۲۶ نومبر) پیر کے دن ہوا کی موافقت کی وجہ سے یہانسے جہاز ر
بائیسوین [۲۲] تاریخ (۲۹ نومبر) تک جہاز نجیبی چلتا رہا۔ جمعرات کے دن پھر ہوا بدل گئی پچھوا
تیز تیز جھونکے آنے لگے۔ آسمان پر ابر محیط ہو گیا۔ بجلی چمکنے لگی۔ بادل کی گرج سے خوف
طاری ہوا۔ ہوا کی تیزی اور برودت سے بدنمین رعشہ پیدا ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک بڑی بڑ
بوندیان پڑتی رہین۔ پھر بادل پھٹ گیا۔ ہوا کی تیزی کم ہوئی۔ طبیعتونسے خوف وہراس گھٹ
شب جمعہ بھی بڑی پریشانی مین گزری۔ صبح کے وقت صقلیہ کا ساحل ہمارے سامن
چمکتا ہوا نظر آیا۔ اس مژدہ سے جہازوالون نے گویا از سر نو زندگی پائی لیکن ہر کام کے
ایک خاص وقت مقرر ہے اور ہر ایک اُمید سے ایک مصیبت وابستہ ہے۔ تمام دن

ہونے نہین پائی تھی کہ جب ہفتہ کی شام ہوئی اور آدھی رات یا ایک ثلث رات گزرنے کو آئی۔ ایک
بہت مخالف ہوا نے نئے سرے سے ایسی شدت کی کہ جہاز پیچھے کو ہٹنے لگا۔ اور ہوا کے
جھونکے ہماری آنکھون اور امیدون کے درمیان حائل ہو گئے۔ رفتہ رفتہ ہوا کی یہ ترقی ہوئی
کہ ہر جھونکے پر جہاز کے پاش پاش ہونے کا گمان ہوتا تھا۔ ملاحون نے مجبور ہو کر سب مستولون سے
پردے اتار دیے اور جہاز کو خدا کے بھروسے پر چھوڑ دیا۔ یہ آخری مصیبت بہت سخت تھی۔
ایک تو پے درپے مصائب کا غبار۔ دوسرے شب تار کی سیاہی۔ اور تیسرے بحر پرامواج
کی ظلمت۔ گویا چارون طرف سے تاریکیون نے گھیر لیا تھا۔ موجون کی طغیانی سے ایسے صدمے
پہنچتے تھے کہ عقل دنگ ہوئی جاتی تھی۔ دلون سے امیدین جاتی رہین۔ اور طبیعتین مرگ آمادہ
ہو گئین۔ غرضکہ یہ مہیب رات بڑی دشواری سے بسر ہوئی۔ تمام شب یاس و ہراس مین گزری
صبح کو ہفتہ کے دن شب سے زیادہ طوفان کی شدت ہوئی۔ موجین جہان چاہتی تہین جہاز کو لیجاتی
تہین۔ جہاز والون نے اپنی جانین قضائے الٰہی کے حوالے کر دین۔ ہر ایک کو اسی سے
نجات کی امید باقی تھی۔ تمام دن یہی ناامیدی کی حالت قائم رہی۔ شام کو رحمت الٰہی نے دستگیری
فرمائی۔ ہوا کی شدت مین کمی ہوئی۔ تاریکی ہر طرف ہونے لگی۔ سطح آب شفاف نظر آنے لگا۔

۲۵ تاریخ کو (۲۰ دسمبر) اتوار کے دن ہوا کسیقدر موافق ہوئی۔ اور مسافرون کے دلون مین بجائے
خوف اطمینان پیدا ہونا شروع ہوا۔ مگر صورتون سے یہ معلوم ہوتا تھا گویا ابھی کفن سے منہ نکالا ہے
ملاح ساحل صقلیہ کے نشانات ڈہونڈہنے لگے جسکو پہلے آنکھ سے دیکھ چکے تھے اب اسکا
کہین نشان بھی نظر نہ آتا تھا۔ ہر ایک کی زبان سے بجز کہان اور کدھر کے اور کچھ نہین سنائی دیتا تھا

سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالے اپنے بندونپر ہمیشہ مہربان اور اُنکے ہر حال کا شریک اور نگہبان ہے
اُسکے سوا کوئی معبود نہین ہے۔

حالات ماہ رمضان المبارک ۵۸۰ھ

ساتوین دسمبر کو جمعہ کی شب مین چاند دکھائی دیا۔ ہمارا جہاز ہنوز ارض کبیر کے کنارے کنارے
دریا مین جارہا ہے۔ شرقی ہوا کی تھوڑی رمق آتی ہے اور جہاز آہستہ آہستہ آگے
بڑھتا جاتا ہے۔ اِسی اثنا مین ساحل کی طرف دور سے کچھ آبادی اور کھیتی نظر آئی۔ دریافت
کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ آبادی قلوریہ کی ہے اور والی صقلیہ کی عملداری مین ہے۔ والی صقلیہ
کی حکومت ارض کبیر مین دو مہینے کی راہ تک چلی گئی ہے۔ اِس آبادی مین بہت سے حجاج بیت المقدس
سامان سفر کی کمی کے باعث بھوک پیاس کے خوف سے اُتر پڑے اور کھانے کی باقیماندہ
چیزین مسلمانونکے ہاتہ فروخت کر گئے۔ مسلمانون نے قحط کے سبب سے ایک ایک درہم کو
ایک ایک روٹی خریدی اسلیئے کہ کسی کے پاس سامان سفر باقی نہین رہا تھا۔ ایک رطل سوکھی
روٹی چار آدمیونمین تقسیم ہوتی تھی۔ ہر شخص اُسکو پانی مین بھگو کر حلق سے اُتار لیتا تھا۔ جو راستہ صرف
پندرہ روز کا ہو اُسمین جب پورے دو مہینے گذر جائین تو کیونکر سامان سفر مین کمی نہو گی۔ اسی
واسطے محتاط آدمی مہینا بیس روز سے زیادہ سامان نہین رکھ سکتا۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ ہمنے
خاص دریا مین تین چاند دیکھے۔ ایک رجب کا۔ دوسرا شعبان کا اور تیسرا رمضان کا جس روز ہمنے
رمضان کا چاند دیکھا اُسکی صبح کو جبل نار ہمارے جہاز کے سامنے نظر آیا۔ اِسی پہاڑ کا نام جبل آتش گاہ
ہے اور صقلیہ کے مشہور پہاڑونمین سے ہے۔ اِس پہاڑ کو دیکھکر سب خوش ہوے۔ اللہ تعالی

اِن لوگونکی مشقت اور مصیبت کی جزا عطا فرمائے اور سلامتی وعافیت کے شکر کی توفیق عطا
کرے۔ اِس مقام سے جہاز کے موافق ہوا چلنے لگی مگر اتوار کی شام کو کسیقدر تیز ہوگئی اور
جہاز ایک تنگ راستے کے کنارے پہنچا۔ یہ راہ ارض کبیر اور صقلیہ کے ساحلوں سے گھری ہے
اس دریا کی چوڑائی بعض جگہ چھ میل اور بعض جگہ تین میل ہے۔ یہان پانی تنگی کی وجہ سے بڑی تیزی
سے گزرتا ہے جہاز کا عبور اس خوفناک مقام سے بہت دشوار ہے رات کا وقت ہے اور ہمارا جہاز اس
سے جا رہا ہے جنوبی ہوا جہاز کو تیزی سے آگے بڑھا رہی ہے۔ ارض کبیر ہمارے داہنی طرف ہے
اور صقلیہ بائین جانب ہے۔ جب آدھی رات گئی اور جزیرہ صقلیہ کا شہر مسینا نظر آنے لگا۔ ملاحون
شور مچایا کہ ہوا کی شدت سے جہاز کو ترچھا کر کے خشکی کی طرف پھیر دیا اور قریب ہے کہ جہاز ساحل سے ٹکرا کر ٹوٹ
جہاز کے افسر نے پردون کے اُتارنے کا حکم دیا۔ ملاحون نے اور دو مون ستون کے پردے اُتارنے کی ہر چند کوشش کی مگر ہوا
تیزی سے کامیاب نہوئے۔ مجبور ہو کر جہاز کے افسر نے پردے کو چھری سے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا۔ اِس عرصہ مین جہاز بائین جانب سے خشکی مین سینہ کے بل آ گرا۔ اور دونون سکّان زمین
دہنس گئے۔ جہاز کے نیچے دو پاؤن ہوتے ہین جنکے ذریعہ سے وہ ادہر اُدہر پھر جاتا ہے
اُسکو سکّان کہتے ہین۔ اس حادثہ جانگداز سے تمام جہاز مین کُہرام سا پڑ گیا اور ہر طرف ہنگامہ
قیامت بپا ہو گیا۔ نصرانیون نے سینہ کوبی شروع کی اور اہل اسلام نے قضائے الٰہی پر صبر کیا
ہوا کے جھونکون نے اور موجونکے تلاطم نے ایسا صدمہ پہنچایا کہ ایک طرف کا پاؤن یا سکّان ٹوٹ
گیا۔ جہاز کے افسر نے اُسکو قائم کرنے کے واسطے ایک طرف کا لنگر دریا مین ڈالا مگر اُس سے بھی
کوئی فائدہ نہوا۔ آخر اُسکی رسی کاٹ کر وہین چھوڑ دیا۔ یہ حالت دیکھکر مسافرون نے مرنے پر کمر باندھ

اور صبر و سکون پر مجبور ہوئے۔ رومی عورتین اور بچے شور و واویلا کرتے تھے اور ...
جہاز سے خشکی کا سطح بخوبی نظر آتا تہا۔ بار بار یہی جی چاہتا تھا کہ پانی مین کود پڑین ...
نکل جائین مگر پھر یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ شاید صبح کو اللہ تعالیٰ نجات کا کوئی ذریعہ پیدا کر دے
نے ہوڑیان کھولکر پانی مین ڈالین اور ہر ہوڑی کو سوار کر کے خشکی کی طرف لیگئے لیکر ...
موجون نے ہوڑیونکو بھی توڑ ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے خشکی کی جانب پھینکدیا۔ اب ...
بالکل یاس ہوگئی اور کوئی نجات کی اُمید باقی نرہی۔ اِس عرصے مین نقاب صبح بلند ہوا اور رحم
آلہی کا ظہور شروع ہوا۔ دنکی روشنی مین مسینا شہر ہمارے سامنے نظر آنے لگا۔ غور سے دیکھا تو
درجہ آدہے میل کا فاصلہ تہا سب کو اس قضا و قدر کے اتفاق پر تعجب اور حیرت تھی کہ منزل
کی گویا دہلیز پر دم نکل رہا ہے۔ آفتاب کے طلوع کے بعد ساحل سے ہوڑیان ہماری خبر گیر
آئین اور شہر مین جہاز کی تباہی کی خبر گرم ہوئی صقلیہ کا بادشاہ غلیام (ولیم دوم) خود اپنے
ساتھ جہاز کا حال دریافت کرنے آیا۔ مسافرون نے ہوڑیونکے ذریعہ سے اُترنا شروع
لیکن ہوا کی شدت ہوڑیونکو جہاز کی طرف کب آنے دیتی تھی۔ اُترتے وقت بھی آخری مصیبت
سامنا کرنا پڑا۔ اِس پریشانی مین اکثر لوگونکا اسباب بھی تلف ہوا۔ مگر جان کی سلامتی کی سا
اُس نقصان کو غنیمت سمجھا۔ غرضکہ بہزار مصیبت کنارے پر آئے۔ اِس آفت سے ہماری نجا
ابو نصر کی نجات کا نمونہ ہے۔ جہاز مین ہمارے ساتھ کچھ محتاج بھی تھے جنکے پاس خرچ وغیرہ
باقی نہین رہا تہا اور ہوڑی والے بہت اجرت لیکر مسافرونکو اُتار رہے تھے۔ جب یہ محتاج
کے سبب سے نہ اُتارے گئے تو ملک رومی نے جو کنارے پر کھڑا تہا اُنکا حال دریافت

اپنے ملک سے نکلنے کی سورہ آتی اُسکے اتارنے میں اپنے پاس سے خرچ کین سب مسلمانون نے اس مصیبت سے نجات پائی اور اپنی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ نصرانیون نے تمام مال و اسباب اُتار کر جہاز کو خالی کر دیا۔ دوسرے دن صبح کو دیکھا تو موجون سے جہاز کو ٹکڑے ٹکڑے کر کنارے کی طرف پھینکدیا تھا۔ اِس حالت کو دیکھکر لوگون کو بڑی عبرت ہوئی اور اپنی نجات کے ہزارون شکر کیے۔ اگر یہ صورت ارض کبیر یا کسی رومی جزیرہ مین پیش آتی اور کنارے تک سلامتی بھی پہنچ جاتے تو اُنکی غلامی سے تمام عمر نجات نہ ملتی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت تھی کہ منزل تک پہنچکر یہ حالت پیش آئی اور اپنے بندونکو ہلاکت اور مصیبت سے محفوظ رکھا۔ دوسرے یہ خدا کا فضل ہوا کہ حسن اتفاق سے ملک رومی خود اس شہر مین موجود تھا ورنہ اِن لوگونکا یہ دستور ہے کہ ایسے جہاز لوٹ لیتے ہین اور مسلمانونکو پکڑکر غلام بناتے ہین۔ خدائے تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے اُس بادشاہ کو اپنے بندونکی نجات کے واسطے ایسے وقت پر پہنچا دیا۔ ہر ذی حیات پر اُسکی عنایتون کا شکر واجب ہے۔

حالات شہر سینا (جزیرہ صقلیہ)

یہ مقام بحری مسافرونکا مرکز اور تاجران کفار کا مسکن ہے۔ آبادی کی یہ کثرت ہی کہ ہاتھ بھر جگہ بھی خالی نہین ہے۔ بازار نہایت خوبصورت اور آراستہ ہین۔ تھوڑے پیسے صرف مین ہر قسم کی چیز ملسکتی ہے شب و روز امن و امان رہتی ہے۔ کفر و طغیان کی کثرت اور پلیدی و ناپاکی کی ترقی ہے سارا شہر صلیب پرستون سے آباد ہے مسلمانونکے گھڑی بھر ٹھہرنے کا مقام نہین ہے مسافرونکے ساتھ کسی قسم کی مدارات کرنیکا دستور نہین ہے۔ اِس آبادی کے تین طرف پہاڑ اور ایک جانب

دریا ہے۔ پہاڑی حصار کے گرد کہوئین اور پختہ خندقین ہین۔ دریا کی طرف عمدہ بندرگاہ ہے اس
بندرگاہ مین جہاز بالکل خشکی کے کنارے سے ملجاتا ہے اور اسقدر قریب ہوتا ہے کہ آدمی ہاتہ
بڑہاکر چہولے۔ جہاز کے کنارے سے خشکی کے کنارے تک تختے ڈالکر اسباب وغیرہ اُتارتے
ہین۔ حمال انہین تختونکے ذریعہ سے سب سامان چڑہاتے اُتارتے ہین۔ ہوڑیونکی بالکل
ضرورت نہین ہوتی۔ لیکن بعض جہاز جو دور کھڑے ہوتے ہین انکا سامان ہوڑیون مین اُترتا ہے
کنارے پر جہاز برابر برابر اسطرح نظر آتے ہین جیسے طویلے مین گھوڑے بندھے ہون۔ اسکا
اصلی سبب یہ ہے کہ یہان دریا جگہ کی تنگی کے سبب سے زیادہ گھرا ہے۔ کیونکہ یہ دریا کا حصہ ایک گلی کے
طور پر جزیرۂ صقلیہ اور ارض کبیر کے درمیان مین واقع ہے۔ اور ان دونون ساحلونکے
بیچ مین صرف تین میل کا فاصلہ ہے۔ اس شہر کے مقابل ارض کبیر کی علداری مین بریّہ
شہر واقع ہے۔ جزیرۂ صقلیہ مین بہت سے شہر اور بستیان آباد ہین جنکی تفصیل بہت طویل ہے
اور یہ شہر اس جزیرے کی ایک راس پر واقع ہوا ہے جزیرۂ صقلیہ کا طول سات روز اور عرض
پانچ روز کی راہ ہے جبل برکان (کوہ آتش فشان) اسی جزیرے مین ہے اور وہ اپنی
بلندی کے باعث بارون مہینے بادلونسے مکر اور برف سے عمامہ باندھے رہتا ہے
اس جزیرے کی سرسبزی اور شادابی تعریف سے مستغنی ہے مختصر یہ ہے کہ نباتات کی
کثرت اور عمارت کی زیادتی مین اندلس کا فرزند رشید ہے۔ طرحطرحکے میوے اور قسم قسم کے
اناج پیدا ہوتے ہین۔ مگر تمام جزیرہ بندگان صلیب کا مسکن ہے۔ ہر طرف یہی لوگ چلتے
پھرتے ہین۔ اکثر مسلمان اُنکی زمینونمین کاشت کرتے ہین۔ نصرانی اُنکے ساتھ اچھا برتاو اور عمدہ

سلوک رکھتے ہین۔ دونون فصلونمین انپر کچھ لگان مقرر کر دیا ہے۔ وہ بخوشی اُسے ادا کرتے ہین
اور جہان کہین خالی زمین ملتی ہے اُسکو کام مین لاتے ہین۔ اِس جزیرے کے کل پہاڑون مین
باغات کی کثرت ہے۔ ہر قسم کا میوہ سیب۔ فندق۔ شاہ بلوط اور آلو بخارا وغیرہ کثرت سے
پیدا ہوتا ہے۔ شہر **مسینا** مین مسلمان بہت کم ہین۔ صرف چند غریب اور محتاج لوگ نظر آتے ہین
اسکی وجہ یہ ہے کہ یہان مسلمان مسافر کا جی نہین لگتا۔ جزیرے کے عمدہ شہرونمین اسکا دار الحکومت ہے
اُسکو مسلمان مدینہ اور نصارا بلارمہ کہتے ہین اُسمین بہت سے مسلمان آباد ہین انکا پڑا ادا اور بازار
علحدہ ہے اُسمین کئی مسجدین بھی بنی ہوئی ہین۔ بلارمہ کے مضافات مین بالکل مسلمان کاشت
کرتے ہین۔ اس جزیرے کے اور شہرونمین بھی مثل سرقوسہ وغیرہ کے مسلمانون ہی کی کاشت
ہوتی ہے۔ مگر یہ شہر (بلارمہ) اِس جزیرے کی آبادیونمین سب سے بڑا ہے اور بادشاہ غلیام
(ولیم دوم) اِسی جگہ رہتا ہے۔ بلارمہ کی آبادی سے دوسرے نمبر پر مسینا کی آبادی ہے ہمارا
ارادہ یہانسے سوار ہو کر بلارمہ جانیکا ہے وہانسے مغرب کے سفر کا بندوبست کرینگے۔ اِس
رومی بادشاہ کے عادات و خصائل بہت عمدہ سُنے گئے ہین۔ وہ اکثر اہل اسلام کو اپنی خدمتمین
رکھتا ہے اور اُنپر اعتماد کرتا ہے۔ اکثر خواجہ سرا غلام اُسکی خدمتمین ممتاز ہین۔ یہ لوگ در پردہ مسلمان
ہین اور اُسکی سلطنت کے اعیان و ارکان مین داخل ہین حجابی اور وزارت وغیرہ کے
بڑے بڑے کام اُنکے سپرد ہین اور معقول تنخواہین پاتے ہین ہر ایک کے چہرے سے دولت
نعمت کے آثار نظر آتے ہین۔ نہایت تکلف لباس پہنکر عمدہ عمدہ سواریون پر نکلتے ہین اور ہمراہ انکے
کے ساتھ ہوا خواہ اور خادمونکا ایک انبوہ ہوتا ہے۔ باورچیخانہ کا داروغہ بھی ایک مسلمان شخص ہے

اُسکے کارخانہ مین مسلمان حبشی کام کرتے ہین اور اُنہین مین سے آنپر ایک افسر بھی مقرر ہے
بادشاہ کے بڑے بڑے محل اور عمدہ عمدہ باغات اس جزیرے مین موجود ہین خصوصاً دار الحکومت
مین بہت ہی نفیس شاہی قصر اور باغ ہے۔ اس سمینا شہر مین اُسکے قیام کے واسطے ایک
سفید قصر کبوتر کے پرونکی طرح دریا کے کنارے چمکتا ہے۔ نصرانیونمین کوئی بادشاہ اس سے
زیادہ آسودہ حال اور وسیع السلطنت نہین ہے۔ بہت سی لونڈیان اور غلام خدمت مین موجود
ہین۔ اسکا انتظام سلطنت ترتیب قوانین تقسیم مراتب۔ اور زینت و زیبائش بالکل سلاطین
اسلام سے ملتی جلتی ہے اُسکو اطبا اور منجموں کا نہایت شوق ہے۔ اگر کسی طبیب یا منجم کے
ورود کی خبر اُسکو ہوجاتی ہے تو اُسکو روک لیتا ہے اور ایسا بیش قرار وظیفہ مقرر کردیتا ہے کہ وہ
اپنے وطن کی محبت اور آسائش کو بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانونکو اس آسائش و آرام کے
فتنہ سے محفوظ رکھے۔ بادشاہ کی عمر تیس سال کے قریب معلوم ہوتی ہے اور عربی زبان مین
لکھہ پڑھ سکتا ہے ہمین اس امر کی اطلاع بادشاہ کے ایک خاص غلام یحییٰ نامی سے ہوئی
یحیی غلام نے ہمین بادشاہ کا مارک (علامت حکومت) بھی دکھایا۔ اُسپر لکھا تھا۔ الحمد للہ
حق حمدہ اور اُسکے باپ کا مارک الحمد للہ شکرا لانعمہ تھا۔ غلیام (ولیم دوم) کی خواصین
اور لونڈیان مسلمان ہین لیکن بادشاہ کے خوفسے اپنا مذہب پوشیدہ رکھتی ہین۔ اُسی غلام
کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ جو نصرانی عورت شاہی محل مین داخل ہوتی ہے محل کی عورتین اُسے
بھی مسلمان کرلیتی ہین۔ ان عورتونکے باعث یہان بہت سے افعال خیر جاری ہین سب کہتے ہین
اِس جزیرہ مین اکثر سخت زلزلے آیا کرتے ہین۔ اگر کبھی یہ بادشاہ زلزلے کے خوفسے

یک بیک محل ہین جاتا ہے اُسوقت تمام محل کے زن و مرد کو ذکر خدا و رسول ہین مصروف پاتا ہے
جب وہ لوگ بادشاہ کو دیکھکر خاموش ہوجاتے ہین تو کہتا ہے کہ ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنے
اپنے عقیدے کے موافق اپنے معبود کو یاد کرے۔ اسیطرح بادشاہ کے غلام جو بالکل اعیان
دولت اور عوامل مملکت ہین اسلام پر ثابت قدم اور اعمال خیر ہین نہایت مستقل ہین۔ اکثر مہینون کے
روزے رکھتے ہین۔ رندان صدقات و خیرات دیتے رہتے ہین۔ قیدیونکو آزاد کرتے
ہین صغیر السن بچونکو پرورش کرکے اُنکے منگنی اور بیاہ کرتے ہین یہ سب امور اس جزیرے
کے مسلمانونکے واسطے اللہ تعالیٰ کی جانب سے موجب رحمت اور عنایت ہین۔ ان شاہی
غلامون مین سے ایک معزز غلام عبد المسیح یہان مینا ہین ہمسے ملا اور بڑی خواہش سے
اپنی محفل ہین بلاکر بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ تھوڑی دیر خاموش بیٹھا رہا پھر اپنے نامحرم خدام کو
علیحدہ کرکے تخلیہ مین اپنا راز دلی ظاہر کیا اور مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ اور شام کی زیارات کا
حال پوچھتا رہا۔ ہمنے مقامات متبرک کے اکثر حالات بیان کئے۔ وہ کل حالات خوش اعتقادی
اور رقت قلبی کے ساتھ سنتا رہا پھر اُن مقامات مقدس کے تبرکات بہزار التجا طلب کئے اور
کہنے لگا۔ "آپ لوگ اظہار اسلام پر قادر ہین جس کام کو چاہین بخوبی کرسکتے ہین۔ اور اللہ کی
عنایت سے اسکا نفع اُٹھا سکتے ہین مگر ہم لوگ جان کے خوف سے اپنے ایمان کے اخفا پر مجبور ہین اللہ تعالیٰ
کے فرائض اور عبادات خفیہ طور پر ادا کرتے ہین۔ ایک کافر کی اطاعت مین گرفتار ہین اُسکی
غلامی کا طوق ہماری گردن مین ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہماری اسیقدر قدرت ہے کہ تم
جیسے حجاج بیت الحرام کی زیارت کرین اور انسے اپنے حق مین دعائے خیر کے طالب ہون

یا اُن متبرک مقامات کا تبرک لیکر اپنا ایمان تازہ اور اپنے گور و کفن کے واسطے ذخیرہ جمع کرین
اُسکے اِس بیان سے ہمارا قلب پھٹنے لگا اور غایت شفقت سے اُسکے حق مین خاتمہ بالخیر کی
دعا کی - اور اُسکی التجا کے موافق جو کچھ تبرکات وغیرہ مین سے ہمارے پاس موجود تھا پیش کیا
اُسکے عوض مین اُسنے ہمارے ساتھ بہت سلوک کیا - اور اِس راز کو اور غلامون سے پوشیدہ
رکھنے کی تاکید کی - غرضکہ اِن سب لوگون کے افعال خیر اور اعمال نیک بہت سُننے مین آتے ہین
اگر یہ لوگ بادشاہ کی مجلس مین حاضر ہوتے ہین اور نماز کا وقت آجاتا ہے تو وہانسے علیحدہ
ہو کر فوراً نماز ادا کرتے ہین - اگر ایسا موقع ہوتا ہے کہ بادشاہ کے سامنے سے علیحدہ ہونے کی کوئی
جگہ نہین ملتی تو اللہ تعالےٰ اُنکی پردہ پوشی کا کوئی نہ کوئی سامان پیدا کر دیتا ہے - اِسی طرح سے
یہ لوگ اعمال خیر اور خفیہ پند و نصیحت سے جہاد مین مصروف رہتے ہین - اللہ تعالےٰ اُنہین جزائے خیر عطا
کرے اور اِس قید سے رہائی عنایت فرمائے -

اِس بادشاہ نے ایک خوبصورت مکان اِس بستی مین دریا کے کنارے جہازون کے ٹھیرنے کے
واسطے بنایا ہے جہان بیشمار جہاز ٹھرے رہتے ہین - اور اسی قسم کا ایک مکان مدینہ مین بھی بنا ہوا ہے
یہان ہم ایک سرائے مین ٹھرے ہوئے تھے اور نو روز برابر قیام رہا -

بارھوین تاریخ (۱۸ دسمبر) منگل کی شب کو ایک کشتی مین سوار ہو کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے
کشتی کی رفتار کنارے سے اِسقدر قریب ہے کہ ہر وقت ساحل نظر آتا ہے - شرقی ہوا نہایت
لطیف اور سبک چل رہی ہے اور اُسکے باعث کشتی کی رفتار بہت مناسب ہے - ہم لوگ کنارے
کی آبادیون - گاؤن - پہاڑی قلعون اور حصارونکی سیر کرتے چلے جاتے ہین - ہمارے داہنی

طرف دریا مین نوجزیرہ ٹاپو نکی طرح نظر آئے یہ ٹاپو اونچے اونچے پہاڑ ہین انہین دو پہاڑ سے ہمیشہ آگ نکلتی رہتی ہے۔ دنکی روشنی مین ہمنے دہوان اُٹھتا دیکھا۔ اور شب کو سرخ آگ نظر آتی ہے جسکے شعلے آسمان کی طرف اُڑتے ہوئے دکہائی دیتے ہین۔ اسکا نام ہرکان ہے کہتے ہین پہاڑونکے سامو ہین سے گرم ابخرے قوت کے ساتھ نکلکر آگ کی صورت قبول کرلیتے ہین کبہی بڑے بڑے پتھر ان ابخرونکے ساتھ نکلکر بلند ہوجاتے ہین اور ابخرونکے تواتر اور قوت کے باعث نہ زمین پر آسکتے ہین اور نہ ایک جگہ قائم رہ سکتے ہین سُنی ہوی باتونمین سے یہ ایک عجیب اور صحیح واقعہ ہے۔ جزیرہ جبل النار کا حال بھی اسیطرح سُنا گیا ہے کہ اُسکے اندر سے کبھی کبھی آگ سیلاب کی طرح جاری ہوتی ہے اور جس چیز پر وہ سیلاب پہنچتا ہے اُسکو جلا دیتا ہے اور اسیطرح بھتا ہوا دریا مین ملجاتا ہے اور تھوڑی دیر پانی پر قائم رہکر تہ نشین ہوجاتا ہے۔ خدا کی کیا شان ہے جسنے اپنی مخلوقات مین طرح طرح کے تصرف کئے ہین !!!

الغرض بدہ کے روز شام کے وقت ہماری کشتی شہر شفلودی کی بندرگاہ مین پہنچی یہ جگہ مسینا کی بندرگاہ سے ڈیڑہ مجری کے فاصلے پر ہے

حالات شہر شفلودی (جزیرہ صقلیہ)

دریا کے کنارے کی آبادیونمین یہ شہر نہایت سرسبز اور آباد ہے۔ انگور کے باغات کی کثرت ہے بازار بہت بارونق ہے مسلمان بھی رہتے ہین۔ شہر کے گرد پہاڑ محیط ہے اور اُسکی چوٹی پر اسلامی افواج کے دریائی حملہ کی حفاظت کے واسطے ایک مستحکم قلعہ بنا ہوا ہے۔ آدہی رات کے

وقت اس بندرگاہ سے ہم آگے کو بڑھے - یہانسے کشتی آہستہ آہستہ بہتی ہوی جمعرات کے
دن دوپہر کے قریب بندرگاہ شرمہ مین پہنچی - یہ جگہ شفلودی کے بندر سے ۲۵ میل ہے
شرمہ سے ہمنے دوسری کشتی کرایہ کی -

حالات شہر شرمہ[1] (جزیرہ صقلیہ)

پہلے مقام کی نسبت اسجگہ کی آبادی خوبصورت اور بارونق ہے بہت ہی قلب اور استوا
مقام مین ساحل پر آباد ہے - سرسبزی اور پیداوار کی کثرت ہے - یہ سارا جزیرہ اسیطرح سرسبز
اور زرخیز ہے - شہر کی حفاظت کے لئے ایک بلند قلعہ ہے مسلمانونکے واسطے بہت
بڑا پڑاو ہے اور اسمین کئی مسجدین ہین - شہر کے نیچے ایک گرم پانی کا چشمہ ہے اسکی وجہ سے
اہل شہر کو حمامونکی ضرورت نہین ہے - ہماری کشتی اس بندرگاہ کے نیچے ایک طرف کو
بندہی ہوی تھی - دریا کی لہرین کشتی کی طرف آتی تہین اور غائب ہو جاتی تہین جمعہ کی رات مین
یہان قیام کیا صبح کو غربی ہوا چلنے لگی اسلئے یہانسے آگے بڑھنا ناممکن تھا - شہر بلارمہ یا مدینہ
یہانسے پچیس میل کے فاصلہ پر ہے - اور سنتے ہین کہ کشتی کو وہان تک پہنچنے مین بیس یا
تیس روز لگینگے - اسلئے ہمنے زیادہ سامان تو اپنے ساتھیونکے ساتہ کشتی مین چھوڑا اور خود
تھوڑا سا اسباب لیکر پا پیادہ خشکی کے راستہ سے آگے بڑھے - یہ راستہ آمد و رفت کی
کثرت اور آبادی کی زیادتی کی وجہ سے بازار سا معلوم ہوتا ہے - اہل نصاری کی جماعتین

[1] شرمہ کو انگریزی مین ٹرمینی Termini کہتے ہین - سسلی (صقلیہ) مین اسی نام کے دریا کے دہانے پر
صوبہ پلرمو (بلارمہ) مین خاص پلرمو سے مشرق اور جنوب کے گوشہ مین ۲۳ میل کے فاصلے پر آباد ہے
سنہ ۱۸۸۱ء مین (۲۲۷۳۳) کی مردم شماری تھی -

کثرت سے آتی جاتی ہین۔ نصرانی جب راہ مین ہمسے دوچار ہوتے تھے سلام
مین سبقت کرتے تھے۔ اہل اسلام کے ساتھ انکی یہ تواضع اور تالیف جہلا کے لیئے بالکل فتنہ کا
باعث ہے۔ اللہ تعالے امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔
جب ہم لوگ قصر سعید تک پہنچے تو ماندگی کی شدت سے اسی جگہ شب کو ٹھر گئے۔ یہانتک
(بلارمہ) تین میل ہے۔ یہ قصر بہت خوبصورت دریا کے کنارے پرانے زمانہ کا بنا ہوا ہی جس
زمانہ مین اس جزیرہ کی حاکم ایک مسلمان ملکہ تھی اسنے اپنے عہد حکومت مین اس قصر کو بنوایا تھا جیسے
آجتک یہ جگہ اہل اسلام کا ماوی اور مسکن ہے۔ قصر کے گرد ایسے ایسے زاہد اور متقیونکے مزار ہین جنکے
فضائل اور برکات آجتک مشہور ہین قصر کے نیچے ایک میٹھے پانی کا کنوان ہے اور سامنے ایک
چشمہ ہے جسکو عین المجنونہ کہتے ہین۔ قصر کا دروازہ بہت مستحکم لوہے کا بنا ہوا ہے اور اسکے
اندر مکانات اور بالاخانے ہین۔ رہنے والونکے واسطے ہر طرح کی آسائش کی جگہ ہے اور
اسکے اوپر ایک نہایت نفیس اور نادر زمانہ محرابدار مسجد بنی ہوی ہے۔ مسجد مین ایسی نفیس چٹائی کا
فرش ہے کہ اس صفت کی چٹائی آجتک ہمنے نہین دیکھی۔ چھت مین پیتل اور کانچ کی چالیس قندیلین آویزان
ہین۔ قصر کے سامنے ایک وسیع راستہ قصر کے بالائی حصہ کی طرف چلا گیا ہے۔ اور قصر کے نشیبی
حصہ مین میٹھے پانی کا ایک کنوان ہے۔ رات کو اسی مسجد مین ہم ٹھرے اور ایک مدت کے بعد یہان
ہمارے کانونمین اذان کی آواز آئی۔ مسجد مین ایک امام بھی ہے۔ اسی نے نماز اور تراویح پڑھائین
یہانکے لوگ ہمارے ساتھ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ یہانسے ایک میل پر مدینہ کی جانب
اسیطح کا ایک اور قصر ہے جسکو قصر جعفر کہتے ہین۔ اسکے اندر پانی کا ایک حوض ہے اور حوض مین

زمین کے سوتوں سے میٹھا پانی نکلتا ہے۔ اِس راستہ مین ہمنے بہت سے مکان نصرانی مریضونکے
واسطے بنے ہوے دیکھے اور اِنکی آبادیوں مین مسلمانون کے شہرونکی طرح شفاخانونکا عمدہ انتظام
پایا۔ چنانچہ عکہ اور صور مین بڑے بڑے شفاخانے ہماری نظر سے گذرے ہمین اس قوم
اس تیمارداری پر بڑا تعجب ہوا۔

شہر مدینہ یا بلارمہ کا داخلہ

الغرض صبح کی نماز کے بعد یہانسے روانہ ہوکر مدینہ مین پہنچے۔ شہر مین داخل ہوتے وقت
محافظون نے ہمین روکا اور شاہی محل کے قریب جو دروازہ ہے وہان لیگئے۔ یہان با
کی طرف سے ایک معتمد مقرر ہے اور وہ مسافرونکا حال اور مقصود دریافت کرتا ہے شہر مین داخ
ہمنے بلند دروازے۔ چوڑے چوڑے میدان۔ اونچے اونچے محل۔ وسیع صحن۔ تر و تازہ با
اور خدام کے رہنے کے مکان اس کثرت سے دیکھے کہ عقل حیران اور نظر پریشان ہوگئی۔ اُسوقت
خدائے ذوالجلال کا یہ کلام مقدس یاد آیا ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجع
لمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفا من فضۃ ومعارج علیھا یظھرون ۔ اور اگر یہ با
نہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقے کے ہوجاینگے تو سازوسامان دنیا ہمارے ہان اسقد
کہ جو لوگ منکر خدائے رحمن ہین اُنکے گھرونکی چھتین ہم چاندی کی کردیتے اور چھتونکے علاوہ چا
زینے کہ اُنپر چڑھتے اُترتے۔ سورہ زخرف آیت ۳۲) اِسی اثنا مین ہماری نظر سے ا
بہت بڑا میدان گذرا جسکے چارونطرف باغیچے تھے اور میدان کے گرد مین کثرت سے
دالان اور کمرے بنے ہوے تھے۔ گویا اس عمارت سے تمام میدان گھرا ہوا تھا۔ اس عمارت

کثرت اور مناظر کی بلندی دیکھنے سے سخت تعجب ہوا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ
میدان بادشاہ اور اُسکے مصاحبوں کے کھانا کھلانے کا مقام ہے۔ اور یہ عمارت حکام اور اہل عمل
کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اِسی جگہ معتمد شاہی اپنے دفتر سے باہر آیا۔ یہ شخص بوڑھا آدمی ہے اور لمبی
لمبی سفید مونچھین ہین اُسکے چارونطرف خدام کا ہجوم تھا۔ دو آدمی دونو طرف سے اُسکے
دامن اُٹھائے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور ہم لوگونکی طرف مخاطب ہو کر بڑی نرمی سے
عربی مین ہمارا مقصد اور وطن دریافت کرنے لگا ہمنے اپنا حال بیان کر دیا۔ اُسنے اظہار عنایت
اور سلام و دعا کے بعد واپسی کی اجازت دی۔ سب سے پہلے اُسنے قسطنطینیۃ العظمی کے
حالات پوچھے وہانکے حالات سے ہمین کچھ آگاہی نتھی لاعلمی ظاہر کی۔ چلتے وقت ایک نصرانی
نے جو قصر کے دروازے کے پاس کھڑا تھا شرارت سے ہمین آواز دی اور کہا۔ "اے حاجیو!
تمھین اپنے مال کی نگہداشت اہالیان محصول سے لازم ہے" اُس شخص کو شبہ ہوا کہ شاید
اِنکے پاس تجارتی مال ہو۔ مگر اُسکے جواب مین دوسرے نصرانی نے اُسے روکا اور کہا۔ "کیا ممکن ہے
کہ جو شخص حرم شاہی مین داخل ہوا ہو پھر اُسکو کسی قسم کا خوف باقی رہے کچھ[1] تو نے تو اپنا مال اُنکے
سر کیا ہی نہین ہے" اور ہمسے کہا تم مطمئن ہو کر اپنے مقام کو جاؤ اور کسی طرحکا خوف دل مین
نہ کرو۔ اس گفتگو کو سنکر ہمین بڑا تعجب ہوا اور وہانسے نکلکر ایک سرائے مین آ کر ٹھہرے۔ اس راہ مین
قصر سے لیکر دور تک ہمین پٹے ہوئے راستے مین چلنا پڑا۔ اور یہ راہ ایک عظیم الشان کنیسہ پر منتہی ہوتی ہے
کہتے ہین کنیسہ مین بادشاہ کے آنے کے واسطے یہ راہ بنائی ہے۔ ہم اس شہر مین سولہوین

[1] اصل عربی نسخہ مین یہان عبارت مین کچھ غلطی ہے۔ اڈیٹر نسخہ بمبئی نے بھی اپنی معذوری ظاہر کی ہے اور لکھتا ہے کہ قلمی نسخہ مین بھی یہی عبارت لکھی ہوئی ہے۔

رمضان المبارک کو (۲۲ دسمبر) ہفتہ کے دن داخل ہوے -

حالات شہر بلارمہ (پلرمو) دارالحکومت صقلیہ

یہ مقام اس جزیرہ کی تمام آبادیوں مین سب سے زیادہ آباد اور سرسبزی و تازگی مین شہرہ آفاق ہے آبادی نہایت دلچسپ اور قدیمی ہے - عمارتین بہت بلند اور خوشنما ہین جس قسم کی خوبیان انسان تلاش کرے وہ یہان موجود ہین - ہر طرح کا عیش میسر ہے - اس بستی کے حسن مین شباب کی رونق نمایان ہے - ہر قطعہ زمین رشک گلزار ہے - کوچہ و بازار نہایت کشادہ ہین اسکی خوبی سے آنکھونکو رونق ہوتی ہے - شہر کی ترکیب سب سے نرالی ہے - قرطبہ کی آبادی سے کچھ مشابہ ہے - مکانات بالکل سنگ کذان کے بنے ہوئے ہین - قصرونکی چوٹیونپر قبونکا سلسلہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نوجوان کے گلے مین موتیونکا ہار پڑا ہو - وسط شہر مین ایک نہر روان ہے - آبادی کے چارونطرف آب خوشگوار کے چار چشمے ہین - اس فرانسیسی بادشاہ کو یہ شہر بہت پسند ہے اسلیئے اِسکو دارالحکومت بنایا ہے - یہان بادشاہ کے رہنے کے بہت سے قصر اور محل بنے ہوے ہین - اور بہت سے باغ اور میدان سیر و تفریح کے واسطے موجود ہین - گرجے جن پر سونے چاندی کی صلیبین نصب ہین - رہبانونکے واسطے بڑی بڑی جاگیرین مقرر ہین اللہ تعالی سے اُمید ہے کہ بہت جلد اس جزیرہ کی حالت کو درست فرمائے اور بجائے دارالحرب کے دارالامان بنائے اب بھی یہان مسلمانونکے کچھ اسلامی مراسم باقی ہین مسلمان کثرت سے مسجدونمین جمع ہوتے ہین اور اذان اعلانیہ کہتے ہین - اُنکے پڑاؤ اور بازار نصرانیونسے علحدہ ہین - مسلمان اکثر تجارت کے پیشہ ہین - البتہ دارالحرب کی وجہ سے نماز جمعہ نہین پڑھتے ہین صرف عیدین کی نماز مع خطبہ

پڑھا کرتے ہین عیدین کے خطبہ مین عباسیونکے واسطے دعا کرتے ہین مسلمانونکے لیے ایک قاضی بھی مقرر ہے اُسکے سامنے اپنے مقدمات پیش کرتے ہین۔ ایک جامع مسجد بھی ہے اُسمین صرف نماز ہوتی ہے اور اس ماہ مبارک کی راتونمین اکثر اس جامع مسجد مین روشنی وغیرہ کرتے ہین۔ اِسکے سوا اور بہت سی مسجدین ہین۔ اکثر مسجدونمین معلم قرآن شریف پڑھاتے ہین پڑھنے والے زیادہ تر اُن غریب اور مسکین مسلمانونکے بچے ہین جو کفار کے ہاتھونمین گرفتار ہین۔ اُنکے اہل و عیال اور جان و مال کفار پر حلال ہے۔ اللہ تعالےٰ اُنکی مصیبت اور تحمل کی جزا عطا کرے۔ اس شہر مین آبادی کا ایک قطعہ قصر قدیم کہلاتا ہے۔ وہ قطع آبادی کے بیچ مین واقع ہے اور اُسکے چارونطرف جدید آبادی ہے۔ اس سبب سے اس شہر کی قطع بالکل قرطبہ سے ملتی ہوئی ہے، قرطبہ کی آبادی کی بھی یہی صورت ہے۔ قصر قدیم مین ایسے خوبصورت مکان اور بالاخانے ہین جنکے دیکھنے سے نظر کوتازگی اور عقل کو حیرت ہوتی ہے۔ ہر مکان بلندی مین آسمان سے باتین کرتا ہے۔ اور ہر ایک عمارت عالیشان قصر کا نمونہ ہے۔ یہان ایک بہت بڑا کنیسہ ہے جسکا نام کنیسۃ الانطاکیہ ہے۔ اُسکی عمارت کی خوبی تعریف و توصیف سے باہر ہے۔ اندر کی جانب کی تمام دیوارین سونے مین مغرق ہین بیچ مین جابجا رنگین پتھرونکی چٹائین لگائی ہین اور چٹانونکو سُنہری نگونسے مرصع کیا ہے۔ اُسکے بیچ مین سبز نگونکی ڈالیان بناکر نہایت خوش قطع بیل بوٹے دکھائے ہین۔ دیوارونکے بالائی حصہ مین سراسر آئینہ دار کھڑکیان ہین جنکی شعاع سے آنکھین تلملاتی ہین۔ بادشاہ حال کے دادا کے وزیر نے یہ عمارت بہت سا روپیہ خرچ کرکے بنائی تھی۔ گرجا مین ایک بلند مینار رنگین پتھرونکے ستونون پر قائم ہے اور مینار کی چوٹی پر ایک قبہ ہے

وہ بھی بالکل ستونوں پر بنا ہوا ہے۔ یہ مینار دیکھنے مین نہایت خوشنما ہے۔ اور اسکو صومعۃ العروس
کہتے ہین۔ اللہ تعالیٰ جلد اِس مینار کو اذان کے شرف سے ممتاز کرے
اِس گرجا مین میلاد (مسیح علیہ السلام) کے دن جو انکا بہت بڑا تیوہار ہے بہت سے مرد اور عورتین
جمع ہوئین۔ عورتون نے نفیس اور عمدہ ریشمی کپڑے پہنے یہانکی عورتونکا لباس مسلمان عورتونسے
ملتا ہوا ہے۔ زبان نہایت فصیح ہے۔ وہ عورتین پوشاک کے اوپر بڑی بڑی چادرین اوڑھے اور
منہ پر رنگین نقاب ڈالے۔ پاؤنمین زرین موزے پہنے۔ ہاتونمین مہندی لگائے۔ اور کپڑونمین
عطر ملے۔ مسلمان عورتونکی طرح تمام زینت و زیبائش سے آراستہ ہوکر گرجونکی طرف روانہ ہوئین
یہ حالت دیکھکر ہمین ادیبانہ مذاق کے موافق ایک شاعر کا کلام یاد آیا۔

ان من یدخل الکنیسۃ یومًا　　یلق فیھا جاذرا و ظباء

(جو شخص آج کنیسہ مین جائیگا وہان اسکو ہرن اور پاڑیان ملینگی) نعوذ باللہ! ایسے باطل او
لغو مقام کی توصیف کرنا یا قید تحریر مین لانا بالکل زبونی عقل اور نقصان فہم ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی
مہلات سے محفوظ رکھے۔ اِس شہر مین سات روز ہمارا قیام رہا۔ جس سرا مین ہم مقیم تھے وہ خاص
مسلمانونکے ٹھرنے کے واسطے معین ہے
بائیسوین تاریخ (۲۸ دسمبر) جمعہ کی صبح کو ہم یہانسے اطرابنش کی جانب روانہ ہوئے ہمنے سنا
وہانسے دو جہاز ایک اندلس کو اور ایک سبتہ کو جانیوالا ہے انمین حجاج اور مسلمان
تاجر کثرت سے ہین انہین مین سے ایک جہاز مین ہمارا ارادہ اسکندرونہ جانیکا ہے۔
الغرض یہانسے روانہ ہوکر راہ مین ایسی خوشنما کھیتیان اور خوبصورت زمین کے قطعہ دیکھنے مین آئے

کہ ہمنے ایسی خوش وضع کوئی زمین نہین دیکھی تھی۔ اس آراضی کو دیکھکر ہمین قرطبہ کے قنبانیہ کا شُبہ ہوتا تھا۔ بلکہ یہانکی زمین اُس سے بہتر اور افضل معلوم ہوتی ہے۔

شب کو موضع **علقمہ** مین ٹھہرے۔ یہ بستی بہت وسیع ہے بازار اور مسجدین بھی ہین۔ باشندے سب مسلمان ہین بلکہ اس راہ کی سب بستیان مسلمانون ہی سے آباد ہین۔ ہفتہ کی صبح کو یہانسے کوچ ہوا۔ راہ مین ایک قلعہ پر سے گذرے جسکو حصن **الحمہ** کہتے ہین۔ یہ بہت بڑی آبادی ہے اُسمین گرم پانی کے چشمے بکثرت ہین۔ اللہ تعالےٰ نے اُنمین ایسا عنصر شامل کردیا ہے کہ شدت حرارت سے اُسکے پانی کو انسان کا جسم تحمل نہین کرسکتا۔ ہم یہان سواری سے اُترکر ایک چشمہ مین نہائے اور بدن کو راحت پہنچائی۔ عصر کے وقت اطرابنش مین پہنچے۔ اور ایک مکان کرایہ لیکر مقیم ہوئے۔

حالات شہر اطرابنش[1] (جزیرۂ صقلیہ)

یہ مقام ایک چھوٹی سی آبادی ہے۔ چاردیواری کبوتر کے سفید پرونکی طرح چمکتی ہے۔ عمدہ بندرگاہ نہین ہے اُسکی بندرگاہ کا بھی شمار ہے چونکہ یہان بہت سے جہاز جمع ہوتے ہین اسلیئے رومیونکی زیادہ آمدورفت کا مقام ہے خصوصًا برالعدوہ[2] کی طرف جانیکا بھی راستہ ہے یہانسے **ٹونس** کو ایک رات دن مین جہاز پہنچاتا ہے

---

[1] اطرابنش کو انگریزی مین ٹراپانی Trapani کہتے ہین اٹلی کا ایک بندر اور اسی نام کے ضلع کا دارالحکومت جزیرہ سسلی (صقلیہ) کے انتہائی مغرب و شمال کے گوشہ مین اور مارسالا سے مشرق اور شمال و مشرق کے گوشہ مین ۱۹ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ مونٹ سینٹ گیولیانو سے مغرب اور مغرب و جنوب کے گوشہ مین چار میل پر ہے آبادی ایک ریتلی جزیرہ نما مین ہے فصیل شہر مع برج اب بھی باقی ہے بندرگاہ کی حفاظت کے واسطے بند بنا ہوا ہے۔ اور ایک چھوٹے سے جزیرہ کولمبارا مین حفاظت کے لئے قلعہ بھی ہے بندرگاہ مین چار سو ٹن کی وزنی کشتیان آسکتی ہین سنہ ۱۸۸۱ء مین (۳۲۰۲۰) کی مردم شماری تھی۔

[2] صاحب تقویم البلدان ملک اسمعیل کی تحقیق کے موافق برالعدوہ مراکو کے اُس ساحل کا نام ہے جو اسپین کے مقابل ہے۔ اور سبتہ (سیوتا) اُسکا مشہور و معروف بندر ہے۔

اور اس سفر کی حالت گرمی اور سردی مین یکسان ہے ہمیشہ اس سفر کے لئے ہوا موافق رہتی ہے
اسلئے یہ راہ بہت اچھی ہے۔ اطرابنلش مین بازار اور حمام وغیرہ تمام ضروری چیزین موجود ہین۔ مگر
آبادی دریا کے منہ مین واقع ہوی ہے اور دریا اُسکی جانب منہ پھیلائے ہوئے ہے۔ شہر کے باشندے
ہمیشہ خائف اور ہراسان رہتے ہین کہ مبادا کسی دن دریا کی طغیانی نقصان پہنچائے لیکن کثرت
زراعت اور ارزانی کے باعث یہ جگہ انہین پسندہی۔ آبادی کے تین طرف دریا محیط ہی صرف
ایک جانب بہت تنگ سا راستہ خشکی سے ملا ہوا ہے۔ باشندہ مین مسلمان اور نصارا دونون
ہین۔ دونون قومونکی مسجدین اور گرجا بنے ہوئے ہین۔ شہر کی آبادی کے شمال و مشرق کے گوشہ مین
ایک بہت بلند اور وسیع پہاڑ نظر آتا ہے۔ اِس پہاڑ کی ایک چوٹی اُسکے سلسلے سے علیحدہ
معلوم ہوتی ہے۔ اُسپر رومیونکا قلعہ ہے اس قلعہ اور پہاڑ کے درمیان مین آمدورفت کے واسطے
دریا پر ایک پل بنالیا ہے۔ پل کے پرے پہاڑ مین رومیونکا ایک بہت بڑا شہر آباد ہے
کہتے ہین اس شہر کے محل کل جزیرے کے محلونسے خوبصورت ہین۔ اللہ تعالے یہ مقام مسلمانونکو
عطا فرمائے۔ اِس پہاڑ مین زراعت اور انگور کے باغونکی کثرت ہے۔ سنا ہے اِس پہاڑ کے
سلسلے مین قریب چار سو کے چشمے روان ہین۔ پہاڑ کا نام جبل حامد ہے۔ اُسکی چڑہائی ایک
طرفسے بہت سہل ہے۔ یہانکے لوگونکا خیال ہے کہ یہ جزیرہ شاید اسی پہاڑ کے ذریعہ سے فتح
ہونیوالا ہے۔ کیونکہ ممکن نہین کہ مسلمان بغیر اس پہاڑ کے چڑھے ہوئے آرام لین۔ اسی سبب سے
اِس قلعہ پر زیادہ تیاری رہتی ہے اور جب کوئی حادثہ پیش آتا ہے کل رومی اپنے اہل وعیال کو
قلعہ مین پہنچا کر پل توڑ ڈالتے ہین اور پھر قلعہ اور پہاڑ کے درمیان مین ایک گہری خندق حائل ہو جاتی

غرضکہ یہ قلعہ اور شہر عجیب و غریب مقام ہے۔

اطرابنش کی آبادی میدان مین واقع ہوی ہے۔ اس آبادی مین پانی کمیاب ہے بعض بعض مکانون مین تھوڑے تھوڑے پانی کے کنوین ہین مگر پانی سبکا کھاری ہے اور پینے کے قابل نہین ہے پینے کا پانی ایک کنوین سے لاتے ہین جو یہانسے کچھ فاصلے پر ہے۔ اس شہر کے غرب مین چھ میل پر دریا کے اندر تین جزیرے برابر برابر سے ہوے ہین انمین سے ایک کا نام ملطیمہ[۱] دوسر کا یابسہ۔ اور تیسرے کا راہب ہی۔ ان سب جزائر مین یہ آخری جزیرہ آباد ہے باقی ویران پڑے ہین۔ یہ جزیرہ ایک راہب کے نام سے منسوب ہے۔ جسنے اپنے واسطے یہان ایک بلند مکان بنایا تھا۔ وہ مکان قلعہ کے طور پر بنا ہوا ہے اور دشمن کے واسطے اچھی کمین گاہ ہے۔ الغرض اس بندرگاہ مین ہمین دونون جہاز مغرب کے جانیوالے تیار ملے۔ انمین سے اندلس کو جانیوالے جہاز پر سوار ہونے کا ہمارا ارادہ ہے

حالات ماہ شوال سنہ ھ

پانچوین جنوری کو ہفتہ کی شب مین حاکم اطرابنش کے سامنے گواہونسے رویت ہلال ثابت ہوئی کیونکہ مدینہ مین لوگون نے جمعرات کی شب مین رمضان المبارک کا چاند دیکھا تھا۔ اسکے حساب سے آج پورے تیس روز رمضان کے گذر چکے۔ عید کی نماز ہمنے یہان ایک مسجد مین پڑھی شہر کے کچھ لوگ جو عیدگاہ جانے سے معذور تھے اس مسجد مین جمع ہوئے۔ انکے ساتھ ہمنے بھی مسافرانہ نماز ادا کی (اللہ تعالے سب مسافرونکو اپنے وطن کو پھنچاے) باقی شہر کے سب مسلمان اپنے اپنے

[۱] انگریزی مین اسکا نام ماری تیمو Maritimo ہے

احکام اور سرداروں کے ساتھ عیدگاہ کو گئے اور وہانسے نماز پڑھکر نقارے اور نفیریان بجاتی ہوے واپس آتے۔ اُنکے اس تجمل اور نصرانیوں کے تحمل پر ہمیں بہت تعجب ہوا۔

قصہ کوتاہ ہمنے اندلس جانے والے جہاز کا کرایہ ادا کر کے زادراہ کا بندوبست شروع کیا۔ اس عرصہ مین صقلیہ کے بادشاہ کا حکم سب بندرگاہوں مین پہنچا کہ کوئی جہاز بندرگاہ سے آگے نہ جانے پائے۔ اسلیئے کہ اُسکے جنگی جہازوں کا بیڑا کسیطرف کو جانیوالا ہے۔ جب وہ بیڑا نکل جائیگا اُسوقت اور جہازوں کی نقل وحرکت کی اجازت ہوگی۔ سنا ہی اس بیڑے مین تین سو جنگی جہاز اور سو کشتیاں خورونوش کے سامان کی ہین۔ اللہ تعالے اُسکی کوشش کو ناکامیاب کرے اور اُسکی گھات اسی پر ختم ہو۔ اس خبر کے سنتے ہی ہمروی جنوی لوگ جو مغرب کو جانیوالے جہازونکے مالک ہین اپنے جہازونکو نکال لیجانے کے واسطے جہازونپر چڑھ گئے۔ اطرابنش کے حاکم کی طرفسے اُنکی بہت دار وگیر ہوی۔ آخر بہت سی رشوت دیکر اُسکو رضامند کیا۔ اب صرف ہوا کی موافقت کا انتظار ہے۔

آج ایک اور وحشتناک خبر مغرب کی طرفسے سُننے مین آئی۔ یعنی مالک میورقہ نے بجایہ پر فتح پائی۔ اللہ تعالے اس خبر کو غلط کرے اور مسلمانونکو عافیت نصیب فرمائے۔ صاحب صقلیہ کی فوجکشی کے بارہ مین یہانکے لوگونکے مختلف خیالات ہین بعض کے نزدیک اسکندریہ۔ بعض کے نزدیک میورقہ۔ اور بعض کے خیال مین افریقیہ کی جانب فوج جانیوالی ہے۔ حالانکہ افریقیہ سے اِس بادشاہ کا عہدنامہ ہوچکا ہے لیکن یہان لوگونکا یہ گمان ہے کہ شاید وہانکی وحشتناک واقعات سُنکر اس کافر نے بدعہدی کا ارادہ کیا ہو۔ مگر یہ گمان بعید از قیاس ہے

اسلئے کہ یہ بادشاہ اپنے عہد پر قائم نظر آتا ہے بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ شاید قسطنطنیہ الفظیم
کو جاتا ہو۔ اسواسطے کہ اسکے متعلق ایک نیا معاملہ پیش آچکا ہے۔ اور اُس واقعہ کا بیان طبیعتوں کے واسطے
بشارت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول پاک کی شہادت ہے۔ یہ قصہ اسطرح مشہور ہے
کہ والئ قسطنطنیہ مرگیا۔ اور اُسنے اپنا ملک اپنی بی بی کے سپرد کیا۔ اُس عورت سے ایک صغیر السن
لڑکا بھی تھا۔ اُسکے چچیرے بھائی نے ملک کا دعوےٰ کیا۔ عورت کو تو مار ڈالا اور بچے کو قید کرلیا
قاتل کے بیٹے نے رحم کھا کر اُس بچے کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ اُسکے باپ نے اسکے قتل کی تاکید
کی تھی۔ یہ بچہ رہائی پاکر وہانسے بھاگا اور بہت سی مصیبتیں جھیل کر صقلیہ مین آگیا۔ یہان ذلت وخواری
کی حالت مین ایک راہب کی نوکری قبول کرلی۔ مدت تک اسی حالت مین پوشیدہ رہا۔ ایک
مرتبہ بادشاہ صقلیہ نے اسکو بلاکر گفتگو کی مگر گفتگو کے بعد یہی سمجھا گیا کہ وہ راہب کا خادم یا غلام ہے
لیکن رومی جنویونکی زبانی جو قسطنطنیہ کو جاتے ہین ہمنے اُس لڑکے کی نسبت ملوکانہ آثار سُنے
اُنکا بیان ہے کہ ایک روز کسی خاص جلسے مین بادشاہ صقلیہ کی سواری نکلی۔ سب لوگ صفین
باندھکر سلام کے واسطے کھڑے ہوئے۔ یہ لڑکا بھی اُس جماعت مین موجود تھا۔ شاہی سواری
دیکھکر سب گھبراگئے اور بڑی تعظیم سے جھک جھک کر سلام کرنے لگے مگر اس لڑکے نے سلام کے
اشارے کے سوا اور کوئی تعظیم کی رسم ادا نہ کی۔ بادشاہ کو خیال ہوا کہ شاید اُسکی ہمت ملوکانہ نے
عام کے طریقے مین شامل ہونے کی اجازت نہ دی۔ اُسروز سے بادشاہ نے اُسکی خبرگیری شروع
کی اور اُسکی حفاظت کا بہت اہتمام کیا تاکہ اُسکا چچیرا بھائی کسی حیلے سے اُسے ہلاک نہ کرادے۔ اس
لڑکے کی ایک خوبصورت بہن بھی تھی اُسپر اُسکا چچیرا بھائی مبتلا ہوگیا۔ مگر اہل روم میں عزیزونمیں عقد

کرنے کا دستور نہین ہے اسلئے اس لڑکی کا عقد نہو سکا۔ مگر غلبۂ شوق اور سعادت ازلی نے اسے
اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ امیر مسعود حکمران دروب اور قونیہ کے پاس ملتجی ہوا۔ اس سے پہلے اس
کتاب مین یہ بیان ہوچکا ہے کہ والیٔ قسطنطنیہ اس امیر کا باجگذار رہتا ہے۔ غرضکہ والیٔ قسطنطنیہ
اپنی مطلوبہ کے ساتھ اُس بادشاہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا اور صلیب زرین کو آگ مین جلا کر پانی مین
ڈالا۔ اِن لوگون مین اپنے مذہب سے انحراف کی یہ بڑی علامت ہے۔ اسکے بعد اپنی محبوبہ سے نکاح کیا
اور لشکر اسلام کو اپنے ساتھ لیکر قسطنطنیہ مین آیا۔ یہان نصرانیون سے بڑی جنگ ہوی۔ پچاس
ہزار کے قریب رومی مارے گئے۔ فرقہ **اغریقیون** نے مسلمانون کی اعانت کی۔ یہ لوگ اہل کتاب
مین سے ہین اور اُنکی زبان عربی ہے اُنسے اور سب دوسرے نصرانی فرقون سے پوشیدہ دشمنی ہے
وہ سور کا گوشت کھانے کو بہت بُرا جانتے ہین۔ اُنھین اپنے دشمنون کے قتل سے نہایت خوشی
ہوی۔ اللہ تعالے نے اِن کافرونکی بیخ کنی اُنھین کے ہاتھون سے بآسانی کرادی۔ آخرکار مسلمانون نے
قسطنطنیہ پر فتح پائی اور تمام مال و اسباب غنیمت جسکی تعداد حساب سے باہر ہے امیر مسعود
صاحب دروب کی خدمت مین بھیجا گیا اور امیر کی طرف سے قسطنطنیہ مین چالیس ہزار مسلمان مقرر ہوے
اور بلاد روم کے جو اضلاع امیر کے ماتحت تھے وہ قسطنطنیہ مین شریک کردے گئے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے
تو قیامت کی نشانیون مین سے اعلیٰ درجہ کی ایک نشانی ہے۔ اصلی حال کا تو خدا کو علم ہے مگر یہان
ہر مسلمان اور نصرانی کی زبان پر خبر گرم ہے اور یہان والونکو اسکا پورا یقین بھی ہے اسلئے کہ
یہ خبرین قسطنطنیہ سے آنیوالے جہازونکے ذریعہ سے یہان پہنچی ہین۔ مدینہ مین داخلہ کے وقت
شاہی معتمد نے پہلے سے یہی خبر دریافت کی تھی ہمین اسکا علم نتہا اسلئے اُسکے سوال کا مطلب

ہم نہین سمجھے تھے۔ اب اُس بات کا پتا معلوم ہوا۔ یہان والونکو صاحب قسطنطنیہ یعنی اس
لڑکے کی زبانی اور نیز بعض اُن لوگونکی زبانی جو اُسکے قتل کے واسطے شاہ قسطنطنیہ کے مرسلہ
آئے تھے اِس امر کی تحقیق ہو چکی ہے اِنہین خطرات کے باعث شاہ صقلیہ نے اُس لڑکے کی
حفاظت اور نگہبانی کا زیادہ اہتمام کیا ہے ممکن نہین کہ کوئی چشم زخم اُسکو پہنچ سکے ہمنے
یہ لڑکا کم سن نوجوان سرخ و سفید۔ نازک اندام۔ جوشِ جوانی مین چور۔ اور نشۂ نوعمری سے سرشار۔ اور
سلطنت سے خوب واقف اور علم عربی سے ماہر ہے۔ چہرے سے آثار سرداری نمایان ہین غرضکہ عام
طور پر یہ خیال ہے کہ اسی لڑکے کی حمایت مین شاہ صقلیہ قسطنطنیہ پر فوج کشی کرنیوالا ہے۔ اللہ تعالے اُسے
ناکامی اور نقصان کے ساتھ پس پا کرے۔ اور اُسکے مذہب کے وبال کا مزا چکھائے۔ یا باد مخالف کو
جہازون پر مامور کرے تاکہ کل جہاز لقمۂ دریا ہو جاین اور اس قسطنطنیہ والی خبر کو اپنی عنایت سے سچا فرمائے
یہ خبر بھی عجائبات مین سے ہے۔

حالات ماہ ذی القعدہ ۵۸۰ھ

چوتھی فروری کو پیر کی شب چاند دکھائی دیا۔ ہم ہنوز اطرابنش مین جاڑے کی فصل کی ختم کے منتظر ہین
اسلئے کہ جس جہاز مین ہم سوار ہونیوالے ہین اُسکے لئے وہی زمانہ موافق ہے۔ اس مدت
قیام مین یہانکے ہمین بہت سے حالات معلوم ہوئے اور اُنکی آگاہی سے سخت افسوس ہوا یعنی اس
نواح کے مسلمانونکی بندگان صلیب کے دست حکومت مین گرفتاری۔ اور حکومت کی سختی سے
اُنکی ذلت و خواری بیان کے قابل نہین ہے۔ بلکہ اکثر کے لئے جنکی قسمت مین شقاوت ازلی
مقدر ہو چکی ہے۔ اس تشدد کا نتیجہ اپنے دین و مذہب سے مفارقت ہوتی ہے چنانچہ ایک

عبرتناک قصہ اسی زمانہ کا سنا گیا کہ علمائے اسلام مین سے ایک شخص مدینہ (بلارمہ) کا رہنے والا جسکا نام
ابن زرعہ ہے کسی شاہی مطالبہ مین گرفتار ہوا اُسپر اسقدر تشدد کیا گیا کہ ناچار اُسنے دین اسلام سے مرتد
ہوکر مذہب نصارا قبول کیا چند روز مین اُنکی دینیات کی کتابین دیکھکر انجیل وغیرہ حفظ کرلی اور علمائے نصارا
مین داخل ہوگیا۔ اور اُنکے مذہب کے موافق فتوے اور احکام جاری کرنے لگا۔ بلکہ بعض اوقات حسب ضرورت
شریعت اسلام کے مطابق بھی فتوے دیتا ہے اور اپنے شاگردونکو دونون شریعتونکے احکام سکھاتا ہے
اُسکے مکانکے قریب اُسکی اپنی مسجد تھی اُسے توڑکر کنیسہ بنالیا۔ اللہ تعالے اِس شقاوت اور بدنصیبی سے
بچائے۔ لوگونکا خیال ہے اُسنے اپنا مذہب پوشیدہ رکھا ہی کاش یہ بات صحیح ہو۔ اور اُس بزرگ کی
حالت اِس آیت شریف کے تحت حکم مقدر ہوی ہو۔ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان
(جو شخص کہ کفر پر مجبور کیا جائے مگر اُسکا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو اُس سے کچھ مواخذہ نہین سورہ نحل
آیت ۱۰۶) آجکل اس شہر مین سید ابو القاسم ابن حمّود عرف ابن الحجر اس جزیرہ کے قدیمی
سردارونکی اولاد مین سے تشریف لائے ہوئے ہین اُنکے افعال خیر اور اعمال صالح نفقات و
صدقات۔ رہائی اسیران۔ مسافر حاجیونکی دستگیری وغیرہ کے حالات بہت معروف و مشہور ہین
اُنکے آنے سے تمام شہر مین ہلچل مچ گئی اسلئے کہ یہ مدت سے شاہ صقلیہ کے پاس اپنے دشمنون کی
افترا پردازی سے ایک الزام مین نظربند تھے۔ اُنپر یہ الزام لگایا تھا کہ یہ بزرگ جماعت موحدین (اہل اسلام
اُندلس) سے خط کتابت رکھتے ہین۔ اُن پر ایسی حراست مقرر کی گئی تھی کہ رہائی کی کوئی اُمید باقی
نرہی تھی۔ اُنھون نے اِس زمانہ حراست مین اپنے تمام مکانات اور املاک وغیرہ فروخت کرکے
تیس ہزار دینار مومنیہ کے قریب تاوان مین دیے۔ صرف تھوڑا سا مال باقی رہا تھا کہ شاہ صقلیہ کو

انکی حالت پر رحم آیا۔ اور اس مواخذہ سے بری کر کے اپنی سلطنت کا کوئی بڑا کام انکے سپرد
کر دیا۔ انھون نے مجبوری سے بکراہت اس خدمت کو قبول کر لیا جب یہ صاحب یہان
تشریف لائے تو انہین ہم لوگون سے ملنے کی بھی رغبت ہوی۔ انکی زبانی ہمین اس جزیرے کی
اندرونی حالت اور دشمنان دین کے ہاتھون مسلمانونکی مجبوری کی کیفیت پوری پوری معلوم ہوی
ان حالات کے سننے سے دل پگھلا جاتا تھا اور آنکھون سے ایک دریا امنڈ آتا تھا۔ ان بزرگوار نے
بڑی حسرت کے ساتھ بیان کیا کہ اگر کوئی مجھے میرے اہل و عیال سمیت مول لیکر اس دیار بد حال
سے بلاد اسلامیہ مین پہنچا دے تو مجھے اس ذلت و خواری سے یہ غلامی بدرجہا بہتر ہے۔ باوصف
کثرت اہل و عیال جب ایسے صاحب منصب اور عالی رتبہ شخص کا یہ مقولہ ہے تو دوسرونکا کیا
حال ہوگا! ہمنے انکے اور تمام جزیرے کے مسلمانونکے واسطے دعا مانگی۔ تمام اہل اسلام پر واجب
کہ اس مصیبت زدہ جماعت کے واسطے دشمنونکے ہاتھون سے رہائی پانے کی ہر مبارک موقع پر دعا کیا
کرین۔ غرضکہ ان بزرگ کی خدمت سے ہم لوگ باچشم پر آب رخصت ہوئے اور انکی ہمت۔ شرافت۔ بردباری
اور خلق و تواضع سے سب کے دل خوش ہوئے۔ انکے بھائی بندونکے مکانات بلارمہ مین نہایت
بلند اور خوش قطع ہین۔ اور انکی عزت بھی وہان بہت زیادہ ہے۔ خصوصًا ان بزرگوار کی حالت
سب سے افضل ہے۔ نصرانیونمین انکے اعزاز کا زیادہ تر یہ سبب ہے کہ وہ خیال کرتے ہین کہ اگر یہ
شخص نصرانی ہوگیا تو انکے اتباع مین تمام جزیرے کے مسلمان اپنے مذہب سے پھر جاوینگے۔ اللہ تعالے
انہین مع تمام مسلمانونکے گمراہی سے۔ اور اس قوم کے دست تظلم سے نجات عطا کرے
یہ بزرگ جبد نسے اس شہر مین آئے ہین مغلس اور نادار حجاج کی تیمارداری مین مصروف ہین یکسی کی

زادراہ کا اور کسیلیے جہازکے کرایہ کا انتظام کر رہے ہین۔ اللہ تعالیٰ انکی اس کوشش وہمت کی جزائے خیر عطا کرے۔

اس جزیرے کے مسلمانونکی مصیبت کا اس امر سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی یا اولاد کو ناراض ہوکر تنبیہ کرے اور وہ بچہ یا عورت غیرت کھاکر کنیسہ مین جاکر نصرانی ہوجاے تو پھر اسکے والدین یا شوہر کو اُس پر کوئی حق نہین رہتا جس قوم کو اپنے اہل وعیال مین اس قسم کے تصرفات او فتنہ کا خوف ہو اُسکی مصیبت کا ہر ذی ہوش اندازہ کر سکتا ہے۔ یہ لوگ راتدن اہل وعیال کی مدارات کرتے رہتے ہین کہ مبادا کوئی اس قسم کے فساد مین گرفتار نہوجاے۔ بلکہ بعض عاقبت اندیشونکا یہ خیال ہے کہ مبادا کسی موقع پر تمام مسلمانونکو ایسی بلا مین مبتلا ہونا پڑے جسطرح جزیرہ اقریطش کے باشندے مصیبت مین پڑے تھے جزیرہ اقریطش کی ملک نے وہانکے مسلمانونپر رفتہ رفتہ ایسی سختیان کین کہ کل قوم کو مجبوراً نصرانی ہونا پڑا۔ صرف چند لوگون نے جنکے مقدر مین اللہ تعالیٰ نے سعادت تحریر فرمائی تھی وہانسے بھاگ کر نجات پائی۔ باقی گمراہونپر وعید عذاب صادق ہوا۔ اِن لوگونکی مصیبت کے اندازہ کرنیکا ایک اور معاملہ پیش آیا۔ اُسکے بیان سے جی پھٹتا ہے اور زہرا پانی ہوتا ہے۔ ایک روز اس شہر کے کسی دولتمند نے ہمارے گروہ کے ایک حاجی کے پاس اپنے لڑکے کی معرفت یہ پیام بھیجا کہ میری ایک صغیر السن لڑکی بلوغ کے قریب ہے۔ اگر تمہاری مرضی ہو تو خود اُسکے ساتھ نکاح کرلو ورنہ اُسکو اپنے ساتھ لیجاؤ اور اپنے ملک مین جسکے ساتھ مناسب سمجھو عقد کردینا۔ اسلئے کہ یہ لڑکی ممالک کفار سے بیزار ہے اور اُسے دیار اسلام کے شوق نے مفارقت اقربا پر رضامند کردیا ہے۔ اُسکا باپ اور بھائی دونون اس امر پر راضی ہین تاکہ علائق کی کمی کے سبب اُنہین بھی

اس کفرستان سے نکلنے کا کوئی موقع ملے۔ ہمارے ساتھی نے اس درخواست کو قبول کیا اور
ہم لوگون نے بھی اُسکو اس کار خیر پر امادہ ہونے کی ترغیب دی۔ مگر ہمین ان لوگونکی مجبوری پر سخت
تعجب ہوا کہ ایسی ودیعت قلبی کو ایک مسافر کے حوالے کرنے اور اُسکی مفارقت مین صبر کرنے پر
اُنہین کس مصیبت نے مجبور کیا ہے۔ اسیطرح اُس لڑکی کے ارادے پر بھی حیرت ہوتی ہے کہ اُسنے
فقط دیار اسلام کے شوق مین اپنے اعزہ اور وطن کی مہاجرت گوارا کی۔ سُنا ہے جب لڑکی کے
والد نے اُس لڑکی سے اس بارہ مین مشورہ کیا تو اُسنے کہا کہ اگر ایسے موقع پر بھی تم مجھے بچانے
دوگے تو خدا کے ہان میرے معاملے مین تمسے سوال کیا جائیگا۔ اللہ تعالے اس لڑکی کو آفات سے
بچائے اور اُسکے امور کی کفالت کرے۔ اور اپنے عزیزونکی ملاقات سے پھر شاد کام فرمائے۔
اس لڑکی کے کئی حقیقی بہن بھائی موجود ہین اور مان مرچکی ہے۔

حالات ماہ ذی الحجہ سنہ ھ

کئی روز سے مطلع پر ابر محیط تھا اسلئے ہمین ذی القعدہ کے پورے تیس روز شمار کرنا پڑے لیکن تیس دن
پورے ہونے کے بعد بدھ کی شب مین چھٹی مارچ کو اتفاقاً چاند بھی دکھائی دیا۔ چاند کسی قدر بڑا تھا
اور اسیوجہ سے شب گذشتہ یعنی منگل کی شب کا مانا گیا ہے۔ ہم لوگ ہنوز اطرابنش مین ہوا کی
موافقت کے منتظر ہین۔

نوین تاریخ (۱۳ مارچ) عرفہ کے دن ہم لوگ جہاز پر سوار ہوے صبح کو ہمنے جہاز ہی مین عید کی
جہاز مین صرف پچاس مسلمان ہین اور جہاز کی روانگی مین ابھی ہوا کی موافقت کا انتظار ہے
راتکو سب جہاز مین سوتے ہین صبح کو خشکی پر چلے آتے ہین۔ بارہ روز اسیطرح گذرے۔ آخرکار

اکیسوین تاریخ (۲۵ مارچ) پیر کی صبح کو جہاز کا لنگر اُٹھا۔ ہمارے ساتھ دو اور رومی جہاز ہین۔ یہ تینون
جہاز آگے پیچھے دریا مین جا رہے ہین جب یہ جہاز جزیرۂ راہب کی پاس پہنچے کسیقدر ہوا
کا رُخ بدل گیا اور ہمارے جہازونکو اس جزیرے مین ٹھہرنا پڑا۔ یہ جگہ اطرابنش سے اٹھارہ میل کے
فاصلہ پر ہے یہان اتفاق سے مرکون جنوی جہاز اسکندریہ سے آیا ہوا ملا۔ اُسمین ہمارے ساتھیون مین سے قریب
دو سو مغربی کے سوار ہین۔ یہ لوگ سال گذشتہ کی ذی الحجہ مین مکہ معظمہ مین ہمسے جدا ہو گئے تھے۔ اُسوقت سے
آجتک ہمین اُنکی کوئی خبر نہین ملی تھی۔ اس جماعت مین ہمارے دوست مولوی ابوجعفر بن سعید غرناطہ کے
رہنے والے بھی موجود ہین جو مکہ معظمہ مین ہمارے مہمان تھے اُن لوگون نے ہمین دیکھکر اپنے جہاز
کے کنارون پر سے جھک جھک کر خوب نعرہاے خوشی بلند کئے اور سلامتی و عافیت کی مبارکباد دی
دونون گروہ ایک دوسرے کی ملاقات سے خوش ہوئے۔ بلکہ فرط خوشی سے رونے لگے۔ ادہر کے کچھ لوگ اُدہر گئے
اُدہر سے ادہر آئے۔ ہمارے حق مین یہ دن گویا عید سے بھی بڑھ گیا۔ ساری رات فرحت و سرور مین بسر ہوئی
اس اجتماع غیر مترقبہ سے ہمنے اپنے وطن مین بعافیت پہنچنے اور اہل و عیال سے ملنے کا تفاؤل کیا۔
بائیسوین تاریخ منگل کے دن ہوا موافق چلنے لگی اور یہ چارون جہاز آگے پیچھے جزیرۂ اندلس کی
جانب روانہ ہوئے۔ دن بھر نہایت اچھی ہوا چلتی رہی اور اُسکی وجہ سے جہاز کی رفتار بہت تیز اور
سبک ہی اہل جہاز کو اندلس کے شوق مین یہ اضطراب ہے کہ اگر بس چلے تو ایکدم مین جہاز کو اُڑا لیجائین
دوسرے روز غربی ہوا نے ہمارے سامنے سے زور باندھا۔ اور جہازونکو پلٹا کر جمعرات کی شب مین
راہب مین پہنچا دیا۔ یہان سے جمعہ کی شام کو ہمارا اکیلا جہاز اور جہازونکو چھوڑ کر دوبارہ روانہ ہوا۔ راستہ
مین موافق ہوا اس شدت سے چلی کہ جہاز کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ تھا۔ اتوار کی صبح کو یک بیک

جزیرہ **سر دانیہ** کا ساحل نظر آیا۔ لوگونکو اس جزیرہ کے دیکھنے سے بہت خوشی ہوی اور ہر شخص کو
اس حسن اتفاق سے اور بھی تعجب ہوا کہ ہمارے جہاز نے جزیرے کے ساحل کو سو میل کے قریب طے
کر لیا۔ اس حساب سے ایکدن اور دو راتومین اس جہاز نے پورے پانسو میل کی مسافت طے کی۔ یہان پہنچکر
ہوا موافق رک گئی۔ اور ایسی ہوا چلنے لگی جسکے جہونکون نے اٹھائیسوین تاریخ ذیقعدہ (۲۸ اپریل) پیر کی شب مین
جہاز کو **افریقیہ** کی ساحل کیطرف پہنچادیا صبح کو جزیرہ **جالطہ** کے کنارے ہمنے جہاز کو باندہا۔ یہ جزیرہ آجکل
ویران ہی۔ سنا ہی اس سے پہلے آباد تہا۔ اس جزیرہ کی ویرانی کے باعث ہمین یہان ٹھرنے مین سخت
پس و پیش تہا۔ مگر اللہ تعالے نے ہر طرحکے نقصان سے محفوظ رکھا۔ یہان ابر و بارش کی وجہ سے چار روز
ٹھرنا پڑا اور اللہ تعالے سے عافیت کی دعا مانگتے رہے۔

حالات ماہ محرم ۱۳۰۵ھ

مطلع صاف ہونے سے پورے تیس روز کا ذی الحجہ مانا گیا۔ ۱۴ اپریل کو جمعرات کی شب کا
چاند قرار دیا گیا۔ جمعہ کی شب مین مشرقی ہوا کی کچھ رمق معلوم ہوی۔ اور ہمارا جہاز اس جزیرے سے آگے
بڑہا۔ تھوڑی دیر تک تو ہوا نرم چلتی رہی پھر تیز ہوگئی۔ جہاز کی رفتار اعتدال سے بڑہگئی۔ جبسے ہمنے
دریائی سفر شروع کیا ہے ہر گھڑی ہماری نظر اس ہوا کے شوق مین مشرق ہی کی جانب لگی رہتی ہے
لیکن ہمیشہ انتظار کرتے کرتے اس ہوا کی رمق اسوقت محسوس ہوی ہے جب اسپر عنقاے مغربی کا
نام صادق آگیا ہے۔ مگر اللہ تعالے نے اپنے کرم سے اس **نیسان** کے مہینے مین ہوا ایسی چلائی کہ
ہمارے سارے انتظار کی تلافی ہوگئی۔ دو روز تک یہ ہوا بڑے زور سے چلتی رہی۔ اور جہاز کی رفتار خوب
تیز رہی۔ جزیرہ **سردانیہ** ہماری داہنی طرف رہگیا اور جہاز اسکے حدود سے آگے نکل گیا۔ اسکے بعد مختلف

ہوائین چلنی شروع ہوئین اور جہاز اِدھر اُدھر بھٹکنے لگا کسی طرف خشکی کا کنارہ نظر نہ آتا تھا۔ اِسلئے ہمین خوف ہوا کہ مبادا ہوا کے جھونکے پریشان نہ مین نہ پہنچا دین۔ مگر اللہ نے اس خطرہ کو بھی دفع کیا۔
دسوین تاریخ ہفتہ کی شب ہمکو دور سے جزیرہ یابسہ نظر آیا۔ ہمین تو اُسکے دیکھنے کی اُمید ہی نہ رہی تھی۔ جب دن نکلا تو جزیرہ صاف نظر آنے لگا۔ اور راتکو ہمارا جہاز اُسکی بندرگاہ مین داخل ہوا۔ یہان داخلہ کے وقت ہوا کی مخالفت سے بڑی دقت اُٹھانی پڑی۔ یہانسے شہر چار یا پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ ہمارے جہاز کا لنگر جزیرہ فرمن تیرہ [۵۱] کے کنارے ہوا ہے یہ مقام جزیرہ یابسہ سے علیحدہ ہے۔ اُسمین بہت سے گانون آباد ہین۔ یہانسے قریب دو پہاڑ نظر آتے ہین اور وہ دونون جدا جدا ہین۔ اُنمین سے ایک کو **شینج** اور دوسرے کو **عجوز** کہتے ہین آج ہی غروب کے قریب ہمین اندلس کے پہاڑ نظر آئے۔ اُنمین سب سے قریب دانیہ کا پہاڑ دکھائی دیا جسکو **قاسون** کہتے ہین اُسکے نظارے سے آنکھونمین نور اور دل مین سرور پیدا ہوا صبح کو اس بندر مین غربی ہوا چلتی رہی۔ اور ہم لوگ عنایت الٰہی سے موافق ہوا کی اُمیدوار ہین تیرہوین تاریخ منگل کے روز شرقی ہوا خفیف خفیف شروع ہوئی اور جہاز کا لنگر اس جزیرے سے اُٹھا۔ لیکن ہوا کی خفت اور کمی سے سب کو خوف ہی۔ اور جناب الٰہی مین ہوا کی قوت کی دعا مانگتے ہین۔ اب دانیہ کا پہاڑ ہمارے سامنے نظر آتا ہے۔ غرضکہ خدا کی عنایت سے یہ ہوا اسیطرح چلتی رہی پندرہوین تاریخ جمعرات کی شام کو ہم قرطاجنہ مین بخیر و عافیت پہنچے۔ اور جہاز سے اُترکر شکر ادا کیا۔ یہانسے سولہوین تاریخ نماز جمعہ کے بعد روانہ ہو کر قرطاجنہ کے پڑاؤ مین پہنچے

---

۵۱ انگریزی مین Formentera نام ہے۔ یہ جزیرہ بھی جزائر بلیرک مین شمار ہوتا ہے۔ طول البلد شرقی ایک درجہ ۲۲ دقیقہ اور ایک درجہ ۳۷ دقیقہ کے درمیان مین واقع ہے۔ قطع وضع مین جزیرہ یابسہ سے بہت مشابہ ہے۔

یہان ایک برج مین جسکو برج الثلاثة صہیاریج کہتے ہین قیام کیا۔ ہفتہ کے روز یہانسے
مرسیہ مین اور وہانسے لبرالہ مین آئے۔ اتوار کے دن لورقہ مین اور پیر کو منصورہ
مین قیام کیا۔ منگل کو یہانسے چلکر قنالش بسطہ مین پہنچے۔ وہانسے آگے بڑہکر بدھ کے
روز وادی آش مین مقیم ہوئے۔ یہانسے روانہ ہوکر بائیسوین محرم (۲۵ اپریل) کو
جمعرات کے دن غرناطہ مین داخل ہوئے اور اللہ تعالے کے افضال واکرام کا بیحد
شکر ادا کیا۔ ہمارے سفر کی مدت یوم روانگی سے آجتک پورے دو برس اور ساڑھے تین
مہینے ہوئے۔ اللہ تعالی نے اپنے فضل سے اِس مدت مین تمام آفات سے بچایا۔
اور اپنے وطن مین صحیح وسالم پہنچایا۔ اُسکے انعام بے نہایت پر ہزارون شکر۔ اور اُسکے
رسول پاک پر مع آل اطہرین واصحاب مکرمین رضوان اللہ علیہم اجمعین بیحساب درود وسلام نثار ہو۔

فالقت عصاها واستقر بها النوى　　كما قر عينا بالاياب المسافر

(اُسنے ہاتہ سے لکڑی ڈالدی اور مقصد کو پہونچی جسطرح کہ مسافر کی اپنے وطن مین پہنچکر آنکہین ٹھنڈی ہوتی ہین)

تمت

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	فبرہ	قبرہ	۴۷	۱۷	۷۳۶۴ من	۷۳۶ من
۲	۴	وقت آواز	وقت قبر سے آواز	۵۱	۳	قرین	فرین
۳۲	۱۲	محصول	زکوۃ	۵۲	۱۰	جائے قیام	مقام
۳۳	۳	″	″	۵۵	۱۴	ہے۔ درمیان	ہے۔ اوپر کا سطح نیچے کی سطح سے چوڑا ہے۔ درمیان
۴۱	۱۶	سکے	عکہ	۵۶	۲	توحش	ہراس
۴۴	۱۳	آٹھ ہزار	آٹھ سو	″	۱۲	رکہا ہے	رکہا جاتا ہے
″	۱۷	آٹھ ہزار	آٹھ سو	۵۹	۱۷	روغن	طلا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۹	۲	طرف سے	نسبت
۶۵	۱۵	چوڑی	اونچی
۶۶	۱۳	کو	سے کے
۷۳	۱	یک	زنجیرین
۷۶	۱۱	ندقعونپر	ورقون پر
۷۸	۴	دومخرج ہین	ایک مخرج ہے
〃	۱۲	دومخرج	دو دو مخرج
۷۹	۷	زینہ کا ستون	اوپراذان کا گنبد
۸۰	۱۲	انکی چوڑای	انکے اوپر کی چوڑائی
〃	〃	ستر قدم	سترہ قدم
۸۴	۶	بدقسمتی	کمین گاہون
۱۰۸	۵	کشمکش شدت	کشمکش کی شدت
۱۱۴	۵	اس	ان
۱۲۰	۶	عشاکی دوسری	عشاکی
۱۲۳	۱۰	حرم شریف مین	حرم شریف مین آیا
۱۲۷	۱۳	کی تھی	کی تھین
〃	۱۴	طبقون	طبقونمین
۱۴۳	۶	چیزین	چیزین ہین
۱۵۵	۷	چارون	چارون طرف
۱۵۶	۳	نفاس	انفاس
۱۶۸	۳	چڑھا	جڑا
۱۸۴	۱	بغدا	بغداد
〃	۱۳	آبادہے	آباد ہے
〃	۱۵	تھوڑ دور	تھوڑی دور
〃	۱۷	اورات	اور رات
۲۰۱	۴	مربع	مربعہ
۲۰۳	۱۰	شام	حام
۲۱۴	۴	جرات	حیرت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۶	۱۳	بھی وصل	بھی جوم
۲۲۹	۱۱	کنوونکو سامنے	کنوونکے
۲۳۲	۲	بہت اور	بہت آبا
۲۳۵	۳	اس شہر	اس کہ
۲۳۵	۱۴	دریا	نہر
۲۴۱	۱۲	دس بالشت	دس قد
۲۴۳	۳	مقصورکے	مقصورہ
〃	۷	خلیفہ	حنفیہ
۲۵۲	۲	چار بالشت	چالیس
۲۶۳	۹	حیرات	حیرت
۲۶۴	۱۵	فوارے	آبشار
۲۶۶	۱۰	ترحم ہے	ترحم کہ
۲۷۶	۳	بلندیہ	بلندی
۲۸۶	۹	مالک دیوالصاحب	مالک دیوا
۲۸۸	۱	الزیب	زاب
۲۹۱	۷	نغرش	لغزش
۳۰۵	۱۳	ہرطرف	برطرف
۳۱۹	۱۳	سپرکیا	سپرد
۳۲۸	۱۲	سلمان مقرر ہوئی	مسلمان

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب با

وساعت سعید مطبع احمدی ریا

الٰہی